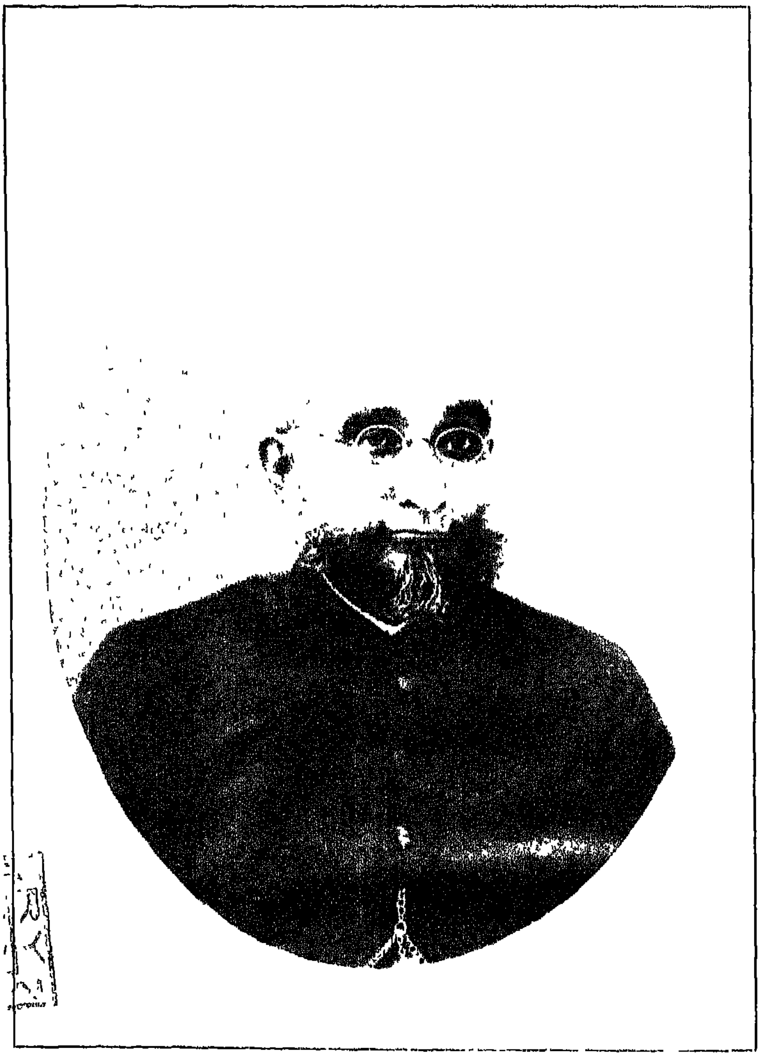
نواب عزیز جنگ بہادر مولف



۱۳۱۷

غرائب الجمل

ھٰذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نوروز)

یہ کار آمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ ہنگلہ) پہلا باب متضمن

باصول فن و قوانین اہل جمل (۱۹۶۴ سمت) دوسرا باب

منقسم بر اقسام و دقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لشمس العلماء احمد عبد العزیز النوائط عزیز جنگ بہادر

اسکی رجسٹری بموجب احکام نافذ ہو چکی ہے

(۱۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا

حق نہوگا (۱۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہوگا

(۱۳۲۶ ہجری)

قد طبع باہتمام عزیز فی عزیز المطابع

حیدرآباد

۱۳۳۷ محمدی

اعزاز ڈڈیکیشن

ہماری اس تالیف کو یہہ اعزاز مایۂ افتخار و ناز ہے
کہ حضرت آقای و ولی نعمت ۔ قدر قدرت ۔ قوی شوکت
اعلیٰ حضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی
آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر
فتح جنگ جی ۔ سی ۔ یس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ بی
فرمانروائے سلطنت آصفیہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ
عن الشرور و الفتن نے کمال شفقت [illegible]
سے اجازت عطا فرمائی کہ ہم اس کتاب کو
حضرت کے نام نامی سے معنون کریں دام اللہ اقبالہم و اجلالہم ابداً ابداً
(نمک پروردۂ دولت فدوی عزیز جنگ مؤلف)

فہرست مضامین کتاب غرائب الجمل

١٣١٧ ف

غرائب الجمل

هذا كتاب محكم في حقائق الفن الاكمل

(١٨٢٩ نو روز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (١٣١٤ بنگلہ) پہلا باب متضمن
باصول فن و قوانین اہل جمل (١٩٦٤ سنت) دوسرا باب
منقسم باقسام و دقائق عمل (١٣٢٥ ہجری)

لشمس العلماء احمد عبد العزیز النواب عزیز جنگ بہادر

اسکی رجسٹری بموجب احکام قانون ہو چکی ہے
(١٣٢٦ ہجری) بدون اجازت مؤلف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا
حق نہ ہوگا (١٣٢٦ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہوگا
(١٣٢٦ ہجری)

قد طبع باهتمام عزيزيه في عزيز المطابع

حیدر آباد

١٣٣٧ محمدی

قیمت فی جلد

ابتدائے الکلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳۲۵ ہجری

جمل الحمد للہ النبیل واضع الجمل ۔ تعالیٰ شانہ

۱۳۲۵ ہجری

وجلیل برھانہ عزوجل ۔ والصلوٰۃ دائما علی

۱۳۲۵ ہجری ۱۳۱۷

النبی سید المرسلین ۔ وعلیٰ آلہ العوالی و

فصلی ۱۳۱۰

خلفائہ وصحبہ اجمعین ۔ وشکرا لولی النعمۃ

فصلی ۱۳۳۶

العلیا ۔ الذی اعطی المؤلف نوالا احسن العطا

محمدی ۱۳۳۶ محمدی

إنّ حكمه يطرح العدد كالجمل الاصغر ويرفع

۱۹۰۸ عیسوی

مراتب الواقي والمدارج كالبسط والجمل الاكبر

۱۹۰۸ عیسوی

ذاته مصباح ومشرق ووسيط - وسماطه

۱۹۶۴ سمت

المرضي بألوان النعمة بسيط - نظام ملكه أشرف

۱۹۶۴ سمت　　۱۸۲۹

وقويم - فوقع خطابه عديم البدل في أحسن تقويم

نوروز　　۱۸۲۹ نوروز

ضاعف الله قوامه وإقباله - ومدّ ظلاله

۱۳۱۴ بنگلہ　　۱۳۱۴

وكبّر إجلاله - بإحسانه المجدد وفضله

بنگلہ　　۱۳۱۵

القديم - وبحرمة سلطان الأنبياء نبينا

فصلی ہند　　۱۳۱۵

الكريم -

فصلی ہند

امابعد ۔ بندۂ ہیچمدان احمد عبد العزیز ولا تخلص بن جناب مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور نایطی ۔ شافعی مدراسی جسکو سرکار نظام نے اسکے خدمات کے صلہ مین وظیفہ حسن خدمت اور خطاب خان بہادر عزیز جنگ سے سرفرازی بخشی ہے ۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کے مشاغل علمی کے اعتراف مین خطاب شمس العلما کا اعزاز عطا فرمایا ہے ۔ طالبین و شائقین فن جُمّل کی خدمت مین بادب عرض پرداز ہے کہ اگرچہ ہندوستان نے اس فن لطیف کو متقدمین عجم سے لیا ہے ۔ اور عجم نے عرب سے ۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ نہ زبان فارسی مین اس فن کی کوئی مبسوط کتاب پائی جاتی ہے ۔ اور نہ زبان اردو مین کوئی جامع رسالہ عربون کے پاس جو کچھہ ذخیرہ اس فن کا رہا ہوگا وہ آج زمانہ سے معدوم ہے بلاد عرب اور مصر وغیرہ کے مطابع اپنی فہرستون مین اس فن پر صفر کہتے ہین ۔ اور شاہی اور پبلک کتب خانون مین کسی کتاب کا پتا نہین چلتا ۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ عربون کے لٹریچر مین اس فن کا ذخیرہ ضرور رہا ہوگا اور ممکن ہے کہ اب بھی ہو لیکن یا تو زمانہ کی بے قدری نے اسکو پردۂ خفا مین جگہ دی ہے یا لیل و نہار کی گردش نے اسکو صفحۂ روزگار سے مٹا دیا ہے ۔ جو کچھہ اسکی بو باس باقی رہ گئی ہے وہ صرف بعض بزرگون کی احتیاط اور دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ انہون نے اپنی لاثانی تصانیف مین کہین کہین ۔ کچھہ نہ کچھہ اس کا ذکر ضمناً کر دیا ہے جن مین بعض حضرات نے اختصار کے ساتھ کہین کچھہ قواعد بھی لکھدئے ہین ۔ اور بعض نے کسی موقع پر بعض اصطلاحات کی تعریف کر دی ہے ۔ اور بعض نے کسی بحث کے ضمن مین اختلاف مذاہب جمل سے بحث کی ہے ۔ غرض خال خال جو کچھہ ہے وہ ایسا مختصر ہے کہ گویا کچھہ نہین ہے ۔

اور جس قدر بھی ہے وہ انہین کا صدقہ ہے ۔

فارسی کے بعض متقدمین نے اگرچہ اس فن مین علمی طور پر قدم رکھا ہے ۔ اور متاخرین کے تاریخی کلام سے اونکی اعلیٰ دلچسپی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے لیکن علمی ذخیرہ کی حفاظت مین انہون نے کچھہ نہین کیا ۔ ہماری معلومات کی حد تک ہم کہہ سکتے ہین کہ علماے عرب نے تو فنون غیرہ کے ضمن مین کچھہ نہ کچھہ اس کا ضمنی تذکرہ کرکے اصول فن کو بچا لیا ہے ۔ لیکن فارسیون نے یا تو اس کو معمولی چیز سمجھہ کر چھوڑ دیا یا زحمت پسندی سے کنارہ کیا آفرین ہے ہمارے ہندوستان جنّت نشان پر کہ اسنے عجمیون سے زیادہ اس کی قدر اور حفاظت کی ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی متعدد تصانیف مین اس فن کے متعلق عرب کی پیروی کی ہے یعنی خال خال مضامین کو اپنے مختلف تصانیف مین ضمناً بیان کیا ہے ۔ اور جلال لکھنوی نے سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین ایک مستقل رسالہ افادۂ تاریخ کے نام سے لکھا جو ۳۳ صفحہ پر شامل ہے اور چھپ چکا ہے ۔ پھر منشی انوار حسین سہسوانی نے فارسی زبان مین ایک اچھی کتاب لکھی جو ملخص تسلیم سے موسوم ہے ۔ یہ کتاب سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین تالیف ہوئی ۔ اور سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین چھپی ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر مینائی مرحوم نے بھی اس کے متعلق کوئی کتاب لکھی تھی جس کے مبیضہ کی نوبت نہین آئی جو آپ کے صاحبزادہ کی حفاظت مین ہے ۔

ہمارے استاد مولانا نجم الدین حسن مغفور مدراسی فضل تخلص نے بھی ایک جامع رسالہ کی بنیاد قائم کی تھی ۔ اور اوسکو معدن الجواہر سے موسوم کیا تھا لیکن اس کے مقالۂ اوّل متعلق بہ حقیقت حروف کو ختم فرماکر مقالۂ دوم متعلق بہ فن جمل کو نصف سے زیادہ لکھنے نہ پائے تھے کہ دنیا سے چل بسے ۔ اون کی ادھوری محنت بھی آج اون اوّل الذکر دونون

کتابوں سے فائق ہے۔ غرض اہل ہندو دکن نے اس کے متعلق معمیوں کے مقابلہ میں
اگرچہ بہت کچھ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اوسکے سوا اور بہت کچھ درکار ہے
جلال لکھنوی کا رسالہ بےشک مفید رسالہ ہے اور بیچارے مؤلف نے جہانتک
اونکو ذخیرہ مل سکا اوس کے ذریعہ سے اچھی کتاب لکھی ہے جو مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے
لیکن اس کے اختصار کی وجہ سے اکثر چیزیں اس میں قابل اضافہ ہیں نیز اسکی تخفیص
صرف تاریخگوئی سے ہے۔ لائق مولف نے اصول فن سے قطع نظر فرمائی ہے۔
ملخص تسلیم۔ مؤلفۂ منشی انوار حسین سہسوانی بہ نسبت کتاب اول الذکر کیقدر
مبسوط ہے اور منشی صاحب نے اصول فن کے بیان کی بہت کچھ کوشش کی ہے لیکن
اس وجہ سے کہ غالباً اونکو عربی کتابوں کا ذخیرہ بہت کم ملا ہے وہ اپنے مقصد میں کم
کامیاب ہوسے ہیں۔ اگر یہ کتاب زبان فارسی میں نہ ہوتی تو بلاشک اس سے ہندستان
کو بہت نفع پہونچتا اور اب بھی جس قدر امداد شائقین فن اور فارسی دانان ہند کو
اس کتاب سے ملتی ہے وہ بہت قیمتی امداد ہے طرز بیان اور ترتیب کی شان مؤلف
کے مذاق طبیعت سے متعلق ہے۔ ان بزرگ کی مہربانی سے اگر یہ کتاب مرتبا در شائع
نہ ہوجاتی تو آج ہمارے جمع کئے ہوئے ذخیرے میں ایک بہت بڑا نقصان رہجاتا
منشی صاحب کی طبّاعی نے بعض اختراعات کا اضافہ بھی کیا ہے۔
اگرچہ اس کتاب کا ایک حصّہ جلال لکھنوی کی تردید کے نذر ہوا ہے اور یہ اختلاف
مذاہب جمل کا نتیجہ ہے لیکن تاہم اس کتاب کی مجموعی حیثیت سے یہ بات ظاہر ہوتی
ہے کہ منشی صاحب نے اس کی تالیف میں محنت شاقّہ اوٹھائی ہے اور ہماری رائے
میں وہ اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر کی اگر حیات مستعار وفا کرتی اور یہ رسالہ کامل ہو جاتا
اور اشاعت کے درجہ مین آجاتا تو بے شک اس کا مرتبہ ماقبل الذکر رسائل سے فائق ہوتا
افسوس ہے کہ یہ کتاب ادہوری رہ گئی۔ اس ادہورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی
ہے کہ مولانا نے اصول فن جمل کی تحقیق مین بڑی ہی جانکاہی کی ہے بعض دوستون نے
ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کردین اگرچہ یہ بات آسان نہی لیکن اس وجہ سے
ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرز ترتیب اور طرز بیان مین ہر ایک مؤلف کا
مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ جمل مین لائق مؤلف کی رائے سے اکثر مقامات پر
ہمکو اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبان فارسی مین فرمایا ہے۔ ہمکو اس کی تکمیل
کے بعد اس کا ترجمہ بہی اردو زبان مین کرنا پڑتا ورنہ ہندوستان کو اس سے چندان
فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہین تمام وجوہ سے ہم نے یہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑہ اینٹ
کی مسجد جدا قائم کرین اور لائق مؤلفین کے آرا سے استناد اور اپنی راے کا بہی اظہار کرین
ہم نے جہان تک ان کتابون کی سیر کی اوس سے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائق
مؤلفین نے ان کتابون کے اکثر حصہ مین اجمال بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور
تعریفات مین تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور صنایع تاریخ مین بہی
انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکہا ہے۔ اختلاف مذاہب مین فریقین کے دلائل کے
ساتہ اپنی قطعی راے کے اظہار مین احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے
جو جمل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان مین اماماں جمل اور محققین سلف کے اقوال
سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔
یہی تمام وجوہ ہین جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتاب مستقل کی تالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتم بالشان کام کا بیڑا اوٹھایا۔ ہم بخوبی واقف ہین کہ ہندستان کی موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ اس کی دلچسپی اس درجہ مین نہین ہو کہ پبلک اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو پست ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدر دان ہمارا آقائے نعمت ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمان روا کے سایۂ عاطفت مین فارغ البال اور وظیفۂ حسن خدمت سے خوشحال ہین جس کی تمامتر توجہ اشاعت علوم و فنون کی جانب مبذول ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین و مؤلفین اس درجہ مین آچکے ہین کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ سے پبلک کو فائدہ پہونچاوین اور ذخیرۂ علوم کی تکمیل کرین۔

ہم نے اس کتاب کو **غرائب الجمل** سے موسوم کیا ہے۔

یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر شامل ہے۔ اور ہر ایک باب مین دو فصل ہین۔

باب اوّل ۔ علم یعنی اصول فن جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل مین امور ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فن جمل کی تاریخ۔ (۳) غایت جمل کا بیان۔

اور دوسری فصل متعلق بموضوع جمل ہے جس مین (۱) حروف واعداد جمل۔ (۲) الفاظ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہب جمل (۴) اقسام جمل۔ (۵) قواعد وضوابط جمل بیان ہوئے ہین۔

باب دوم ۔ عمل یعنی فروع جمل سے متعلق ہے جسکی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) "تاریخ کی تعریف (۲) تاریخ کے اقسام (۳) تاریخ کے محاسن۔
(۴) صنائع و بدائع تاریخ۔ اس مین ۲۹ صنعتون کا مفصّل بیان ہے اور صرف
اونتیسوین صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوے ہین۔ ہرایک صنعت کی تعریف کے ساتہ
تاریخی تمثیل پیش ہوئی ہے اور پہر ہرایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتہ مطابق کرکے
دکہلایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے
متعلق تاریخی واقعات بہی بیان ہون۔

اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس مین عرب اور عجم کے طریقہ عمل کا
بیان اور سنسکرت کے طریقۂ ترقیم کی صراحت ہے۔

خاتمہ کو بہی دو حصص پر شامل رکہا ہے۔ حصّۂ اول مین سنین مختلفہ کی تاریخ
اور حقیقت کا بیان ہے۔ یعنی سنۂ آدمی۔ سنۂ ابراہیمی۔ سنۂ
داؤدی۔ سنۂ موسوی۔ سنۂ عیسوی۔ سنۂ محمّدی۔ سنۂ ہجری
سنۂ مہدوی۔ سنۂ ترکی۔ سنۂ فصلی۔ سنۂ آلہی۔ سنۂ
جلالی۔ سنۂ بنگلہ۔ سنۂ فارسی و یزدجردی۔ سنۂ ساکا و سمّت
سنۂ رومی۔ و سنۂ نوروز۔

دوسرے حصّہ مین متأخرین و متقدمین و معاصرین کے تاریخی کلام کو پیش
ناظرین کیا ہے اور نوعیت ہاے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتہ دکہلایا ہے
جیسے قصائد نعتیہ تاریخی۔ تواریخ ولادت۔ تواریخ بسم اللہ خوانی۔ تواریخ
تقریب ختان۔ تواریخ شادی کدخدائی۔ تواریخ سالگرہ و جوبلی۔ تواریخ غسل
صحّت۔ تواریخ جلوس و فرمان روائی۔ تواریخ فتوح۔ تواریخ وزارت۔

تواریخ خطابات۔ تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔ تواریخ خیر مقدم۔ تواریخ شکار تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب۔ و تواریخ بنا و تعمیر۔ تواریخ سزا۔ تواریخ فراغ حج۔ تواریخ رہائی از قید و تواریخ وفات۔

شکریۂ ولی نعمت ہم اپنے آقائے ولی نعمت۔ والی سلطنت۔ قدر قدرت قوی شوکت۔ اعلیٰ حضرت۔ حضور پر نور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک **میر محبوب علیخان بہادر** فتح جنگ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ فرمان روائی سلطنت آصفیۂ حیدر آباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کے دل سے شکر گزار ہیں جس کی ریاست ابد قرار میں ہمارا نشوونما ہوا اور جس کی ملازمت کا اعزاز ہمکو ملا اور دیرینہ تابعداری کے بعد آج ہم اس کے شاہی خزانہ سے وظیفہ یاب حسن خدمت اور دعا گوے دولت ہیں۔ اسی بادشاہ ذیجاہ نے ہمکو خطابی اعزاز سے سرفراز فرمایا اور ہماری ہر ایک گزشتہ تالیف کا صلۂ تالیف عطا فرما کر ہمارا حوصلہ بڑہایا۔

ہماری تمام تالیفات ماضیہ میں اس کتاب کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اولوالعزم فرمانروائے کمال شفقت و مہربانی سے ہمکو اس بات کی اجازت عطا فرمائی کہ ہم اس کو اوس قدر دان علم و ہنر کے نام نامی سے معنون کریں۔ ادام اللہ اقبالہم واجلالہم ابداً ابدا۔

قصیدۂ مدحیہ

جس کے کل اعداد یا ہر ایک شعر یا ہر ایک مصرعے یا ہر لفظ ابتداے مصرعہ یا ہر حرف آخر مصرع اول یا ہر مصرع کے حروف معجمہ یا مہملہ یا حروف مہملۂ مصرع اول و معجمۂ مصرع ثانی

یا جمعہ مصرعِ اوّل و جملہ مصرعِ ثانی کے اعداد مکمّلہ سے بصنعت عامۃ الورود تاریخ طبع کتاب حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ۳۰ پر ضرب دیں اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑھا دیں اور مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کریں اور کسرات باقیماندہ کو ۲۳ پر ضرب دیں

(تشبیب)

من در شبِ زلفِ تو ندیدم خطِ لب را / تا شمعِ رخت شانہ نزد کاکلِ شب را

گر آبلۂ پا بشکست آب بسفر کرد / جو پاے تو پروانہ کند پیچ و تعب را

ہر تشنہ کہ جو پاے خمارِ نگہِ تست / از جوہرِ تیغِ تو خورد آبِ عنب را

تیغِ نگہت در حرمِ خاطرِ عشّاق / دیدیم کہ بر طاق نہد پاسِ ادب را

تشبیبِ تو تطویلِ سخن را نہ پسندد / پیچد بخمِ کاکلِ پر پیچ سبب را

(گریز)

ہشدار کہ چشمِ شہِ خوبان نگران است / جورِ تو بفریاد بر د شکوہ بلب را

محبوب بنام است و لقب آصفِ دوران / ترجیح بنامش نبود حسنِ لقب را

صیتِ لقبش گوش بدل دارد و نامش / در گوشۂ دل جلوہ دہد قدرتِ رب را

شاہے کہ گرانباری لطفش بتقابل / پیوستہ بیک پلّہ نشاند جدو آب را

ای خسروِ اقلیمِ دکن آصفِ ذیجاہ / ذاتِ تو شرف داد حسب را و نسب را

محبوبِ ید اللٰہی و زین وجہ گہِ جنگ / بر فتحِ تو نازست شجیعانِ عرب را

بر مصحفِ روی تو عیان آتش و آب است / سیمای تو تفسیر کند حلم و غضب را

از شربتِ ذوقِ سخنِ آن لبِ جان‌بخش / بیمارِ تو پروانہ کند حدّتِ تب را

تا آینہ را کرد رخت پشت بدیوار / آئینۂ روے تو کشد عکسِ عجب را

صنعت بحقیقت نشود مدِّ مقابل / رخسارِ تو جوہر شکند صنعِ حلب را

(دعا)

در عہد تو اقدام شود سدّ جرائم — چشم عسس ملک تو داند لقب را
حاجت بہ طبیبی نبرد شکوۂ بیمار — کو بر در رنجور کشادہ ست مطب را
قدر تو چہ دانند حریفان سخن ساز — جاہل چہ کند منزلتے فن ادب را
تو طوطی شکّر شکن باغ کلامی — حنظل خور ہامون چہ کشد ذوق رطب را
آواز گدا ر ولی در بار کریم است — لب بستن من شہرۂ دہر شور و شغب را
پامردی تو تا نزند دست بد و چشم — از دامن دولت نہ کشم دست طلب را
از وسعت مضمون ثنا قافیہ تنگ است — آن بہ کہ ردیفم بکشد عذر ادب را
نطقم بزبان کردہ ودیعت امل دل — دستم بہ جا عرضہ دہد حسن طلب را
در حیّز حکم تو شود گنبد گردان — در رتبۂ ملک تو بود مسکن غبرا
در ظلّ ہمایون تو آسودہ شود خلق — زانسان کہ سرت چتر کشد سایۂ رب را
ہر سال بصد گردش عمر تو دہ چند — تا گوہر مہ سبحہ کشد رشتۂ شب را

فہرست کتب مستندہ ذیل میں ہم نے ایک فہرست اون کتابوں کی لکھی ہے جن سے ہمکو اس کتاب کی تالیف میں ایک حد تک ضرور مدد ملی۔

نشانات	حروف	نام کتاب	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	الف	ارمغان (مقیاس الاشعار)	مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی
۲	؍	افادۂ تاریخی	جلال لکھنوی
۳	؍	الفتاوی الخیریہ	خیرالدین رملی
۴	؍	المطالع النصریہ للمطابع المصریہ	نصر ہورینی

۵	الف	الواح الجواہر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواہر القاموس	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۷	"	تاریخ	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸	"	تفسیر درِّ منثور	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۹	ج	جفر جامع	لاادری
۱۰	"	جواہر خمسہ	محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ح	حاشیہ تحفۃ المنہاج	شروانی
۱۲	"	حاشیہ تفسیر بیضاوی	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	"	ایضاً	عبدالحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانۂ عامرہ	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۵	ر	رسائل عبدالجلیل	میر عبدالجلیل بلگرامی
۱۶	س	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۷	"	سیرۃ	ابو محمد عبدالملک بن ہشام
۱۸	"	ایضاً	امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	"	شرح جواہر خمسہ	شناوی
۲۱	"	شمس المعارف	شیخ احمد بونی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	"	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابوالفضل محمد بن عمرو بن خالد

۲۴	ع	عقد الجواہر	شلّی باعلوی
۲۵	غ	غزلان الہند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	"	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر مکی
۲۸	"	فرہنگ رشیدی	رشید تتوی
۲۹	ق	قاموس المحیط	مجد الدین محمد فیروز آبادی شیرازی
۳۰	"	قوانین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدراسی
۳۱	ک	کتاب المداخل	لاادری
۳۲	"	کلمات الشعرا	سرخوش
۳۳	"	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	"	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرۃ الاوائل و مسامرۃ الاواخر	علی دده
۳۶	"	معدن الجواہر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدراسی
۳۷	"	مغنی المحتاج بشرح المنہاج	خطیب شربینی
۳۸	"	مفتاح الاستخراج در جفر	لاادری
۳۹	"	ملخص تسلیم	منشی انوار حسین سہسوانی
۴۰	"	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبد الرشید تتوی
۴۱	"	موید الفضلا	مولوی محمد لاد

۴۳	ن	نقش خاطر در تکسیر	لا ادری
۴۴	د	حاشیہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون	نصر ہورینی
۴۵	ے	ہفت قلزم	مولوی قبول محمّد

عزیز ناظرین! غالباً ان کتابون کے نامون کو پڑھ کر متعجب ہون گے کہ باستثنائے ایک دو رسائل کے باقی کل کتابون کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے جس کو ہمنے وجہ تالیف مین عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمناً کہین کہین اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیش بہا تصانیف مین کر دیا ہے جس سے ہمنے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمکو رسالۂ میزان التاریخ نہین ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکھنوی نے اپنی تالیف ارمغان مین فرمایا ہے وہ ہمسے بالمشافہ فرماتے تھے کہ میزان التاریخ عربی زبان مین ایک قلمی رسالہ تھا جو پچاس ساٹھ صفحات پر شامل تھا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانۂ حیات مین اون کے کسی دوست نے مستعار دیا تھا اور آج اوس کا پتہ نہین چلتا اگرچہ اس کا ذکر ہمنے اس کتاب مین کیا ہے لیکن اس کا نام ہمنے اس فہرست مین اس لئے لکھنا مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہین گزرا۔ باقی رسائل مندرجہ فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ مین موجود ہین اور اکثر ہمارے اوستاد مغفور مولوی نجم الدین حسن مدراسی کے کتب خانہ مین اللہم اغفرہ

باب اوّل متعلق باصول جمل

فصل اوّل متعلق بمراتب ابتدائی

(۱) جمل کی تعریف

جُمَّل یا جُمَل بضم جیم وتشدید میم مفتوح یا بدون تشدید بفتح میم - زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنیٰ - حروف تہجی کو اعداد کے مقابلہ میں قائم کرنے کے ہیں - جیسے الف مساوی قرار دیا جاوے ایک کا - یا بے کو مساوی قرار دیا جاوے دو کا -

صاحب فرہنگ آصفیہ نے جیم اور میم دونوں کو مضموم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جُمُل سے حروف ابجد کے اعداد کا حساب مراد ہے منشی انوار حسین سہسوانی نے بھی اپنی تالیف ملخص تسلیم میں بضم جیم تازی و میم مضموم مشدد و نیز بتخفیف لکھا ہے - آپ فرماتے ہیں کہ جُمُل حساب اعداد ابجد کو کہتے ہیں - صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ جمل بضم جیم وتشدید میم مفتوح بمعنی حساب اعداد حروف ابجد و بالمعنی بتخفیف میم نیز آمدہ منتخب اللغات شاہجہانی میں مذکور ہے کہ جمل بضم جیم وفتح میم جملہا و بہ تشدید میم حساب ابجد و بہ تخفیف نیز آمدہ چنانکہ مشہور است - وبقول منتہی الارب فی لغات العرب الجُمَّل کسکّر وقد یخفف حساب ابجد ست - اور صاحب قاموس کا بھی یہی قول ہے لیکن اوس کی شرح تاج العروس من جواہر القاموس میں کسیقدر صراحت کے ساتھ اس کا بیان ہے الحاصل لفظ جمل کے اعراب میں اتفاق اسی پر ہے کہ میم مفتوح ہے خواہ مشدد ہو یا غیر مشدد - صاحب فرہنگ آصفیہ - اور ملخص تسلیم نے غالباً صحت اعراب پر کم التفات فرمایا ہے -

(۲) فن جمل کی تاریخ

... جمل ... اسلام سے پیشتر بھی

مستعمل تھا جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحق المطلبی المعروف با بن اسحق نے کتاب سیرۃ مین اور امام محمد بن اسمٰعیل البخاری نے کتاب التاریخ مین اور شیخ ابو محمد عبدالملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ مین اور نیز دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات مین اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔

قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسّرین نے سورۂ بقرہ کے حروف مقطعات کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ علماے یہود نے نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے تعداد سنین کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین جو شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر درّ منثور مین کتب معتبرۂ حدیث کے حوالہ سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبدالرحمن بن خلدون نے بھی مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خفّاجی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ

وقیل انہ معروف فی اللغات القدیمۃ کالعبرانیۃ وہو کثیر فی التوراۃ کما فی رسالۃ فضائح الیہود للغزالی (انتہٰی) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ قدیم زبانون کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور توریت مین کثرت سے مستعمل ہوا ہی جیسا کہ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب فضائح الیہود مین ذکر کیا ہے

ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے کہ دلالۃ ہذہ الحروف علی تلک الاعداد لیست طبیعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی یسمونہ حساب الجمل نعم انہ قدیم مشہور (انتہٰی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

اعداد پر طبعی نہین ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ یہ دلالت وضعی واصطلاحی ہے جسکا اصطلاحی نام حساب جمل ہے بے شک یہ قدیم اور مشہور اصطلاح ہے۔

سید غلام علی آزاد بلگرامی نے کتاب سبحۃ المرجان فی آثار ہندستان مین لکھا ہے کہ ما وقفت علی من وضع قاعدۃ الجمل وقرر حروف الہجاء بازاء الاعداد یعنی مین واقف نہین ہون کہ قاعدہ جمل کا واضع کون ہے اور کس نے حروف تہجی کے مقابلہ مین اعداد کو قائم کیا ہے۔

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ جمل صغیر کا واضع خداوندکریم ہے جل جلالہ وعم نوالہ جیسا کہ علی دودہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر مین لکھا ہے کہ اول کتاب انزل اللہ من السماء ابو جاد ذکرہ السہیلی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (الخ) یعنی پہلی تحریر جس کو خدا نے آسمان سے اتارا وہ ابجد ہین ہاین اس کو سہیلی نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح شیخ احمد بونی نے کتاب شمس المعارف مین لکھا ہے کہ اما ابجد فانہا سریانیۃ انزلت علی آدم علیہ السلام و ادریس و نوح وموسیٰ وعیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین یعنی ابجد سریانی زبان کے الفاظ ہین جو نازل ہوئے آدم ادریس نوح موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام پر۔

جمل صغیر کا پتا تو اسقدر چلتا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ لیکن جمل وسیط الو جمل کبیر وغیرہ کا واضع کون ہے البتہ اس کی تحقیق نہین ہو سکی بعض متقدمین کا قول ہے کہ جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ فن جمل کے اقسام فروعی ہین۔ اور ان سب کی [illegible] ... اقسام پیدا ہوئے ہین (الخ)

ہم کہتے ہین کہ جمل صغیر کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیئے۔ ان اقسام کی تعریف اور ان کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیر کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیون قرار دیا گیا۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان مین جو اقسام فن جمل سے موسوم ہوگا ذکر کرین گے انشا اللہ تعالے۔

کتاب محاضرة الاوائل مین مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (ہرمس اول کا شاگرد تہا) اسرار حروف و اسماے روحانیہ کی نسبت محققانہ بحث کی ہے اور طلسمات کا واضع بھی یہی شخص ہے اور علم وفق بھی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے۔ اسی کے متعلق تاریخ حکما مین ذکر ہے کہ اول من علم الوفق وعمل منہ العجائب فیثاغورث المذکور ولہ فی الاوفاق العددیة عجائب (انتہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اوس سے عجائبات کو پیدا کیا وہ فیثاغورث ہے اور فنون اوفاق مین جو اعدادی فن ہے عجیب چیزین اسی سے منسوب ہین۔

بعض رسائل مین اس کا ذکر ہے کہ زبر و بیّنات کے قاعدہ کا واضع حکیم ارسطاطالیس ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایسا کہنا درست نہین ہے اس لیئے کہ زبرا ور جمل صغیر دونون ایک ہین۔ اور جمل صغیر کی نسبت یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ اس کا واضع حق جل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے۔

ہم یہ عرض کرتے ہین کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بیّنات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابل حرف گیری نہین ہین۔ اگر مان لیا جاے کہ ہر ایک

حروف کے مقابلہ مین عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدہ زبر و بیّنات
کی ایجاد سے اس مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل
یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہین مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے
اس کے عدد بقاعدۂ جمل (۱۱۱) ہین پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح
جمل مین (زبر) کہتے ہین اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) مین حرف
اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱۰)
بیّنات سے موسوم ہون گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس مین (ب) کا
عدد (۲) زبر ہے۔ اور (ا) کا عدد (۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل نے
(زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔
اس حالت مین اگر ہم قاعدہ زبر و بیّنات کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کرین تو
ہمارا یہ کہنا اس امر مسلّمہ کے مغائر نہین ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لیے
کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور رائے مین حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا بھی اس وجہ درست
نہین ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اوس کو مطلقاً جمل کا واضع
کہنا چاہیئے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک مین یہ اشکال اسی لئے پیدا
ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے مین زیادہ غور نہین فرمایا
ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یون کہہ سکتے ہین کہ جمل کا واضع
حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اسطالیس

[illegible]

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکہا ہے کہ جمل کبیر کا واضع بہی حکیم ارسطا طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر بہی اپنا اختلاف ظاہر فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہین کہ اس کے تصفیہ کے لئے بہی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گزرا جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہین رہتا۔

علماے سنسکرت کا قول ہے کہ واضع حروف مقطعات ہی واضع جمل ہی اس فن کے متعلق سنسکرت مین متعدد کتابین ہین اور خاص خاص علوم کو متقدمین نے قاعدۂ ترقیم مین لکہا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر ہمنے اس کتاب کی فصل دوم متعلقۂ باب دوم مین کیا ہے —) سنسکرت مین ایک لاکہ اسی ہزار الفاظ ایسے ہین جنکو لئے اعداد مقرر ہین یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بہی قاعدہ مقرر ہے اعداد حروف مین سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہین کی ہے بلکہ مرتبۂ الوف کے بعد ایک حرف کا عدد لاکہ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کرور ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت مین حروف تہجی کی تعداد ۲۸ سے زیادہ ہے لہذا اعداد کے مراتب بہی زیادہ ہین اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم ہوا ہے اور دنیا مین اسپر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا سہرہ مخلوق سے کسی کے سر نہین ہے یعنی اون کے پاس بہی خلاق اکبر جل جلالہ واضع جمل ہے۔

فن جمل کو سنسکرت مین سنکیت وِدّیا کہتے ہین اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم مانا گیا ہے یعنی حروف سے دنیا کی حاجتین اس قدر نہین پوری ہوتین جس قدر قاعدۂ ترقیم

اوراعلی علوم کی اکثر کتابین قاعدۂ ترقیم مین لکھی گئی ہین۔ مگر نقل نویسی نے قاعدہ ترقیم مین غلطیون کا طومار باندہ دیا۔ اور غلط نگارون کی بدولت ہندسون کی شکل کچھہ سے کچھہ ہوگئی۔ اور ترقیم مین قواعد کثیرہ کی تدوین اور اون کی تعریفات کے بخل نے صدہا کتابون کو لاینحل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہین اور پڑہہ نہین سکتے۔ ناڑکے پتون پر ایسی چیزین بہت سی ہین اور بعض کی نسبت یہ پتا ہی چلا ہے کہ فلان فن مین لکھی گئی ہین۔ لیکن کاتب نے اس تحریر کے آغاز مین قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہین کیا جس سے ہم اون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہین کرسکتے۔

(۳) غایت جمل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جفر و نجوم و تکسیر وغیرہ کی جو کچھہ بہی غایت رہی ہو لیکن اہل جمل نے اس سے دو طرح پر کام لیا ہے۔

(۱) ہندسونکا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام ہندسون سے۔

نمبر (۱) کا استعمال عرب مین اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا مین کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تہے یعنی رقمی ہندسون کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی مین بقاعدہ جمل ہوا کرتا تہا۔ اوراق کتب پر شمار کے نمبر بہی حروف ہی مین لکہے جاتے تہے۔ بعض پرانی کتابین ہماری نگاہ سے بہی گزری ہین جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تہا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربون نے باغراض حسابی ہندسون کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے انکو تسکین نہ ہوئی اس لیے کہ اکثر ہندسون کی شکل سہل التغیر ہے خصوصًا صفر۔ پہر عربون از نقد ہی کا رواج

کے لیے رقمی ہندسے ایجاد کیے جن کی شکلیں معنی خیز اور حروف سے مرکب ہیں۔
ہم نے اپنی تالیف سیاق دکن میں ان ہندسوں کی حقیقت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے لیکن رقمی ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی وہ حسابی کاروبار جو رقمی معاملات کے سوا تھا حروف ہی میں قائم رہا۔ ہم نے بعض عبرانی ایسے کتب بھی دیکھے ہیں جو سنہ چار سو ہجری کے بعد لکھے گئے ہیں جن کے صفحات کا شمار بھی حروف ہی میں پایا گیا۔

بعض محققین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ توریت میں بضمن احوال یعقوب علیہ السلام ۶۱۳۔ احکام کی تعداد کو (تریع مصوب) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں عین کا عدد بعوض ۷۰ کے ۲۰ بتایا گیا ہے۔ یہ عددی اختلاف تو اختلاف مذاہب کا نتیجہ ہے جس کا بیان ہم فصل دوم کے آخر میں ایک خاص مقام پر کرینگے۔

بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ واضع جمل کی غایت اس فن کے وضع کرنے سے یہی تھی کہ کتابت کے اغراض کے ساتھ حسابی ضرورت بھی حروف ہی سے پوری ہو اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو واضع حروف۔ حروف کے ساتھ ساتھ ہندسوں کے اشکال بھی وضع کرتا کیونکہ دنیوی کاروبار میں غرض کتابت حروف و حساب ایک دوسری کی لازم و ملزوم ہے۔

اہل تاریخ نے ہر ایک زبان کے ہندسوں کے وضع کی تاریخ مختلف طریقوں پر لکھی ہے لیکن کسی نے ہندسوں کی قدامت کو حروف کے ساتھ مساوی نہیں تسلیم کیا ہے۔ جب ہر ایک زبان کے ہندسوں کا واضع کوئی نہ کوئی شخص مانا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس سے پہلی ہندسوں کا وجود نہ تھا تو اس سے یہی قیاس قائم ہوتا ہے کہ ہر ایک زبان میں ہندسوں کی ایجاد سے قبل حروف ہی سے حسابی کام لیا جاتا تھا۔

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کر دینا جن کے مجموعی اعداد سنہ واقعہ کے مساوی ہوں اسی پہلی غایت میں داخل ہے جسمیں بہت کچھ تلاش کی لیکن ہمکو عربی زبان ن قدما کے کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاریخی ہاتھ نہ آسے جو معنی دار بھی ہوں اور نفس واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں بضمن (تاریخ) کریں گے انشاء اللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسوں کا کام لینا فن جمل کی پہلی غایت ہے اور اسکو غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً علماء نے اپنے زور طبیعت سے پیدا کر لیا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل تکسیر و نجوم و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسوں ہی میں کرنا اختراع علماء ان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم میں بیان کریں گے۔ اس موقع پر دوسری غایت کے اظہار میں ہم اسی قدر بیان پر قناعت کرتے ہیں کہ اصطلاح جمل میں اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدۂ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانوں کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے۔ ہندوستان میں بھی فی زمانہ اس پر عمل درآمد ہے۔ جس اصول پر ٹلگراف یعنی تار برقی کا کام جاری ہے وہ قریب قریب اسی کے ہے۔ اگرچہ اس میں اعداد حروف جمل کی مطابقت نہیں ہے۔

فصل دوم متعلق بہ موضوع جمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

(۱) عربی زبان کے متعلق صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ لفظ حرف کا اطلاق صرف لغوی

یعنی حرف ہجا پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سہ گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور احرف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجا کو حروف تہجی اور حروف مبانی اور حروف معجم اور حروف منفردہ اور مفردات اور حروف منفصلہ و مقطعات بھی کہتے ہیں۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ ان سر کل امۃ فی کتابہا وسر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف والحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق ہر ایک امۃ کا بھید اس کی کتاب میں ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف میں اور حروف مختلف اشکال رکھتے ہیں۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد فرمایا کہ (ـــہ) ان الحروف ائمۃ الالفاظ شہدت بذلک السن الحفاظ ؛ (ترجمہ شعر) بہ تحقیق حروف ائمہ ہیں الفاظ کے اور گواہی دیتی ہیں اسپر حفاظ کی زبانیں۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سب سے پہلے ابوالبشر آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام پر نازل ہوئے جن کا مجموعہ الفاظ ذیل میں ہے۔ ابتث ۔ جحخد ۔ ذرزس ۔ شصضط ۔ ظعغف ۔ قکلم ۔ نوہی

شیخ علی دده نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخرین تفسیر الفصول سے نقل کیا ہے کہ اولُ ما نزلَ علی آدم علیہ السلام عَشرَ صُحُفٍ ۔ اول لیلۃ من شہر رمضان وکان فیہا سورۃ مقطعۃ بحروف (الخ) وکان فی الصحف الحروف التسعۃ والعشرون (انتہی) یعنی پہلی جو چیز آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات میں

نازل ہوئی وہ دس صحیفے ہین۔ اور انہین مین تنہا سورہ حروف مقطعات اور اون صحیفون مین ۲۹ حرف تہجی
علامہ بونی نے شمس المعارف مین بحوالہ بحرالوقوت لاحمد البونی فرمایا ہے کہ
اول کتاب انزل علی آدم علیہ السّلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ السلام پہ نازل ہوئی وہ حروف معجم ہین۔

پھر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف معجم ا ب ت ث (الخ) ہین۔

پھر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسماہا عربیۃ وفیہا اسرار جمیع الکتب والصحف المنزلۃ وزیادۃ علیہا واما الابجد فسریانیۃ (الخ) یعنی چونکہ وہ حروف عربی ہین لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکھا اور انہین حروف مین تمام نازل شدہ کتابون اور صحیفون کے اسرار ہین اور اون کے علاوہ اور اسرار بھی ہین۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔

شیخ المحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر مین لکھا ہے کہ
قال عبدالملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنۃ عربیا الی ان بعد العہد وطال حُرّف وصار سریانیاً وہو منسوب الی ارض سورنۃ وہی ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبدالملک بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتھ آدم علیہ السلام جنت سے اتر آئے عربی

تھی - زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہوگئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب - اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس میں تھے نوح علیہ السلام اور اون کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہمنے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی کی معلم اول اور منزل - خداوند کریم ہے جل جلالہ - اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنپر حروف عربیہ نازل ہوئے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم میں جس کے الفاظ کا ذکرا وپر ہوا ہے انہیں حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ مروجہ میں حروف تو وہی ہیں لیکن اون کا سلسلہ اور اون کی ترتیب اور اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے - جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے -

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے - اور لا کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے - اور بعض نے ہمزہ کو بھی حروف میں شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس میں بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے - اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی میں شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیئے - چنانچہ -

---

جاربردی نے بھی شرح شافیہ میں لکھا ہے کہ وکان المبرّد یعدّہا ثمانیۃ وعشرین ویترک الہمزۃ ویقول الہمزۃ لاصورۃ لہا وانما تکتب تارۃ واواً وتارۃ یاءً وتارۃ الفاً فلا اعدّہا مع الحروف التی اشکالہا محفوظۃ ومعروفۃ انتہیٰ

یعنی جمہور نحوی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لیئے کہ ہمزہ کے لئے کوئی صورت نہیں ہے یعنی وہ کبھی واؤ کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی یا کی شکل میں اور کبھی الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف میں شمار نہیں کیا جن کی شکلیں محفوظ اور معروف ہیں۔

الحاصل واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلۂ ترتیب ابجد ہوّزی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب میں پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیوں کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیوں کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ الوف کا جس میں صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہیں۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف میں گنجائش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقعپر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہیں جو کہ متروک ہے اور بدیں وجہ کہ ابجد ہوّزی مقبول ور مروّج ہے صرف اسیکو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہو سکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابق تھی کیوں فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لئے ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس کو ہم نے نقشۂ (الف) سے موسوم کیا ہے جس سے یہ چاروں مدارج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہیں

نقشۂ الف

احاد	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الف	غ								
عدد	۱۰۰۰								

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین انہین چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہین اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشۂ بالا مین لکھے گئے ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشارقہ کا ہے۔ مغاربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیل بیان اسی فصل مین آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکہا ہے کہ کل حروف تہجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطرون مین لکہنا چاہیئے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل مین اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف مین کوئی فرق نہین آتا۔ ہم نقشۂ ذیل مین جس کو نقشۂ (ب) سے موسوم کرتے ہین۔

اس ترتیب کو بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نقشۂ ب

اساس	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
نظیرہ	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اساس ـ زبان عربی کا لفظ ہے ـ بفتح اول وثانی بمعنی بنیاد (کذا فی منتہی الارب) اور لفظ نظیرہ بھی عربی ہے ـ بقول صاحب منتہی الارب کسفینہ ـ بمعنی مہتر قوم و دیدبان و نگہبان لشکر ـ اور نظیر کے معنی مثال کے بھی ہین ـ اور اس اصطلاح مین تاے تانیث صرف بلحاظ جمع حروف ہے ـ

صاحب ملخص تسلیم نے ان دونون اصطلاحی نامون کو انہین دونون سطرون کے مقابل لکہا ہے جس کی نقل ہمنے نقشۂ (ب) مین کی ہے ـ لیکن بعض اہل تحقیق کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صاحب ملخص تسلیم یا کاتب مطبع نے دوسری سطر کے بعض حروف کو صرف اصول تنصیف پر سطر اول مین شامل کر دیا ہے درحقیقت (نقشۂ الف) ہی کی پہلی سطر کا نام اساس ہے جس مین کل حروف متعلق بہ احاد ہین اور ظاہر ہے کہ احاد بنیاد ہین عشرات اور مآت اور الف کی دوسری سطر مین اون حروف کو لکہنا چاہیئے جو عشرات اور مآت و الف سے متعلق ہین جو نظیرہ ہین سطر اول کے ـ پس ہماری تحقیق مین نقشۂ صحیحہ (ب) حسب ذیل ہوگا ـ

نقشۂ صحیحہ ب

سطر اول یعنی اساس

حروف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

سطر دوم یعنی نظیرہ

حروف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اعداد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۲) **فارسیون اور ہندیون کا عمل** صاحبان تحقیق پسند نے فرمایا ہے کہ جب فارسیون نے اس فن کو اپنی زبان مین مروج کیا تو اون کو ضرورت پیش آئی کہ زبان فارسی کے مخصوص حروف پ چ ژ گ کے اعداد قائم کرین پس اونہون نے پ کو ب کا قائم مقام قرار دیا۔ اور چ کو ج کا قائم مقام تجویز کیا۔ اور ژ کو ز کا عدیل۔ اور گ کو ک کا مساوی۔

جب ہندوستان مین یہ فن شائع ہوا تو ہندیون نے فارسیون کی پیروی کی ٹ۔ ڈ کو ت۔ د کا قائم مقام کیا۔ اور ڑ کو ر کی جگہ دی۔ اس تصرف جائز کی تصویر ہم نقشۂ ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جس کو ہمنے نقشۂ (ج) سے نامزد کیا ہے۔

نقشۂ ج

حروف	ا	ب پ	ج چ	د ڈ	ہ	و	ز ژ	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

عشرات	ی	ک گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	ق	ر ڑ	ش	ت ٹ	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

(۳) **زبان سنسکرت کا جمل** سنسکرت کے بعض عالمون کا قول ہے کہ جو یونانی طریقہ جمل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول مین بیان کر آئے ہین یہ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہین (پنڈت جگت پرشاد و دیا بھوشن ترکہ سرومنی - انتخاب ہند) سے سچ کہا ہے کہ الوف کے درجہ مین حروف سنسکرت متعدد ہین اور عربون نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت مین کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الوف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے -

الغرض حروف سنسکرت اور اون کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے نقشۂ ذیل مین کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہین -

جس طرح ابجد نوحی مین سلسلہ حروف تہجی باغراض جمل بدلا ہوا ہے اسی طرح سنسکرت مین بھی باغراض جمل حروف کا سلسلہ اصلی قائم نہین ہے - اور جس طرح ابجد آدم مین بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ مین اختلاف ہے اسی طرح سنسکرت مین کوئی خاص ابجد بلحاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہین ہے -

الوف			مآت			عشرات			احاد		
صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد
टो	ٹو	۱۰۰۰	तु	تو	۱۰۰	ने	نے	۱۰	प	پا	۱
ग	گا	۱۰۰۰۰	ठा	ٹھا	۲۰۰	ज	جم	۲۰	र	را	۲
छा	چھا	۱۰۰۰۰۰	री	ری	۳۰۰	घे	گھے	۳۰	दे	دے	۳
ओ	او	۱۰۰۰۰۰۰	सु	سون	۴۰۰	अ	آ	۴۰	श	شا	۴
उ	ؤ	۱۰۰۰۰۰۰۰	ढा	ڈھا	۵۰۰	ब	وا	۵۰	क	کا	۵
श्री	سوی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰	ड	ڈا	۶۰۰	ल	لا	۶۰	था	تھا	۶
ई	ئی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ह	ہا	۷۰۰	भ	بھا	۷۰	वि	وی	۷
औ	آؤ	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ई	ئی	۸۰۰	धा	دھا	۸۰	च	چا	۸
फ	پھا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	फ	پھا	۹۰۰	य	یا	۹۰	ख	کھا	۹

اور بدین وجہ کہ عربی مین ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہے لہذا سسنکرت کو عربی کے ساتہ اس خاص باب مین اتحاد کامل ہے ہمارے اس بیان کو ناظرین اوس وقت سمجہہ سکین گے جب کہ آیندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہون ـ

(۴) رومیون کا جمل | رومیون نے بہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کرکے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دیئے ہین اور انہین ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب مین کام لیا ہے ـ ہمکو کسی تاریخ سے اس کا پتا نہین ملا کہ اس کا واضع کون ہے ـ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے ـ ان کی ایجاد کے اعلی قدر دان اس وقت مغربی قومین ہین جن مین سے ایک انگریز بہی ہین جن کے پاس ـ

(۱) حرف ائی کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وی کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف ایکس کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف سی کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم کا عدد ہزار ہے ـ

ان کے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ عربی ہندسون کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تہا اور یورپ کا طرز عمل بہی تہا کہ ہندسون کے عوض انہین

یہ حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض خاص کاموں میں اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔

زمانہ حال کے ایک طباع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ وفات (خاک مصلیٰ۔ ۷۹۱) کو انگریزی زبان میں اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اوس میں سے صرف حروف بالا کے اعداد شمار ہوں تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعرا بھی فن جمل اور اوس کی غایت نمبر (۱) سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ میں چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان موجود ہے

اگر طباع لوگ ہر ایک زبان میں جس میں فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کی اصول پر تاریخ لکھنا چاہیں تو برابر لکھہ سکتے ہیں اور اون کی یہ جدت اس زبان کی لٹریچر پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہوں نے اس میں داخل کیا۔

جن زبانوں میں فن جمل نہیں ہے اون میں اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدمؑ ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تہ و بالا کرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہیں ہے اور نہ یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچی ہے کہ واضع جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا کیا ہے۔ اس موقع پر پہونچکر ہم ابجد آدمؑ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اوسمیں یہ بڑی خوبی ہے کہ غیر زبانوں میں جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدمؑ ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کے لئے باغراض

جمل چند الفاظ موضوع اور مقرر ہین بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجدیہ کہا ہے اور ابجد باوجودیکہ سریانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربون کے پاس بقاعدہ عربی اسکی جمع ابوجاد آئی ہے جیساکہ شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل مین لکہا ہے۔

قال السہیلی۔ قد جری ابو جاد علی لفظ لا یجوز الا ان یکون عربیا فتقول ہذا ابو جاد ورایت اباجاد ومررت بابی جاد واختلف فی معناہ (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے کہ ابوجاد ایک ایسے لفظ پر مستعمل ہوا ہے جس کے لیے جائز نہین ہے مگر یہ کہ ہو وہ عربی۔ کہا جاتا ہے۔ ہذا ابو جاد۔ رایت اباجاد۔ ومررت بابی جاد۔ اور اختلاف کیا گیا ہے اس کے معنی مین۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابو د جاد کا ذکر کیا ہے اور لکہا ہے کہ وہ ابجد ہے۔ اور صاحب مؤید الفضلا لفظ ابوجاد پر فرماتے ہین کہ اس سے ابجد مراد ہے پس ابجد کی جمع ابجاد اور ابوجاد متحقق ہے۔ بڑی حیرت اسپر ہے کہ لغات عرب اس سے ساکت ہین۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد نوحی کی نسبت لکہا ہے کہ وہ معنی دار ہین۔ جو کچہ اون کا خیال ہے ہم اوس کو اسی بیان مین اس کے موقع پر ہدیہ ناظرین کرین گے۔

اہل تحقیق کا اسپر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف اقسام ہین۔ صاحب لمحض تسلیم نے بہی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے مع شئی زاید انکی تعریف کی ہے۔ لیکن طرز بیان مین کچہ ایسی گڈ بڈ ہوگئی ہے کہ شائقین فن سمجہنے کے اشتیاق مین سرگرم رہجاتے ہین۔ لہذا ہمنے اون کی ترتیب نہ صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جا بجا اس بات کے سمجہانے کی بہی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقعپر کام آتی ہے ۔ بنیاد اعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوحیؑ ہے جس کو ہمنے اپنی اس ترتیب مین دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا باوا آدمؑ کی ابجد کے سر ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہین ۔

(۱) ابجد آدمؑ | سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نے ابجد آدم کہا ہے (۷) ہین ۔

(۱)	ابتثث	جس مین حروف	ا	ب	ت	ث		ہین
(۲)	جحخد	جس مین حروف	ج	ح	خ	د		ہین
(۳)	ذرزس	جس مین حروف	ذ	ر	ز	س		ہین
(۴)	شصضط	جس مین حروف	ش	ص	ض	ط		ہین
(۵)	ظعغف	جس مین حروف	ظ	ع	غ	ف		ہین
(۶)	قکلم	جس مین حروف	ق	ک	ل	م		ہین
(۷)	نوہی	جس مین حروف	ن	و	ہ	ی		ہین

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھہ زیادہ نہین لکھین گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصہ کتاب مین بیان کر آئے ہین کہ یہ ابجد متروک ہے ۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد مروجہ ومخصوصہ حروف ابجد نوحیؑ مین بہی کایا پلٹ ہوجاتی اور اس کا باوا آدمؑ ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتثث رکہا جاتا اور اسکی اشاعت مین اعداد و مراتب حروف حسب نقشۂ ذیل قرار پاتے ۔

آحاد	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ہ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	ی								
	۱۰۰۰								

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس مین قائم ہے۔ صاحب ملخص التسلیم نے لکھا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ مین پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا مکسور اور تیسرا مضموم اور چوتھا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جمل مروجہ مین اس کو کچھ دخل نہین ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھ کہ ہمنے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اسپر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ ہماری راے مین وہ خلف الرشید کہلانیکا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اسنے باوا آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔

صاحب معدن الجواہر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد مین آپ سے غالبًا تسامح ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

حروف	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ	ر	ز	س	ش	ص
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
حروف	ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ہ	ی
اعداد	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸

حروف تہجی کا سلسلہ اس کا متقاضی نہیں ہو سکتا کہ ہم اعداد مین بہی سلسلہ قائم رکہہ کر مراتب کے اصل مقصد سے قطع نظر کرین ۔ اگر ابجد آدم کے آخری عدد کا خاتمہ ۲۸ پر ہو جاوے تو باوا آدم پر بہت بڑا اعتراض وارد ہوگا ۔

(۲) ابجد نوحی | ابجد نوحی کا دوسرا درجہ اس لئے غیر موزون نہین ہے کہ اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا نزول نوح علیہ السلام پر ہوا ہے جن کا لقب آدم ثانی تہا ۔ اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ اس کے الفاظ سریانی زبان کے ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین ۲۸ حروف مقطعات یعنی حروف تہجی سے اس کے لئے آٹہہ الفاظ وضع ہوئے ہین جو بقول بعض اہل لغت معنی دار ہین ۔

(۱) ابجد (۲) ہوّز (۳) حطّی (۴) کلمن
(۵) سعفص (۶) قرشت (۷) ثخّذ (۸) ضظّغ

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ ابجد کنایت از حروف مفردات کہ الف با تا ثا ۔ باشد تا آخر وہشت کلمۂ معروف کہ بحساب جمل بجہت ترتیب اعداد حروف تہجی داشتہ اند ۔ آپ ہی کا قول ہے کہ صاحب مدار الافاضل نے فرمایا ہے کہ (۱) اَبْجَدْ بمعنی ابی وَجِدَ فی المعصیۃ یعنی باوا آدم پاے گئے گناہ مین یعنی گناہ ان سے سرزد ہوا ۔

(۲) ہوّز بمعنی اتّبع ہواہ۔ یعنی پیروی کی آدم نے ہوائے نفسانی کی

(۳) حُطّی بمعنی حُطّ ذنبہ بالتوبۃ والاستغفار۔ یعنی محو کیا گیا اوس کا گناہ توبہ اور استغفار کی وجہ سے۔

(۴) کلمن بمعنی تکلم بکلمۃ فتاب علیہ بالقبول والرحمۃ۔ یعنی کلام کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پروردگار کی رحمت سے۔

(۵) سعفص بمعنی ضاق علیہ الدنیا فافیض علیہ۔ یعنی تنگ ہوئی دنیا اسپر پس پہنائی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی۔

(۶) قرشت بمعنی اقرّ بذنبہ فتشرف بالکرامۃ۔ یعنی اعتراف کیا اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا۔

(۷) ثخذ بمعنی اخذ من اللہ قوۃ۔ یعنی حاصل کی اللہ سے قوت

(۸) ضظغ بمعنی سدّ عنہ نزغ الشیطان بالعزیمۃ۔ یعنی جاتا رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توحید کے

بعض محققین نے صرف اس قدر لکہا ہے کہ یہ آٹھون لفظ زبان سریانی کے ہین صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض ابا جاد نام ایک بادشاہ گزرا ہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندوں کے نام ہین۔

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مرامر نام ایک شخص تہا جس نے خط لکہنے کو ایجاد کیا اور یہ آٹھون لفظ اوس کے آٹھ فرزندوں کے نام ہین۔

پہر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکہاہے کہ ان آٹہون الفاظ کے خاص معنی ہین۔ یعنی (۱) **ابجد** آغاز کیا (۲) **ہوز** ملگیا (۳) **حطی** واقف ہوا (۴) **کلمن** سخنگو ہوا (۵) **سعفص** اس سے سیکہا (۶) **قرشت** ترتیب دیا (۷) **ثخذ** نگاہ رکہا (۸) **ضظغ** تمام کیا۔

ان آٹہون الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی ابو البشر ہی پر اول نازل ہوئے پہر اور انبیا علیہم السلام پر۔ بعض علما محققین نے ان کو بامعنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہین یعنی اعلام۔ بعض آخر الذکر نے ان کو شیاطین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صراح و منتخب اللغات اور منتہی الارب مین مذکور ہے۔ آخر پر آپ فرماتے ہین کہ جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام پر نازل ہوے ہین اور اون کا واضع حق جلّ شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہین خیال کر سکتے اور وضع ثانی مین اونکو اعلام مین داخل کرلینا زمانیون کا اختیاری امر ہے اور اس وقت ہمارا اونکو بے معنی کہنا ہمارے قلّت و نقص علم کے سوا اور کچہہ نہین انتہی

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ مین آنے والے ہین اون سب کا ماخذ یہی ابجد نوحی ہے اور اون الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہین اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر اون کے اقسام کو جداجدا قائم کیا ہے۔ یہ ابجد زمانے مین کچہہ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کرکے اسی کو اختیار کیا۔

نقشۂ ذیل مین الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عددون کے ساتہ ہم نے دیئے

ناظرین کیا ہے ۔ **نقشہ ابجد نوحی**

الفاظ	ابجد				ہوز			
حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	
الفاظ	حطی			کلمن				
حروف	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	
اعداد	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	
الفاظ	سعفص				قرشت			
حروف	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت
اعداد	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
الفاظ	ثخذ			ضظغ				
حروف	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
اعداد	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰		

(۳) ابجد ترفع وتنزل الفاظ ابجد کی تیسری قسم ابجد ترفع ہے جو نو لفظوں پر شامل ہے۔ انہیں الفاظ اور ان کے اعداد سے اہل علم جفر وغیرہم نے بھی کام لیا ہے اور بلحاظ قواعد قبض وبسط اعداد حروف و بہ نسق مراتب احاد وعشرات اپنا مقصد حاصل کیا ہے۔ صنائع تاریخ سے صنعت بسط ترفع میں اسی ابجد سے کام لیا جاتا ہے۔

(۱) **ایقغ** (۲) **بکر** (۳) **جلش** (۴) **دمت** (۵) **ہنث**

(۶) وسخ (۷) زعذ (۸) حفض (۹) طصظ

ان لفظون کے معنی سے کچھہ سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم لغات مین ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھین اور کسی لفظ کے کچھہ معنی نکل بھی آوین تو واضع کے مقصود سے ان کو کچھہ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہون گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ مین بیان ہوے ہین۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل مین دیا ہے جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ مین پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ سے عشرات کا اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے مآت کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول مین چوتھا حرف اسی مرتبہ کے الوف کا ہے۔

مثلاً (ایقغ) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صفر کی زیادتی سے دس اور تیسرے حرف کا عدد دو صفر کی زیادتی سے سو اور چوتھے حرف کا عدد تین صفر کی زیادتی سے ہزار۔ وقس علیہ البواقی۔

اس نرالی ابجد کا فائدہ صنائع تاریخ مین پہونچکر معلوم ہوگا جس کو نسق مراتب اعداد اور بسط کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہولے تو وہ صنائع تاریخ کو آسانی کے ساتھ نہین سمجھہ سکتا۔

نقشۂ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کھڑا پڑہیئے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطرون کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑہیئے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہون گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزر چکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ مین ایک ہی عدد کے مراتب اعلیٰ کے کل حروف جمع ہوئے ہین اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہین ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اسکو ابجد تنزل کہا جا سکتا ہے جیسے (ایقغ) کا عکس (غقیا) اور (بکر) کا عکس (رکب) ہم نے نقشہ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بھی ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کیا ہے

اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہین رکھا۔ بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہین۔ ہم نے اون کے سکوت کو کم ترک الاول للآخر کا مصداق سمجھا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بھی ذکر نہین کیا ہے در حالے کہ صنائع تاریخ مین۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔ بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتین موجود ہین جن سے تمام تر ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے الفاظ ابجد مین یہ جدت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتھ ابجد تنزل کا بھی بیان کر دیا ہے۔

ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور دوسرا حرف مآت کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتھا حرف آحاد کا۔ باقی ۸ الفاظ سہ حرفی ہین جن مین حرف اول متعلق بہ مآت ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ آحاد

نقشہ ابجد ترفع

	مراتب	مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نہم
	الفاظ ابجد ترفع	ایقغ	بکر	جلش	دمت	ہنث	وسخ	زعذ	حفض	طصظ
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	اعداد	۱۰۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

نقشہ ابجد تنزل

	مراتب	مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نہم
	الفاظ ابجد تنزل	غقیا	رکب	شلج	تمد	ثنہ	خسو	ذعز	ضفح	ظصط
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	اعداد	۱۰۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

بعض محققین جمل نے نقشہ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل مین احاد وعشرات ومآت والوف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقغ) رکھہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مرتبہ کا نام (بکر)۔ تیسرے مرتبہ کا نام (جلش) چوتھے مرتبہ کا نام (دمت) پانچوین مرتبہ کا نام (ہنث)۔ چھٹے مرتبہ کا نام (وسخ)۔ ساتوین مرتبہ کا نام (زعذ) آٹھوین مرتبہ کا نام (حفض)۔ نوین مرتبہ کا نام (طصظ) ان الفاظ کے نہ کوئی معنی ہین اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتھ اون کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعہ اہل تنجیم اور دفق وتکسیر ودعوت وغیرہم نے اپنے اپنے اغراض خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی مین تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص ابجد قرار دی ہے جس کے الفاظ (۷) ہین۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منسع
(۵) فصقر (۶) تثخ (۷) ذضظغ ـ

اس تغیر لفظی کا اثر اعداد مروجہ ومقررہ پر کچھہ نہین پڑتا۔ ہر ایک حرف کے لئے جو عدد بقاعدہ جمل وابجد نوحی معین ومقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہون نے کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعہ سیارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر مورخین کو ان الفاظ اور اون کی حقیقت سے آگہی رہے گی تو وہ تاریخ گوئی مین صنائع وبدائع سے کام لے سکین گے یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان الفاظ کو بھی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشہ ذیل مین ہمنے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق سات دن اور سبعہ سیارہ سے ہے لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعہ کہا ہے۔

سیارے	ایام	[illegible]	حروف و اعداد			
زحل	شنبہ	ابجد	ا ۱	ب ۲	ج ۳	د ۴
مشتری	پنجشنبہ	ہوزح	ہ ۵	و ۶	ز ۷	ح ۸
مریخ	سہ شنبہ	طیکل	ط ۹	ی ۱۰	ک ۲۰	ل ۳۰
شمس	یکشنبہ	منسع	م ۴۰	ن ۵۰	س ۶۰	ع ۷۰
زہرہ	جمعہ	فصقر	ف ۸۰	ص ۹۰	ق ۱۰۰	ر ۲۰۰
عطارد	چارشنبہ	شتثخ	ش ۳۰۰	ت ۴۰۰	ث ۵۰۰	خ ۶۰۰
قمر	دوشنبہ	ذضظغ	ذ ۷۰۰	ض ۸۰۰	ظ ۹۰۰	غ ۱۰۰۰

(افادہ) واضح ہو کہ بقاعدہ نجوم ہر ایک دن مین وقت طلوع سے اُس سیّارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اوس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدون وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گھنٹہ مین بادشاہ کی حکومت کے ساتھ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ مین وزیر بدلتا رہتا ہے ۔ مثلاً شنبہ کا بادشاہ زحل ہے فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک زحل کی بادشاہت بلا شرکت وزیر ہے ۔

۷ سے ۸ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت ۔

۸ سے ۹ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت ۔

۹ سے ۱۰ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت ۔

۱۰ سے ۱۱ تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت ۔

۱۱ سے ۱۲ تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت ۔

۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت ۔

۱ سے ۲ تک پھر پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہو گی یعنی زحل کی بادشاہت بدون وزیر مستقل رہے گی ۔

۲ سے ۳ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت ۔

۳ سے ۴ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت ۔

۴ سے ۵ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت ۔

۵ سے ۶ بجے شام تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت ۔

۶ سے ۷ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت ۔

۷ سے ۸ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت ۔

۸ سے ۹ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت مستقل بدون وزیرت ۔

۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت ۔

۱۰ سے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۱۱ سے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۱۲ سے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۱ سے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۳ بجے سے ۴ بجے شب تک پھر اسی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔
۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۵ بجے سے ۶ بجے صبح ثانی تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت مین چونکہ شمس کا درجہ تہا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اوس کی بادشاہت کے لئے وزرا کا وہی دور تسلسل رہیگا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیئے کہ سبعہ سیارہ مین بقاعدہ نجوم ۴ سعد مانے گئے ہین اور ۳ نحس۔

سعد مین پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور یہہ دونون ہر حالت مین سعد ہین۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ مین نحس کہلاتا ہے۔ اور چوتہا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس مین یہ نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ ہے تو مسعود ہے اور باوجود وزرائے نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکہتا ہے۔ لیکن اگر کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجاوے تو غیر مسعودی مین بادشاہ کا

تابع ہوجاتا ہے۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ دونوں اگر غیر مسعود بادشاہ کی حکومت مین وزیر ہون تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیر مسعودی کو کم کرینگے اور خود اوس کے تابع نہ ہون گے۔

جس طرح چار ستیارے سعد ہین اسی طرح سہ ستیارے غیر سعد مانے گئے ہین۔ اول درجہ مین زحل۔ دوسرے درجہ مین مریخ۔ تیسرے درجہ مین آفتاب۔

معزز ناظرین ہمکو معاف فرماوین کہ ہمنے اس مضمون معترضہ مین ان کا وقت ضائع کیا اور فن جمل سے غیر متعلق چند امور کو اس موقعہ پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فن جمل سے واقف ہونا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر کلیون سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہین ہر اس لئے کہ

فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہین اور چونکہ اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے۔ ہم واقف ہین کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے۔ اور روز شنبہ۔ اور زحل کے حروف۔ ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہین۔ اور ۸ بجے صبح سے ۹ تک مریخ کی وزارت ہے جس کے حروف۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ ہین۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے مین اس کی پابندی کرین گے کہ مادّہ کا مصرع ایسے الفاظ مین واقع ہو جو حتے الامکان انہین آٹھ حروف سے مرکب ہون تو ہمارا ایسا مادّہ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا۔ یا اگر ہمنے اس لڑکے کو مریخ یا زحل سے استعارہ کرکے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ مریخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو مادّہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادہ قابل تعریف ہوگا۔ الغرض اس بیان کا حقیقی کا لطف ناظرین کتاب کو اوسی وقت حاصل ہوگا جبکہ وہ

صنائع تاریخ گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فرماوین ۔

(۵) ابجد عناصر | اہل فنون مذکورۃ الصدر نے بلحاظ تعلق عناصر یعنی ۔ آتش خاک ہوا ۔ آب ۔ اونہین الفاظ کو جو نقشۂ متذکرہ ابجد نمبر (۴) مین بیان ہوئے ہین چارون عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہین ۔

ہمنے نقشۂ ذیل مین اس مقصد کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔

الفاظ	ابجد	ہوزح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذضظغ
حروف آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۴۰	۸۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰
حروف ہوائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشۂ بالا کی کہڑی سطرین مسلسل پڑہی جاوین تو اون سے ابجد نوحی کے مروجہ الفاظ ہی حاصل ہوتے ہین ۔ اور وہ خاص الفاظ ہی جن ہی متعلق بیان ہے اسی نقشہ سی واضعان فن کے مقرر کئے ہوے چار ایسے الفاظ حاصل ہوتے ہین جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے ۔ یعنی

(۱) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے **اہطمفشذ**

(۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بویضصتض
(۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جزکسقثظ
(۴) نقشہ کی سطر چہارم کے حروف سے دحلعرخغ

اگرچہ یہ چاروں الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہین لیکن محققین فن نے ان کو اس لیئے قائم کردیا ہے کہ یاد رکہنے مین آسانی ہو۔
اہل فن نے پہلے لفظ کو آتشی کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاکی۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتہے لفظ کو آبی۔
کتاب المداخل مین لکہا ہے۔ کہ حروف آتشی مفتوح کہلاتے ہین۔ اور حروف خاکی مجزوم۔ اور حروف ہوائی مضموم۔ اور حروف آبی مکسور۔
حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بہی کیا ہے۔
ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تاریخ مین پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین آوے گا۔ انشاءاللہ
صاحبان جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہین رکہا۔ اور یہ کبہی درست نہ تہا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے
(۶) ابجد طبیعی مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے بہی اس کا ذکر کیا ہے کہ علمائے جفر وغیرہم کے پاس بلحاظ طبائع مرکبہ۔ حروف ابجد چار اقسام پر منقسم ہین
(۱) حروف حارّہ (۲) حروف باردہ (۳) حروف رطبہ (۴) حروف یابسہ۔

حروف حارّہ - ۱۴ ہین - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ج - ز - ک - س - ق - ث - ظ - ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
جزکسقثظ - بنائے گئے ہین - لفظ اول آتشی ہے - اور لفظ دوم ہوائی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف باردہ - بھی ۱۴ ہین ج ز ک س ق ث ظ
د - ح - ل - ع - ر - خ - غ - ان حروف سے الفاظ جزکسقثظ
دحلعرخغ - بنائے گئے ہین - لفظ اول ہوائی ہے - اور لفظ دوم آبی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف رطبہ - ۱۴ ہین - د - ح - ل - ع - ر - خ - غ
ب - و - ی - ن - ص - ت - ض - ان حروف سے الفاظ دحلعرخغ
بوینصتض - بنائے گئے - لفظ اول آبی ہے - اور لفظ دوم خاکی -
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف یابسہ - ۱۴ ہین - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ب - و - ی - ن - ص - ت - ض - ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
بوینصتض - بنائے گئے ہین - لفظ اول آتشی ہے اور لفظ دوم خاکی جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا
ہم خیال کرتے ہین کہ متقدمین نے اس بیان مین صرف بنظر اختصار او نہین چار الفاظ
مرکّبہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ مین گزرے ہین - اس بیان کی خاص ابجد کا
ذکر نہین کیا - اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ابجد بیان کیجائے
جس کا نام ابجد طبیعی ہونا چاہیئے - اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

ہمارے لئے چھوڑ دیا۔

صنائع تاریخ میں مورخ کو اس ابجد سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

[illegible]	[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]	
[illegible]					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
[illegible]			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
ابجد	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	ا	۱					ا	۱

(۷) ابجد ابدان | علماے جفر وغیرہم نے بلحاظ اعضاے جسمانی انسان ایک خاص ابجد وضع کی ہے جس کا تعلق اعضاے جسمانی انسان سے ہے۔

اس کے الفاظ وہی ہین جو ابجد سبعہ نمبر (۴) پر گزر چکے ہین۔

بدین لحاظ کہ آیندہ بیان کے سمجھنے مین ناظرین کتاب کو آسانی ہو ہم پہلے ایک نقشہ پیش کرتے ہین

[illegible]	[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]	
ضظغ	ذ	۷۰۰	ض	۸۰۰	ظ	۹۰۰	غ	۱۰۰۰
قرشت	ش	۳۰۰	ت	۴۰۰	ث	۵۰۰	خ	۶۰۰
سعفص	ف	۸۰	ص	۹۰	ق	۱۰۰	ر	۲۰۰
کلمن	م	۴۰	ن	۵۰	س	۶۰	ع	۷۰
حطی	ط	۹	ی	۱۰	ک	۲۰	ل	۳۰
ہوز	ہ	۵	و	۶	ز	۷	ح	۸
ابجد	ا	۱	ب	۲	ج	۳	د	۴
[illegible]	[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]	

اکثر رسائل علم جفر میں اس کا ذکر ہے۔ ان ساتوں الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر دماغ سے متعلق ہے۔ اور حرف دوم کا تعلق اس حصہ جسم انسانی سے ہے جو مقعد سے قدمین تک ہو۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فواد تک۔ اور چوتھا حرف سر فواد سے سر ذکر تک۔

متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہیں کیا۔ ہماری رائے میں اس کو ابجد ابدان کہنا چاہیئے۔

عالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہیں۔ اور ہر ایک لفظ کو جسم ایک حصہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور یہ چاروں الفاظ نقشہ صدر کے آخر میں بیان ہوئے ہیں۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ للراس وما حوالیہ (اھطمفشذ) وللمعدال الا فخاذ والقدمین (بویعصتض) وللاوداج الی راس الفواد (جنزکسقثظ) ولراس الفواد الی راس الذکر (دحلعرخغ) یعنی سر اور اس کے متعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے یعنی اس لفظ میں جتنے حروف ہیں وہ سر دماغ سے متعلق ہیں۔ اور مقعد سے قدمین تک کے لیے لفظ نمبر ۲۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فواد تک کے لئے لفظ نمبر ۳۔ اسی طرح سر فواد سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴۔

اور یہ چار الفاظ مرکبہ بھی وہی ہیں جن کا ذکر ابجد عناصر میں ہوا ہے۔ اس ابجد کو بھی صنائع تاریخی سے بہت کچھ تعلق ہے۔

(۳) اختلاف مذاہب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ اہل جمل کے دو مذہب ہیں۔ ایک مذہب مشارقہ

جس کے پیروون سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بونی وغیرہما ہین۔ دوسرا مذہب مغاربہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابن خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تہا اوران دونون مذاہب کا اختلاف صرف چہہ حروف مین ہے۔ جس کو ہمنے نقشۂ ذیل مین دکہلایا ہے۔

نمبرشمار	حروف	عدد حسب مذہب مشارقہ	عدد حسب مذہب مغاربہ
۱	س	۶۰	۳۰۰
۲	ص	۹۰	۶۰
۳	ش	۳۰۰	۱۰۰۰
۴	ض	۸۰۰	۹۰
۵	ظ	۹۰۰	۸۰۰
۶	غ	۱۰۰۰	۹۰۰

نصر الوفائی الهورینی نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پر جو کہ مصر مین طبع ہوا ہے بضمن تصحیح لکہا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغاربۃ غیر ترتیب المشارقۃ منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستۃ احرف فان الصاد عندہم بستین والضاد بتسعین والسین المہملۃ بثلث مائۃ والظاء بثمان مائۃ۔ والغین بتسع مائۃ والشین بالف (انتہی) یعنی ترتیب طبائع حروف کی مغاربہ کے پاس برخلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ مین داخل ہین جیساکہ ۶ حروف کے اعداد مین اختلاف ہے۔ پس صاد کے عدد مغاربہ کے پاس ۶۰ ہین

اور ضاد کے ۹۰ اور سین مہملہ کے ۳۰۰ اور ظاء معجمہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰ اور شین کے ۱۰۰۰ ہے۔

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب المطالع النصریہ للمطابع المصریہ فی اصول الخطیہ لکھا ہے کہ ان ماذکرہ المحشی فی ترتیب الابجدیۃ من الشعر وغیرہ انما ہو علی طریقۃ المغاربۃ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ ومبنی علی اختلاف الطریقتین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والخلاف بینہما فی اعداد ستۃ احرف وہی السین والصاد المہملتان والشین والضاد والظاء والغین المعجمات فالسین عندنا (ای عند المشارقۃ بستین وعندہم (ای عند المغاربۃ) بالثلث مائۃ التی ہی عدد الشین المعجمۃ عندنا وہی عندہم آخر الحروف بالالف الذی ہو عدد الغین عندنا وہی عندہم بالتسع مائۃ التی ہی عدد الظاء عندنا وہی عندہم بالثمانمائۃ التی ہی عدد الضاد عندنا وہی عندہم بالتسعین الذی ہو عدد الصاد عندنا وہی عندہم بستین عدد السین التی ابتدأنا بہا (انتہی) یعنی یہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغاربہ کا طریقہ ہے برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقہ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف اعداد جمل کا مبنی ہے ان دونوں طریق کے اختلاف پر جو حروف چھ حروف میں ہے اور وہ چھ میں سے سین اور صاد مہملہ اور شین اور ضاد اور ظاء اور غین معجمہ۔ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۶۰ ہیں اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہی

شین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغاربہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف ہمارے پاس غین ہے اور اسی غین کے عدد مغاربہ کے پاس ۹۰۰ ہین جو ہمارے پاس ظا کے عدد ہین اور اسی ظا کے عدد انکے پاس ۸۰۰ ہین جو ہمارے پاس ضاد کے عدد ہین اور اسی ضاد کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہین جو ہمارے پاس صاد کے عدد ہین اور اسی صاد کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہین جو ہمارے پاس سین کے عدد ہین جس سے ہم نے اس تقریر کی ابتدا کی (انتہیٰ)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب و شائقین فن کی بصیرت بڑہانے کے لئے کیا ہے۔ فی زماننا جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب مشارقہ پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیئے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارقہ کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جسپر کل کا اتفاق ہے۔ اور مذہب مغاربہ کی ابجد باختلاف املا بعض الفاظ ابجد ہوز ـ حطی ـ کلمن ـ سعفص ـ قرست ـ ثخذ ـ ظغش ـ ہے

ہم نقشۂ ذیل مین دونون کا مقابلہ کرکے دکہلاتے ہین۔ اور یہ صرف ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

مذہب مشارقہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
مذہب مغاربہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

ترتیب مشارقہ	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
ترتیب مغاربہ	ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ذ	ظ	غ	ش
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلاف مذاہب صرف سطر دوم میں ہے یعنی بعض عشرات و مآت و الف میں۔

اب ہم حیران ہیں کہ یا اللہ یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہونا چاہیئے تھا۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا نہ اب تک ہماری سمجھ میں آیا ہے اور نہ مغاربہ نے اس کا اشارہ کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ میں بذیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہیں کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ۔ ابجد نوح کے سوا بیان کئے ہیں۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادہ موجود تھا اور اس کے پیرو خلف کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ اون کی پیروی باوا آدم کی ابجد کو رواج دیتی۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہوں یا مغاربہ دونوں پر ناخلفی کا الزام ضرور عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ باوا آدم کی ابجد کو چھوڑ کر آدم ثانی کی پیروی میں پڑے ہیں۔ لیکن مغاربہ یہ ضرور کہیں گے کہ ہم نے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکھا ہے کہ اونہوں نے باوا آدم کی خود پیروی نہیں کی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ چھوٹے باوا بھی اوستاد ازل کے شاگرد تھے جس نے بڑے

باوا کی تعلیم کی تھی۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد متروک ہین لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کرکے اس کی صراحت کردی تو وہ عمل قابل اعتراض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے۔

اور جنکی زبانون مین فن جمل جاری نہین ہے وہ اسی کی مدد سے فن جمل کو اپنی زبان مین جاری کرسکتے ہین اور ہمنے حروف ابجد کے بیان مین اسکی جانب اشارہ بھی کیا ہے۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد مین اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکال حروف مین ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تاے مدوّرہ جو بعض مواقع مین بشکل ہاے ہملہ لکہی جاتی ہے یا الف ممدودہ پر۔ رسم الخط عربی نے ایک کہڑا زبر بشکل الف۔ اور فارسیون نے مد بڑہا یاہے۔ بعضون نے ہمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ الحاصل ان امور مین بھی مختلف مذاہب ہوچکے ہین۔ لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ یہ اختلافات اصولی نہین ہین بلکہ فروعی ہین۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے۔ لہذا ہم ان فروعی اختلافات کو قواعد جمل کے ذیل مین بیان کرنا پسند کرتے ہین جہان ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے۔

(۴) اقسام جمل کا بیان

بیان عام | اگرچہ بعض صاحبان تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا ہے ایک جمل کبیر۔ دوسری جمل صغیر۔ اور بعض دقیقہ سنجون نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کر کے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے لیکن بغور و تأمل سے معلوم ہوتا ہے
کہ درحقیقت جمل کے پانچ اقسام ہین (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط
(۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل مین ایک اور
قسم بھی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چوتھی
قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہین جس کا ضروری
بیان ہم بیان الفاظ جمل مین تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل مین اجمالاً کر آئے ہین
یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابو البشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے جس مین
حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھکر اوس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہین
وہی جمل آدم ہے اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہرگاہ جمل
تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم مین مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہین ہوا اور آدم
ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا رواج قرار پاگیا تو ہم کو اس باب مین جو تمام
جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہیئے اس لئے کہ
جمل آدم یا جمل تہجی اصول مین داخل ہے اور یہ بیان ذیل ہے۔

اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کرتے تو ہم تمام اقسام اسکے ذیل مین
بھی بیان ہوسکتے ہین گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر اصول جمل اور اختلاف
مذاہب کے بیان مین کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل مروجہ
کے ذیلی اقسام سے مخصوص رکھا ہے۔ پس پانچون اقسام مندرجہ بالا کو ہم ذیل مین
جدا جدا بیان کرتے ہین۔

(۱) جمل اصغر | ہمکو جمل اصغر کے بیان مین صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ جمل اصغر درحقیقت وہی ہے جس کو اہل حساب جفر وغیرہ نے جمل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہون نے جمل نوحی اور جمل مروجہ کے حروف ابجدی کے اعداد مین یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو احاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چھوڑ دیتے ہین اور حروف متعلقۂ عشرات و مآت والف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہین اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہجاتی ہے اوسکو حرف مذکور کا عدد قرار دیتے ہین مثلاً (ی) کے عدد ۱۰ ہین جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (ی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہین یعنی ی کا عدد بھی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہین۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہین اور آٹھہ کی کسر جو بچ رہتی ہے اوسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہین۔

پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیۂ اسمٰعیل قونوی متعلق بہ تفسیر بیضاوی مین ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین اسکا ضابطہ لکھا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بھی حاشیۂ قونوی مین مذکور ہے پس جب کہ ان دونون طریقون سے اصل عدد حروف ابجد کا گھٹ کر ایک قلیل تعداد پر باقی رہجاتا ہے تو اوس کو جمل اصغر کہنا مناسب ہے نہ جمل کبیر اس نام مین ہمارا اور اون کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل مین الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہین جن سے جمل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ مین معلوم ہو سکتے ہین۔

نقشہ الف متعلق بہ طرح ۹

اعداد ابجد	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
اعداد بعد جمل بطرح ۹	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	غ								
	۱								

نقشہ ب متعلق بہ طرح ۱۲

اعداد ابجد ۱۲	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
بعد طرح ۱۲	٠	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	٠
		۸	۶	۴	۲	٠	۱۰	۸	۶	
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	٠
	۴	۸	٠	۴	۸	٠	۴	۸	٠	
	غ									
	۴									

ان دونون نقشون کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ جمل اصغر مین بعض حروف کے عدد تو بحال خود قائم رہے جیسے نقشہ (الف) مین ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشہ (ب) مین ان حروف کے سوا حرف ی بھی بحال خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد مین ۹ کے طرح دینے کی گنجایش ہی نہ تہی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تہا۔

اسی جمل اصغر مین اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ گہٹ کر عشرات اور مآت اور الف کے درجہ سے احاد مین آگئی جیسے نقشہ (الف) مین ی سے آخر تک۔ اور نقشہ (ب) مین۔ک۔ل۔م۔ن۔ع۔ف۔ص۔ق۔ر۔ت۔ث۔ذ۔ض۔غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد کچہ نہ رہے۔ جیسے نقشہ (ب) مین۔س۔ش۔خ۔ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکہین تو ہمکو بعض حروف کے عدد ہیچ لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد عموماً احاد ہی لینی پڑینگے بعض ناظرین کے دل مین یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے سنہ تاریخ کا حاصل ہونا بہت دشوار ہوگا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہین کہ اس کتاب کی فصل اول متعلقہ باب دوم مین صنائع تاریخ کے پڑہنے کے بعد اونکو تسکین ہو جاوے گی کہ صرف احاد سے بہی تاریخ لکہی جا سکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی مبسوط تاریخ نثر مین لکہنے کا اتفاق ہو تو اوس وقت بہی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہین ہے۔

اس موقعپر البتہ ایک بات کہٹکتی ہے کہ نقشہ (الف) مین ط کا عدد ۹ کیونکر قائم رکہا گیا۔ اور نقشہ (ب) مین۔س۔ش۔خ۔ظ۔ کو عدد دسی کیون محروم کیا گیا۔ اگر۔س۔ کے عدد۔ ۶۰۔ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اسمین طرح دینے

کے بعد اس کی کسرات کچھ نہ باقی رہی اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا تو ط کے عدد میں ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو بھی بے عدد قرار دیا جا سکتا تھا در حالے کہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ قائم کیا گیا ہے۔ اور نقشہ (ب) میں س۔ ساقط العدد ہے۔ اس کے متعلق ہم بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا ہے اگر آج ہم اپنی رائے سے اس قاعدہ میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں تو ط کو بھی ساقط العدد قرار دے سکتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے ط کی نسبت بھی یہی ہے کہ بقاعدہ جمل اصغر اس کو ساقط العدد قرار دینا چاہیئے۔ اگرچہ صاحب معدن الجواہر اس جزیئہ میں ساکت ہیں۔ اور متقدمین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے۔

(۳) جمل صغیر | جمل صغیر کو متقدمین زبر بھی کہا ہے۔ زبر بضمتین یا ن عربی کا لفظ ہے زبور کی جمع اور زبر بفتح اول بمعنی نوشتہ و کتاب اور اصطلاح اہل جمل میں زبر یا جمل صغیر اسم حروف کے پہلے حرف کے عدد کو کہتے ہیں جس کا نام مسمّٰی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ با ہے اور ج کا اسم ملفوظ (جیم) اور د کا اسم ملفوظ (دال) پس لفظ جیم سے صرف حرف ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد تو زبر ہے اور ما بقی دو حروف یعنی ی م یا ا۔ل کے اعداد کو بینات کہتے ہیں۔ بینات کی تفصیل بیان جمل وسیط میں ہوگی انشاء اللہ تعالے۔ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے درحقیقت فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدین وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتبارات سے جدے جدے بیان ہوئے ہیں ہم نے جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کر دینا مناسب سمجھا۔ اور یہ تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہیں کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ میں بیان کریں۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفہ اقسام جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور اون اقسام کو صنائع جمل میں شامل کیا جاوے تو خود اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چون کہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ میں جمل وسیط و کبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم میں اونہیں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی میں شمار کرتے ہیں۔

میر عبد الرشید تتوی نے منتخب اللغات شاہجہانی میں اور صاحب غیاث اللغات نے لفظ بیّنات کے ضمن میں اور نیز صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا ہے (افادہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں فرمایا ہے کہ زبر عبارۃ عن کلمۃ فصاعداً مساویۃ لکلمۃ اخرے فی حساب الجمل کالصلح ۱۵۹ والنزاع ۱۵۹ والصباح ۱۳۲ والمسمار ۱۳۲ (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر آزاد بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زبر بزائے معجمہ مضمومہ و بائے موحدہ مفتوحہ و رائے مہملہ عبارت ہے دو کلمہ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کل جس کے عدد (۵۰) ہیں اور لفظ ہمہ جس کے عدد بھی (۵۰) ہیں یا (اول من آمن) جس کے عدد ۲۱۸ ہیں اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ۲۱۸ ہیں۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ لفظ زبر کے یہ دوسرے معنی ہیں اور فن جمل ہی سے اسکا بھی تعلق ہے اور اس خاص بیان میں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مرادف ہے اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادون نے اسی قاعدۂ زبر سے اپنے ممدوح کی مدح کی ہے یا دشمن کی ہجو۔ اور اسی مقابلۂ اعداد مین یہ صنعت بھی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد تو بقاعدہ زبر لیے ہین اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد بقاعدہ بیّنات اور یہ اس لیے زیادہ تر خوشنما ہے کہ زبر اور بیّنات یعنی جمل صغیر و وسیط دونون باعتبار مساوات عدد دوسرے معنون کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہین۔ مثلاً فیضی فیاضی نے شہنشاہ اکبر کی تعریف مین ایک رباعی لکھی ہے جس کو ہم ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نورے کہ ز مہر عالم آرا پیداست	از جبہۂ شاہنشہ والا پیداست
اکبر کہ ز آفتاب نسبت دارد	این نکتہ ز بیّنات اسما پیداست

محققین اہل جمل نے اس رباعی پر خوب طبع آزمائیان فرمائی ہین صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ۔ ا۔ ک۔ ب۔ ر۔ کے اعداد زبر ۲۲۳ ہین اور آفتاب کے بیّنات کا مجموعہ بھی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چہارم مین لفظ اسما غلط اندازی ہے کیونکہ اعداد اکبر تو زبر مین لیے گئے ہین۔ اور اعداد آفتاب بیّنات مین پس گمان خطا فیضی کی جانب نہین ہے بلکہ تحریف کاتب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی در مصرع چہارم این رباعی سہو و تسامح راہ یافتہ زیرا کہ درین جا بیّنات اسما نیست بلکہ زبر یک اسم و بیّنات یک اسم است۔ فافہم

مؤلف ہیچمدان عرض کرتا ہے کہ یا ایہا المؤلفون لا باس علیہ۔ فیضی نے ٹھیک لکھا ہے اور اسی ایک رباعی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن جمل کا استاد تھا۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہین کہ استادان فن جمل نے اپنے ممدوح کی ستائش مین

زبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام ممدوح کو اس سے منسوب کر کے اوسکی تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ مین یہ خاص لطف رکہا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدہ زبر یعنی جمل صغیر سے لئے ہین۔ اور آفتاب کے عدد قاعدہ بیّنات یعنی جمل وسیط سے۔ اور دونو کے اتحاد کو ظاہر کر کے یہ لطف دکہلایا ہے کہ مہر عالم آرا یعنی آفتاب کے بیّنات مین جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زبر سے ظاہر ہے۔ اور لفظی مقابلہ یون کیا ہے کہ جو نور مہر عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی وعددی مین بڑی خوبی ہے۔ اب رہی الفاظ بیّنات اسمار کی اشکال جو دونون مولّفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہین کہ کچہہ اشکال نہین ہے ان بزرگون نے اسمار سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور یہ بہر اعتراض فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بیّنات مین اتحاد نہین ہے بلکہ اکبر کے زبر اور آفتاب کے بیّنات مین اتحاد ہے اس لئے بیان خلاف واقعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ اصطلاح جمل مین مسمّی زبر کو کہتے ہین۔ اور اسم بیّنات کو۔ اور اسم حرف۔ حرف ملفوظ کا نام ہے۔ جیسے ب کا اسم حرف با ہے اور (ا) کا اسم حرف (الف) پس استاد فیضی کا مقصود اسمار سے اسمار حروف آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بیّنات۔ مثلاً حروف آفتاب ۵ ہین۔ الف۔ فا۔ تا۔ الف۔ با۔ ان پانچون حروف ملفوظی کے زبر کو تو چھوڑ دو جس کا نام مسمّی ہے۔ اور بیّنات محسوب کرو جس کو اسم بہی کہتے ہین۔ اور ظاہر ہے کہ پانچون حروف کے بیّنات کو اسما کہنا صحیح ہو پس بیّنات اسمائے حروف آفتاب (لف۔ ا۔ ا۔ لف ا) کے مجموعی عدد ۲۲۳ مساوی ہین ناصیۂ اکبر یعنی زبر لفظ اکبر کے۔ بدین وجہ کہ بیّنات کا مرادف اسمار ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف بھی کہتے ہیں۔ اس مصرع آخر میں رعایت لفظی بھی ہے اور بدیں وجہ
کہ آفتاب کو سعد اکبر بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے
حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بینات کا مقابلہ اکبر کے زبر سے ہوتا ہے
اسی طرح آفتاب کی ذات میں جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصیہ میں موجود ہے

(۳) **جمل وسیط** وسیط زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی متوسط۔ اصطلاح جمل میں جمل وسیط
اور بینات دونوں مترادف ہیں۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چھوڑ کر باقی حروف
کے اعداد کا نام بینات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہے اور لفظ
الف سے پہلا حرف چھوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بینات ہے اور اسکو
اسم بھی کہتے ہیں۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زبر فرماتے ہیں کہ زبر
بضمتین حرف اول اسمای تہجی ہست وسوائے آن حرف کہ در تلفظ می آید بینہ است
ان کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے اور
تیسرے حرف کا نام بینہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول ہے
کہ بینات نوعے از حساب اعداد حروف ابجد ست وآن چنان باشد کہ اسم ہر حرف
باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف دو حرفی را دو حرف گیرند جزو اول را کہ مسمی اوست
ترک کنند وجزو ثانی کہ الف ست باقی ماند از آن یک عدد او باشد وہم چنین از
حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کردہ دو حرف کہ باقی ماند اعداد آنہا را
بگیرند (الخ) صاحب معدن الجواہر نے بھی بینات کو جمل وسیط کا مرادف کہا ہے
یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط بھی کہا ہے۔ خیال کیجیے کے ضمن میں ہم ایک

نقشہ ہدیہ ناظرین کریں گے جس کے ملاحظہ سے ہر ایک حرف کے مقابل اوس کے اعداد بلحاظ جمل صغیر و وسیط و کبیر واضح ہوں گے سردست اس مقام پر ایک نقشہ اعداد حروف کا بحسب قاعدہ جمل وسیط پیش کیا جاتا ہے ۔

نام حروف	حروف	اعداد	نام حروف	حروف	اعداد	نام حروف	حروف	اعداد	نام حروف	حروف	اعداد
الف	ل ف مجموعہ	۳۰ ۸۰ ۱۱۰	حا	ا	۱	سین	ی ن مجموعہ	۱۰ ۵۰ ۶۰	تا	ا	۱
با	ا	۱	طا	ا	۱	عین	ی ن مجموعہ	۱۰ ۵۰ ۶۰	ثا	ا	۱
جیم	ی م مجموعہ	۱۰ ۴۰ ۵۰	یا	ا	۱	فا	ا	۱	خا	ا	۱
دال	ا ل مجموعہ	۱ ۳۰ ۳۱	کاف	ا ف مجموعہ	۱ ۸۰ ۸۱	صاد	ا د مجموعہ	۱ ۴ ۵	ذال	ا ل مجموعہ	۱ ۳۰ ۳۱
ها	ا	۱	لام	ا م مجموعہ	۱ ۴۰ ۴۱	قاف	ا ف مجموعہ	۱ ۸۰ ۸۱	ضاد	ا د مجموعہ	۱ ۴ ۵
واو	ا و مجموعہ	۱ ۶ ۷	میم	ی م مجموعہ	۱۰ ۴۰ ۵۰	را	ا	۱	ظا	ا	۱
زا	ا	۱	نون	و ن مجموعہ	۶ ۵۰ ۵۶	شین	ی ن مجموعہ	۱۰ ۵۰ ۶۰	غین	ی ن مجموعہ	۱۰ ۵۰ ۶۰

نقشۂ بالا کی خانہ پری ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان ۲۸ حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی میں سوائے حروف مندرجہ نقشہ مذکور۔ پا۔ چیم۔ ژا۔ گاف۔ کا جمل وسیط یا بیّنات وہی ہوگا جو کہ با جیم زا۔ کاف کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو میں جمل وسیط یا بیّنات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل کا بیّنات نقشۂ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ۱۷ حروف کا تلفظ اردو میں خلاف عربی و فارسی ہے اور صرف انہیں حروف کو نقشۂ ذیل کے ذریعہ سے دکھلا یا گیا ہے۔

ب یا پ		ت یا ٹ		ث	چ	ح	خ	ر یا ڑ	
بے - پے		تے - ٹے		ثے	چے	حے	خے	رے - ڑے	
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
ز یا ژ		ط	ظ	ف	ہ	ی			
زے - ژے		طوے	ظوے	فے	ہے	یے			
۱۰	۱۰	۱۶	۱۶	۱۰	۱۰	۱۰			

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ۱۷ حروف کا جمل وسیط یا بیّنات اردو زبان میں حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو میں مستعمل ہوا ہو تو (را) کا بیّنات بقاعدہ عربی (۱) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ (چمن) کا استعمال اردو میں ہوا ہو تو (چیم) کا بیّنات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ ہی نہیں فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چھوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو میں

لانا ہی پسند نہین فرمایا۔ بعض نے اس لئے سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی تالیف اگرچہ ہندوستان مین شائع ہوئی لیکن زبان فارسی مین تھی انہون نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہین کیا۔

ہم یہ کہتے ہین کہ ہرگاہ اس فن کا رواج زبان اردو مین ہوچکا ہے تو ہماری راے یہ ہے کہ حروف کا "تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان مین جسطرح ہوتا ہو اوسی کے اعتبار سے بیّنات تجویز ہونا چاہیئے۔ مانا کہ (ث) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ مین اسکو (ثا) کہتے ہین اور فارسیون نے بھی اس کو (ثا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان مین اس کا "تلفظ (ثے) ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیّنات بلحاظ "تلفظ عربی و فارسی (۱) لین اور بلحاظ "تلفظ اردو (۱۰) نہ لین۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ٹ) (ڈ) (ڑ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ٹ (ڈ) (ڑ) زبان اردو کے خاص حروف ہین اور باقی حروف مین "قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے ہم کو اس آخر الذکر گروہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڑ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہین جو فارسی اور عربی مین نہین ہین۔ لیکن (ت) اور (ر) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہین ہین اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر | بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسیط کا اور مرادف ہے زبر و بیّنات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نامزد کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہنا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان میں کہہ آئے ہیں کہ اہل جفر نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تھی جو جمل اصغر پر گزری لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصفیہ فرما سکتے ہیں کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کونسا نام مناسب ہے۔ بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ قسم درحقیقت جمل کبیر ہے۔ بعض نے اس کو صرف زبر و بینات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع غیر وسیط اسکا نام رکھا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے روبرو ہیں تو ہم کو پرانی لکیر کے فقیر بن کر غلطی کی پیروی کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر کہا ہے اونہوں نے اسپر غور نہیں فرمایا کہ ہرگاہ خود اونہوں نے زبر کو جمل جامع غیر اور بینات کو جمل وسیط کہا ہے تو پھر جامع زبر و بینات کا نام بھی آخر کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں جیسا اصول نے اون کو اسپر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہیں اور بینات کا جمل وسیط نام رکھیں وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر و بینات) کا نام جمل کبیر کہا جاوے اور وہی اس کا متقاضی تھا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کریں۔ اس لئے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلت اعداد جمل صغیر سے بھی کم ہے ۔

نقشۂ ذیل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کا ہر ایک خانہ حامل اعداد جمل کبیر ہے ۔

لفظ	حروف	اعداد
اب	ابجد	۷
	ا	۱
	ب	۳
ارا	ابجد	۱۳
	ر	۴
	ا	۱
	ر	۴
ا	ابجد	۴
	ا	۱
	ہ	۵
ابا	ابجد	۵۳
	م	۳
	ا	۱
	ر	۳
بیا	ابجد	۵۳
	ل	۲
	ی	۰۱
	ح	۳
ا	ابجد	۳
	ا	۱
	خ	۳
الف	ابجد	۱۱۱
	ب	۰۷
	م	۰۳
	ا	۱
رن	ابجد	۱۰۴
	ہ	۰۵
	ر	۴
	ہ	۰۵
بدیر	ابجد	۰۶
	ل	۲
	ی	۰۱
	ل	۲
لال	ابجد	۱۳
	ل	۲
	ا	۱
	م	۳
بادشاہ	ابجد	۱۰۱
	ب	۰۷
	ا	۱
	س	۰۴
ا	ابجد	۱۱
	ا	۱
	ی	۰۱
ط	ابجد	۰۱
	ا	۱
	ط	۶
ہ	ابجد	۶
	ا	۱
	د	۷
ہمیں	ابجد	۰۴۳
	ہ	۰۵
	ی	۰۱
	ہ	۰۰۳
ا	ابجد	۱۲۱
	ا	۱
	ر	۰۰۳
بیا	ابجد	۱۷۱
	ب	۰۷
	ا	۱
	ی	۰۰۱
سا	ابجد	۵۶
	ر	۳
	ا	۱
	ص	۰۶
ہ	ابجد	۱۷
	ا	۱
	ب	۰۷
ہیں	ابجد	۰۱۳
	ہ	۰۵
	ی	۰۱
	د	۰۳
ہمین	ابجد	۰۱۳
	ہ	۰۵
	ی	۰۱
	م	۰۴
ہمیں	ابجد	۱۰۴۰۱
	ہ	۰۵
	ی	۰۱
	د	۰۰۰۱
ط	ابجد	۱۰۶
	ا	۱
	ط	۰۰۶
سا	ابجد	۵۰۷
	ر	۳
	ا	۱
	ص	۰۰۷
ابا	ابجد	۱۳۳
	م	۳
	ا	۱
	خ	۰۰۳
ہ	ابجد	۱۰۴
	ا	۱
	د	۰۰۴
ا	ابجد	۱۰۵
	ا	۱
	ت	۰۰۵
ہ	ابجد	۱۰۲
	ا	۱
	ت	۰۰۲

جمل وسیط کے گزشتہ بیان میں ۱۷ حروف کے تلفظ اردو کی نسبت جو بحث ہمنے کی ہے وہ درحقیقت جمل کبیر سے بھی متعلق ہے ۔

ہماری رائے کے مطابق زبان اردو میں ان ۱۷ حروف کا جمل کبیر حسب نقشہ ذیل ہونا چاہئے

ب یا پ			ت یا ٹ			ث			چ		
بے یا پے			تے یا ٹے			ثے			چے		
ب	ی	میزان	ت	ی	میزان	ث	ی	میزان	چ	ی	میزان
۲	۱۰	۱۲	۴۰۰	۱۰	۴۱۰	۵۰۰	۱۰	۵۱۰	۳	۱۰	۱۳

ح			خ			ر یا ڑ			ز یا ژ		
حے			خے			رے یا ڑے			زے یا ژے		
ح	ی	میزان	خ	ی	میزان	ر	ی	میزان	ز	ی	میزان
۸	۱۰	۱۸	۶۰۰	۱۰	۶۱۰	۲۰۰	۱۰	۲۱۰	۷	۱۰	۱۷

ط				ظ				ف			ہ		
طوے				ظوے				فے			ہے		
ط	و	ے	میزان	ظ	و	ے	میزان	ف	ی	میزان	ہ	ی	میزان
۹	۶	۱۰	۲۵	۹۰۰	۶	۱۰	۹۱۶	۸۰	۱۰	۹۰	۵	۱۰	۱۵

ی		
یے		
ی	ی	میزان
۱۰	۱۰	۲۰

(۵) جمل اکبر | لفظ کبیر کے مقابلہ مین لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کر رہا ہے چونکہ اس قسم جمل مین ایک حرف کے اعداد زبر و بینات یا جمل کبیر سے بہی تجاوز اور ترقی کرتے ہین لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل مین اس کا نام جمل اکبر رکہا۔ علماء عرب اس قسم کے موجد ہین۔ اس طرح پر کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی مین لکھتے ہین اور اس مکتوب کے اعداد کو اوس حرف کا عدد قرار دیتے ہین۔

مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی مین احد کہتے ہین اور احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہین۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔

ہم عرض کرتے ہین کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان مین ہر ایک حرف کے اعداد مختلف ہون گے۔

نقشہ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

حرف	عدد جمل	تلفظ عدد بزبان عربی	عدد بحساب جمل	تلفظ عدد بزبان فارسی	عدد بحساب جمل	تلفظ عدد بزبان اردو	عدد بحساب جمل
ا	۱	احد	۱۳	یک	۳۰	ایک	۳۱
ب	۲	اثنان	۶۰۲	دو	۱۰	دو	۱۰
ج	۳	ثلاثۃ	۱۴۳۱	سہ	۶۳	تین	۴۶۰
د	۴	اربعۃ	۶۷۳	چہار	۲۰۹	چار	۲۰۴
ہ	۵	خمسۃ	۱۱۰۰	پنج	۵۵	پانچ	۵۶
و	۶	ستۃ	۸۶۰	ششش	۶۰۰	چھ	۸
ز	۷	سبعۃ	۵۳۲	ہفت	۴۸۵	سات	۴۶۱

ح	۸	ثمانیۃ	۱۰۰۱	ہشت	۷۰۵	آٹھ	۴۰۶
ط	۹	تسعۃ	۹۳۰	نُہ	۵۵	نَو	۵۶
ی	۱۰	عشرۃ	۹۷۰	دہ	۹	دس	۶۴
ک	۲۰	عشرین	۶۳۰	بست	۴۶۲	بیس	۷۲
ل	۳۰	ثلاثین	۱۰۹۱	سی	۷۰	تیس	۴۷۰
م	۴۰	اربعین	۳۳۳	چہل	۳۸	چالیس	۱۰۴
ن	۵۰	خمسین	۷۶۰	پنجاہ	۶۱	پچاس	۶۶
س	۶۰	ستین	۵۲۰	شصت	۷۹۰	ساٹھ	۴۶۶
ع	۷۰	سبعین	۱۹۲	ہفتاد	۴۹۰	ستّر	۶۶۰
ف	۸۰	ثمانین	۶۵۱	ہشتاد	۷۱۰	اسّی	۷۱
ص	۹۰	تسعین	۵۹۰	نود	۶۰	نوّے	۶۶
ق	۱۰۰	مائۃ	۴۵۱	صد	۹۴	سو	۶۶
ر	۲۰۰	مائتین	۵۱۱	دوصد	۱۰۴	دوسو	۷۶
ش	۳۰۰	ثلاث مائۃ	۱۴۸۲	سہ صد	۱۵۹	تین سو	۵۲۶
ت	۴۰۰	اربع مائۃ	۷۲۴	چہار صد	۳۰۳	چار سو	۲۷۰
ث	۵۰۰	خمس مائۃ	۱۱۵۱	پنجصد	۱۴۹	پانسو	۱۱۹
خ	۶۰۰	ستمائۃ	۹۱۱	ششصد	۶۹۴	چھ سو	۶۴
ذ	۷۰۰	سبع مائۃ	۵۸۳	ہفتصد	۵۷۹	سات سو	۵۲۷
ض	۸۰۰	ثمان مائۃ	۱۰۴۲	ہشتصد	۷۹۹	آٹھ سو	۴۷۲

ظ	۹۰۰	تسع مائة	۹۸۱	نہصد	۱۴۹	نوسو	۱۲۲
غ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۴	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی مین پنجصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چارصد کے عوض چارصد کے عدد بلحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اور اسی قسم کا تصرف ہر ایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہوسکتا ہے

فارسیون نے جمل اکبر مین ایک نئی ایجاد کی ہے اور اس کو فن معمیٰ مین داخل کیا ہے جیساکہ مولانا ـ جامی علیہ الرحمہ کا معمّاے اسم طیّب اس کی مثال ہے وہو ہذا (ــہ) نام یارم سہ حرف دان بے رنج ٭ ہر یکے در حساب پنجہ و پنج ٭ لفظ طیّب کو لیجیئے جس مین ۳ حرف ہین ـ ط ـ ی ـ ب ـ (ط) کے عدد نو ہین جس کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے عدد (۵۵) ہین بقاعدہ جمل اکبر ـ پھر (ی) کو لیجیئے جس کے عدد (۱۰) ہین دس کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور دہ کے عدد مجموعی (۹) ہین اور نو کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے اعداد (۵۵) ہین پھر (ب) کو لیجیئے جس کے عدد (۲) ہین اور دو کو فارسی مین دو ہی کہتے ہین ـ اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہین اور ۱۰ کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور لفظ دہ کے عدد (۹) ہین اور نو کا فارسی ترجمہ نُہ ہے اور لفظ نُہ کے عدد (۵۵) ہین ہر ایک حرف مین ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑہتا گیا ہے ـ اور ہماری راے مین اس عمل کو جمل اکبر مع الترفّع کہنا چاہیئے ـ اگر کوئی مورخ اس صنعت مین تاریخ کہے تو اوس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفّع کی صراحت کر دے ورنہ وہ تاریخ معمّیٰ کے دائرہ مین گھری رہے گی اور مورخ کا مقصد فوت ہوگا ـ

(۵) قواعد و ضوابط جمل کا بیان

قاعدۂ عام استادان فن کا اس پر اتفاق ہے کہ حساب جمل مکتوب پر مبنی ہے نہ ملفوظ پر۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان میں بضمن ترجمۂ شیخ محمد حیات سندھی فرماتے ہیں کہ قال جدی و استاذی مولانا السید عبد الجلیل البلگرامی فی بعض رسائلہ المعتبر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظۃ اللہ یاخذون عددھا ستاً وستین باعتبار الہیئۃ المکتوبۃ لو کان الاعتبار للتلفظ کان ینبغی ان تحاسب الالف التی تتلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہا ہے میرے جد اور میرے استاد (مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی) نے اپنے بعض رسائل میں کہ معتبر فن جمل میں مکتوب ہے نہ ملفوظ۔ جیسا کہ اہل جمل لفظ اللہ کی عدد باعتبار ہیئت مکتوبہ کے ۶۶ لیتے ہیں اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد بھی محسوب ہوتا جو کہ لام کے بعد پڑھا جاتا ہے (الخ)

آپ ہی نے صنعت تاریخ کے بیان میں فرمایا ہے کہ بناء المورخین علی الکتابۃ خلافاً لعلماء العروض واہل الدعوۃ فان بناءہم علی التلفظ لان مدار العروض علی الوزن و مدار الدعوۃ علی الذکر وکلاہما متعلقان بالنطق فہمزۃ لفظ اللہ محاسبۃ فی الجمل والفہا غیر محاسبۃ لکون الاولیٰ مکتوبۃ غیر ملفوظۃ والثانیۃ بالعکس وعلی ہذہ الضابطۃ یعد المشدد حرفاً واحداً (الخ) یعنی مورخین کی بناء کتابت پر ہے خلاف علمائے عروض اور اہل دعوۃ کے پس بہ تحقیق علمائے عروض اور اہل دعوۃ کی بناء تلفظ پر ہے۔ اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے اور دعوۃ کا مدار ذکر پر اور یہ دونوں نطق سے متعلق ہیں پس ہمزہ لفظ اللہ کا حساب جمل میں داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہیں ہوتا کیونکہ ہمزہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس ہین اور اسی ضابطہ پر حرف مشدد ایک گنا جاتا ہے ۔ الخ

پھر آپ ہی نے خزانہ عامرہ مین بضمن ترجمۂ ناصر علی سرہندی فرمایا ہے کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفظ اور یہ اہل عروض و اہل دعوت کے خلاف ہے ۔

نصر الوفائی الہورینی نے مطالع النصریہ مین فرمایا ہے کہ حساب الحروف بالجمل فی عمل التواریخ بالحروف علی حسب ما یکتب (انتہی) یعنی عمل تواریخ مین حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے ۔

صاحب معدن الجواہر محققین متذکرۂ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہین کہ حساب جمل مین حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہوچکا پس لفظ مصطفیٰ کا آخر حرف یائے حطی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہین پڑھی جاتی ۔ اور لفظ صلوۃ مین واو کے عدد لئے جاوینگے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے ۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان مین تاریخ لکھنا مقصود ہے اوس کے رسم الخط سے مورخ کو واقف ہونا ضرور ہے ورنہ مورخ کی محنت غلطی رسم الخط کی وجہ سے ضائع جائے اور مادۂ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہیگا اگرچہ رسم الخط السنہ کے متعلق متعدد مختصر سے رسائل لکھے گئے ہین لیکن خاص کر اسی بیان کے حصۂ آئندہ مین ہم کسیقدر اس کو بھی بیان کرینگے

اگر کسی آیۂ فرقانی سے مادۂ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی کی پابندی ہونی چاہیے اس لئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

مین رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے۔

قواعد خاص | ہم اِس بیان مین مناسب خیال کرتے ہین کہ اپنے سلسلۂ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کرین اور ہر ایک حرف کے ضمن مین رسم الخط زبان عربی و فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد بھی بیان کرتے ہوے چلین۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے بھی ایک حد تک مستغنی کر دیوے جس قدر قواعد خاص اس بیان مین لکھے جاوین گے وہ تمامتر اوسی اصول عام پر مبنی ہین جو گزشتہ حصہ مین گزرا۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان مین جو الف صدر کلمات مین واقع ہوتا ہے وہ درحقیقت ہمزہ ہے۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت مین الف کی شکل مین لکھا جاتا ہے اہل جمل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے۔ ابن۔ ام۔ امداد۔ اسفندار۔ وغیرہ۔ اردو والے اس کے خلاف ہین یعنی وہ ہمزۂ صدر کلمات کو بھی الف ہی مانتے ہین نہ ہمزہ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہین کہ اردو مین ہمزہ وہ منحنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد بشکل (ء) آتی ہے۔ پس الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ مین جو ہمزہ الف کی شکل پر لکھا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن باغراض جمل الف سمجھا جاوے گا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا۔

(۲) قدیم رسم الخط مین الف ممدودہ کو دو الفون کی شکل مین لکھنے کا دستور تھا فرہنگ جہانگیری وغیرہ مین اس طریقہ کی مثالین اب تک موجود ہین لیکن متاخرین

فارس نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چھوٹا سا مد لکھدیا جاتا ہے
اردو کے رسم الخط مین بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے ابتک دو الف لکھنیکا
طریقہ جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعوض مد ہوتا ہے وہ قدمین بہت چھوٹا لکھا
جاتا ہے جیسے لفظ امنو کا دوسرا الف اگرچہ قرائت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ
سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حروف
لفظ مین پہلا ہمزہ جو بشکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چھوٹا الف کھڑا زبر
ہے جس سے اوسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیون کی کتابت مین مروّج ہے۔

پس اہل جمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ امنو مین چھوٹا الف اس لئے محسوب
نہ ہوگا کہ وہ کھڑا زبر ہے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یعدّ المشدّد حرفاً واحداً
کالمشدّد و کذٰلک الہمزۃ الممدودۃ کالمس (انتہیٰ) یعنی مشدّد ایک ہی شمار کیا جاتا ہے
جیسا کہ لفظ مشدّد اور یہی حکم ہے ہمزہ ممدودہ کے لئے جو لفظ آمن مین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی و فارسی
و ترکی و ہندی ہرگاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت در نیاید وعلامتش
در عربی و ترکی فتحہ راست بصورت الف خردک بالاے الف می نویسند مثل
آبار و آدم و در فارسی و ہندی خطاک کج عرضی کہ آنرا مدمی نامند بالاے چنین
الف کہ آنرا ممدودہ می گویند می نگارند مثل آباد و آزاد و آمدن وچنین ہمزہ در حساب
جمل محسوب نہ میشود کہ حرفے نباشد۔

صاحب افادہ تاریخی کا بھی یہی مذہب ہے اور کلام استادانِ فارس مین بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محتشم کاشی نے شہزادہ روم کی آمد میں ایک تاریخ لکھی ہے جس میں الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے وہو ہذا

تاریخ آن قران طلبیدم ز عقل گفت		بوسید کامجوی جوان شاہ را رکاب ۹۵۲
تاریخ آن مفارقت کردم سوال گفت		ماہ عجب رسید بپا بوس آفتاب ۹۵۲

سنجر طہرانی نے ۱۰۰۰ھ ہجری میں مدح شاہ جہانی میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے ۔ اس قصیدہ میں بھی الف ممدودہ کا عدد ایک ہی محسوب ہوا ہے ۔ یہ مصرع اسی قصیدہ کا ہے (ع) زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آرائے (۱۰۰۰)

اس میں کچھ شک نہیں کہ متقدمین فارس میں اس کا رسم الخط دو الف کے ساتھ تھا جیسا کہ بعض فرہنگ ہائے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالباً انکا یہ طرز عربی رسم پر مبنی تھا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو بدل دیا اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربوں نے کر دی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ کلیہ عام اور قواعد کے برخلاف الف ممدودہ کے عدد دو محسوب ہوں ۔ صاحب ملخص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف ممدودہ کے عدد دو ہی محسوب ہوں اور مرزا محمد جعفر اوج نے اپنی تالیف ارمغان میں بھی انہیں کے ساتھ اتفاق فرمایا ہے اور سند میں کلیم ہمدانی کی تاریخیں پیش ہوئی ہیں جن کی نقل ذیل میں کیجاتی ہے

بہر تاریخ قران کرد رقم کلک سلیم		مہد جمشید بسیم خانۂ بلقیس آمد
	ولہ	
داد ایزد بپادشاہ جہان		خلفے ہمچو نوگل شاداب

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت		افسر خویش بر ہوا چو حباب
طبع در یافت سال تاریخش		زد رقم آفتاب عالمتاب ۱۰۳۹ - ۱ = ۱۰۳۸
	ولہ	
از جلوۂ شاہدان فرخ سپئے فتح		داداز پے ہم ساقی دوران مے فتح
تاریخ فتوحات شہنشاہ جہان		بنوشت کلیم آمدہ فتح از پے فتح ۱۰۴۴

ہم کہتے ہین کہ کلیم ہمدانی کا پایہ فن جمل مین کچھہ ایسا بلند نہ تہا جس کی سند پر ہم قاعدہ عام اور استادان فن اور ائمۂ جمل کے قول کی خلاف ورزی کرین ائمۂ جمل کی احتیاط اس درجہ مین تہی کہ وہ مختلف فیہ مسائل مین مذاہب مختلفہ کا ذکر کرکے یہ لکھدیتے تھے کہ خواہ اسپر عمل کردیا اوسپر لیکن اس خاص مسئلہ مین اون کی رائے قطعی ہے۔ اور استادان عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم ہمدانی کا کلام اس کلیۂ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہین ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اپنی راے کے خلاف عمل کرنے والے استادونکو بہت کچھہ برا بہلا کہا ہے اور سخت سست الفاظ مین اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتہ یہ بہی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخون مین الف ممدودہ کے دو عدد محسوب ہوئے ہین

ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے یہ اچھا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک فاضل مؤلف کے شایان نہین ہے کہ ایک ایسے مسئلہ مین جس مین بلند پایہ محققین کا اتفاق ہے زبان درازی کرین۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کرینگے جن کو یہ طرز پسند ہے۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔

محتشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہمنے اوپر لکھی خواجہ

حسن ہروی نے بھی اپنے ایک قصیدۂ تاریخی مین کئی جگہ الف ممدودہ کا استعمال کیا ہے جس کا صرف ایک ہی عدد لیا ہے۔ جیسے اس قصیدہ کے چند اشعار کو اسی بیان مین حرف ک کے ذیل مین نقل کیا ہے جن مین کئی جگہ الف ممدودہ سے کام لیا گیا ہے معزز ناظرین اوسکو ملاحظہ فرمائین۔

(۳۳) جو ہمزہ کہ وسط کتابت مین بشکل الف لکھا جاتا ہے جیسے (سأل) مین سین کے بعد۔ وہ بھی اہل جمل کے پاس الف ہے اگرچہ عربون نے اس ہمزہ کا اظہار تکرار آ جیلیہ کیا ہے کہ قاری کو اس کی اطلاع رہے کہ یہ الف نہین ہے بلکہ ہمزہ ہے تاہم اہل جمل نے صورت کتابت کو معتبر خیال کرکے اس کو الف مانا ہے پس لفظ (سأل) کے اعداد (۹۱) محسوب ہون گے۔ لفظ (سال) مین فارسیون نے حرف دوم کو الف ہی مانا ہے اسی طرح اردو مین بھی لفظ (جال) (ڈہال) کا حرف دوم الف ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اگرچہ لفظ (حینئذ) حین اذا کا مخفف ہے اور حین اذا مین ہمزہ بشکل الف موجود ہے لیکن چونکہ حینئذ کی کتابت مین شکل الف متروک ہے لہذا اس کا ہمزہ محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ ہمزہ کے بدلے یا کے عدد محسوب ہون گے برخلاف اس کے سأل مین حرف دوم الف محسوب ہوگا اس لئے کہ رسم الخط نے اس کی صورت کتابت کا فیصلہ کردیا ہے

(۳۴) لفظ موسیٰ کا الف مقصورہ اگرچہ کتابت مین چوڑا سا قد لئے ہوئے موجود ہے لیکن وہ کتابت کے قاعدے سے الف نہین ہے اس لئے کہ کتابت مین اس کی جگہ یا موجود ہے اور اشارۂ الف مختصر صرف ایک رسم الخط کی علامت ہے تاکہ قاری اس یا کو الف کی آواز مین پڑھے اور قاعدۂ رسم الخط مین اس علامت کا ترک

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہوں گے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن صنائع تاریخ لکھا ہے کہ الالف التی تکتب علیٰ صورۃ الیاء تعدّ یاءً کحصیٰ ویحییٰ (انتہیٰ) یعنی جو الف یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے وہ یا شمار ہوگا جیسے حصیٰ ویحییٰ۔

(۵) رسم الخط عربی میں کبھی الف وسط کلمہ میں آتا ہے اور پڑھنے میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کے وجود کی علامت کھڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت میں بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ میں داخل نہیں سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوٰۃ کا الف اور یہی کیفیت لفظ اِلٰہ اور اللّٰہ اور رحمٰن اور اسحٰق و لٰکن و ہٰذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل جمل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیۂ قرآنی سے تاریخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی رحمٰن میں الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ میں داخل نہیں ہے اور کھڑے زبر کے حکم میں ہے یہی حکم لفظ اِلٰہ اور اللّٰہ کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ اسحٰق میں ہوگا۔ لٰکن اور ہٰذا میں رسم الخط عربی نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لٰکن کے بعد کا الف اور نیز ہاء ہٰذا کے بعد کا الف۔ الف نہیں ہے بلکہ کھڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ میں الف داخل حساب جمل نہ ہوگا محقّقین جمل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔

لیکن جن الفاظ میں رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اس کو حساب جمل میں محسوب کرنا فارسیوں کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جسکی کتابت فارسی میں الف موجود ہے۔

حکیم کاشی نے جلوس شاہجہان کی تاریخ میں ایسے الف کو محسوب نہیں فرمایا ہے

اور ہماری رائے مین اون سے تسامح ہوا ہے اس لیے کہ اونہون نے مادۂ تاریخ زبان فارسی مین لکہا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر رسائل رسم الخط فارسی سے لفظ سلیمن مین صرف کہڑا زبر لکہنا جائز قرار پاسے تو سورخچہ کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بادشاہ بحر و بر شاہ جہان سال تاریخ جلوسش گفت چرخ	گر مہما چون مصر تابان آمدہ وارث ملک سلیمن آمدہ ۱۰۳۷

(نوٹ) اس تاریخ مین بہی الف ممدودہ کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پر اسیر شوقی نے بہی تاریخ کہی ہے جس سے ۱۰۳۷ کی تصدیق ہوتی ہے

بادشاہ جہان و شاہ جہان حکم او بر خلائق و عالم	خرم و شاد و کامران باشد تا جہان باد و رجہان باشد ۱۰۳۷

باقر گیلانی نے تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر مین عبارت ذیل کے ہر ایک فقرہ سے تاریخ نکالی ہے اور لفظ رحمٰن مین بقاعدہ رسم الخط فرقانی الف کو ترک کیا ہے۔

آفتاب ملک احسان سایۂ رحمٰن ۱۰۶۸	پادشاہ تاجران عالم رعالمیان ۱۰۶۸	۱۰۶۸

(نوٹ) اس تاریخی عبارت مین بہی الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نصیر آبادی نے تاریخ قصر شاہ سلیمان مین الف لفظ سلیمان کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاہ سلیمن شہ اقبال بلند	شد بانی این مسکن بہجت پیوند
۱۰۸۰	۱۰۸۰
از جشن و نشاط و کامگاری دائم	در وے جائے بادشہ دولتمند
۱۰۸۰	۱۰۸۰

ہماری رائے میں ان استادوں نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر ان کے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط قرآنی کے مطابق تسلیم کیا جائے تو پہر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

مجتہد العصر مولانا دلدار علی نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ میں دو کہڑے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

نہہنا روحٌ وریحانٌ وجنّٰت النعیم ۱۲۱۲ ہجری

مولانا نے الفاظ (نہہنا) اور (جنّٰت) دونوں میں کہڑے زبر کو الف قرار دیکر ان کے عدد محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدۂ جمل کی خلاف ورزی ہے۔

(۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑہنے میں داخل نہیں ہے لیکن بوجہ کہ کتابت میں بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حساب جمل میں الف محسوب ہوگا یعنی (اطیعوا) کے عدد ۹۷ شمار ہوں گے۔ مولانا مولوی عبد الباسط فی وقائع دلاورخان شاہ جہان پوری کی تاریخ لہم دار السلام عند ربہم بما کانوا یعملون (۱۱۴۰) لکہی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحب مخمس تسلیم نے بہی اسکو تسلیم فرمایا ہے اور اس میں استادان جمل کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۷) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجودیکہ کتابت میں ہوتا ہے مگر قرأت میں نہیں آتا یہ حساب جمل میں محسوب ہوتا ہے جیساکہ (إلا اللہ) کے عدد (۹۸) محسوب ہوتے ہیں۔

فارسی میں جو ہمزۂ وصل لفظ بودہ است کے وسط میں آتا ہے اس کے مختلف اشکال ہیں۔ فارسیون کا قول ہے کہ بعد ہائے ہوز چنین الف حذف نخواہد شد چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑھیں لیکن کتابت میں ہ اور آ دونوں کو قائم رکھنا چاہیئے۔ پس اسی قاعدہ کو لحاظ کی حساب جمل پابند کتابت رہے گا۔

پھر فارسیون نے کہا ہے کہ بعد حرف یا و حرف نون چنین الف حذف خواہد شد

(س) زچشمش حال یخانہ خرابست ✽ کہ ساقی ہیچو مے پا در رکابست (س)

غیرت ابر بہاران چشم گریان منست ✽ یک چمن گل کردہ بر سر نوک مژگان منست

اسی طرح فارسیون نے الف بعد الف کو بھی حذف کرنے کا حکم دیا ہے جیسے (ع) عشق خانہ خراب مولد ماست ✽

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت میں حذف کرنیکا حکم دیا ہے وہ نہ کتابت میں قائم رہے گا اور نہ حساب جمل میں اور جس الف وصل کو قواعد فارسی نے کتابت میں قائم رکھا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہو سکیگا اور نہ حساب جمل سے۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر تمثیلاً کیا ہے ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہیں ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل ہے جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔

(۸) اسیطرح لفظ زیداً کا الف تنوین حالت نصب مین داخل کتابت تو ہے لیکن بجز حالت وقف کے پڑہا نہین جاتا بعض شعرا نے حالت وقف مین بہی اس کو عروض شعر سے خارج رکہا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت مین اس کا وجود ہے لہذا احساب جمل مین محسوب ہوگا۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ فارسیون نے بعض وقت اس کا قافیہ نون کے ساتہ باندہا ہے جیسا کہ مولوی معنوی نے (سہ) موسیا وپیش فرعون زمن ؛ نرم باید گفت قولاً لیناً ؛ آپ فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین لفظ لیناً کا الف نون کی قائم مقامی چاہتا ہے ۔ ہم اس کو تسلیم نہین کرتے اس لئے کہ قاعدہ جمل کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرائت کو اس مین کچہہ دخل نہین ہے فارسی مین ایسا قافیہ درست ہے یا نہین وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل نہین ہے ۔ بہرحال لیناً کا آخر حرف حساب جمل مین الف محسوب ہوگا اور اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا۔

ب

اگرچہ ب کے متعلق ہم کو کسی قاعدۂ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے لیکن صرف اس قدر عرض کردینا مناسب خیال کرتے ہین کہ رسم الخط فارسی مین وہ باے عربی جو بمعانی مختلفہ مستعمل ہوتی ہے یا باے زائدہ جو ابتداے الفاظ مین واقع ہوتی ہے بخصوصیت الفاظ زبان فارسی ۔ غیر افعال مین کبہی لفظ کے ساتہ متصل لکہی جاتی ہے اور کبہی منفصل اور بصورت ثانی اظہار حرکت فتحہ کو لئے ا سکے ہاے مختفی بڑہا لی جاتی ہے ۔

جیسے بسر و بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سر و تن سے
بے کو جدا بھی لکھ سکتے ہیں مثلاً بہ سر و بہ تن محققین رسم الخط نے قواعد مدونہ کے
ذریعہ سے یہ بات نہیں دکھلائی ہے کہ کن الفاظ میں بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور
کن حالات میں جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ
عربی کے سوا جو فارسی میں مستعمل ہوں الفاظ زبان فارسی میں جو غیر افعال ہوں چاہیں
بے کو حروف لفظ کے ساتھ ملا کر لکھیں یا ہائے مختفی کے ساتھ جدا۔

صورت آخرہ میں جمل کا قاعدہ عام اس کا مقتضی ہے کہ بلحاظ کتابت ایسی
بے کے عدد ہائے مختفی کے ساتھ (۵) محسوب ہوں محققین فن کی رائے یہ ہے کہ ہائے
مختفی کا عدد ہرگز محسوب نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کلیہ متذکرہ قاعدہ عام کے قائم رہنے
کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کریں اور
منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کریں گو کہ رسم الخط نے اوس کی اجازت دی ہو۔

اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادۂ تاریخ خطرہ میں رہے گا یعنی اگر
(بسر یا بفرق) کو مورخ نے (بہ سر و بہ فرق) لکھ کر بے کے عدد کو ہائے مختفی کے ساتھ
محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی میں کبھی بے کا اتصال لفظ سر و فرق کے ساتھ
واقع ہو اور ہائے مختفی کے پانچ عدد کا گھٹنا مادۂ تاریخ کو برباد کرے۔ اس لئے محتاط
طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے ب کو ملا کر لکھیں۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہیں کہ اکثر مردم این عصر ہائے موحدہ را الصقوت
(بہ امی نویسند و عدد ش ہفت می گیرند این ہفت مشتاق ہفت ہشت ہست کہ ہر
زبونی فکر و عاجزی طبیعت آنہا دلیل قوی دارد کہ در کلام اساتذہ بای موحدہ باشتراک

نا نیامدہ است۔ ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہین اور نہ مطلق العنانی کو قواعد فن سے کام لینا چاہیئے۔ اور عقل سلیم بہی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ استادون نے جو کچہہ کہا ہے وہ کن خوبیون پر مبنی ہے۔

شعراے عجم کا بہی یہی مذہب ہے۔ ملا محتشم کاشی نے جلوس شاہ اسمعیل مین ایک رباعی لکہی ہے جس کے آخر شعر مین باے موحدہ کو متصل لکہہ کر صرف دو عدد لئے ہین

در مہر فتش دلا بہ از اہل جہان		مانند بلاف مہر شاہ اسمعیل
۹۸۴		۹۸۴

حضرت استادی معنی دکہنی اپنے رسالۂ مناظرۂ معنی مین فرماتے ہین کہ جائے کہ کتابت صورت کلمہ بدنماید و برخوانندہ نوعے دشواری در نظر کردن آید۔ می نویسند چون بہبیند و نمی نویسند چون ببیبند و جائیکہ چنین نیست متصل نویسند چون بخور و بہین و بخدا اگر کسے براے پر کردن اعداد تاریخ چنین نویسد بخور بہین۔ بہ خدا۔ و براے کم کردن اعداد چنین نویسد۔ ببیند۔ خلاف رسم الخط باشد و نزد مورخان محققین ناجائز۔

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کرین گے کہ صاحبان رسم الخط نے اس باے موحدہ کے متصل یا منفصل لکہنے کا کوئی تصفیہ نہین کیا ہے یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین جمل نے اس ب کی نسبت وہ فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے اوپر لکہا۔ اگر رسم الخط مین بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہوتا یا اس قاعدۂ رسم الخط کی کوئی سند ملتی جس سے ہم اس وقت تک محروم ہین تو آسانی کرتا ہم اس کی پیروی کرسکتے۔ اس لئے کہ اعداد جمل کا دارومدار رسم الخط پر ہے۔

ت

تاے عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال مین لکھی جاتی ہے۔

(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی مین تاء مبسوط ہے۔ اور اردو مین لانبی تے
(۲) دوسری گول جیسے (ۃ) اس کو عربون نے تاے مدوّرہ و مربوط کہا ہے اور اردو والون نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بھی۔

عربی مین بعض خاص مقامات پر تاے مبسوط مستعمل ہے۔

(۱) جس لفظ مین تاے اصلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن مین چند خاص الفاظ مین جن کی تے تاے اصلی کے حکم مین داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات بنت۔ اخت۔ کیت۔ ذیت۔ لیت۔ وغیرہ۔
(۲) جس لفظ مین تاے جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنات۔ جہات وغیرہ
(۳) جس لفظ مین تاے علامت تانیث فاعل ہو جو فعل مین آتی ہے جیسے فعلت۔
(۴) جس لفظ مین تاے ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلتَ فعلتِ۔ فعلتُ۔

ان کے سوا جو تاے تانیث اسم مین واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے فلاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔

جب کبھی تاے مدوّرہ حالت وقف مین ہو۔ تو اوس کی کتابت سے نقطون کا حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل ہاے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرائت مین بھی (ہے) کی آواز۔ پس درازتے یعنی تاے مبسوط کے عدد تو اہل جمل کے پاس بالاتفاق ۴۰۰ ہین لیکن تاے مربوط کے اعداد مین اختلاف ہے اور اسی اختلاف

کی وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہین ۔
(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہین ۔
(۲) عموماً گول تے کو (ہے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہین ۔
(۳) گول تے کے عدد حالت وقف مین پانچ لیتے ہین اور غیر وقف مین ۴۰۰ ۔
نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط پر مبنی ہے اور رسم الخط مبنی بر حقیقت ہے ۔ صاحبان رسم الخط نے تاے مربوط یا مدوّر کے لئے گول شکل دو نقطون کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدوّر کا نام (تے) ہی ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ کرین ۔ اگر حالت وقف مین اس کے نقطون کا حذف کرنا جائز ہوا ہو اور نقطون کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرائت مین اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتباری عمل سے اس کی حقیقت زائل نہین ہوتی ۔ اگر نحویین نے اپنی اصطلاح مین اسکو ہاے تانیث سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہین کرتا پس تاے مدوّر کے عدد ہر حالت مین ۴۰۰ محسوب ہونے چاہیین
نمبر ۲ اس کے خلاف ہین اون کی راے مین گول تے بلحاظ صورت کتابت (ہے) سے ہے ۔ اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا ہے لہذا ان کی راے مین گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہیین اس لئے کہ کتابت مین اس کی شکل مثل ہے کے ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف مین ہو یا غیر وقف مین اون کا قول ہے کہ ہرگاہ نحویین نے گول تے کو ہاے تانیث

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس ۃ کے عدد ۴۰۰ ہم محسوب کئی جاوین
نمبر ۳ کہتے ہین کہ گول تے غیر حالت وقف مین - بلاشبہ تے ہے
اس لئے کہ اس کی صورت خاص لفظون کے ساتھ تے ہی کے نام سے موضوع ہے
اور قرائت مین اس کی آواز سے بھی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہین
ہے کہ اس کے عدد ۴۰۰ ہم محسوب نہ ہون البتہ حالت وقف مین اس کا عدد پانچ
محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے بھی حذف ہو جاتے ہین اور قرأت
مین آواز بھی بدلجاتی ہے اور اس کی شکل اور ھے کی شکل مین کوئی فرق بھی باقی
نہین رہتا اور نحوین نے اس کو ھے ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہین ہے
کہ ہم اس کے عدد ۴۰۰ ہم محسوب کرین -

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن ترجمہ شیخ محمد سندی - مدنی بحوالہ کتاب عقد
الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشلی الباعلوی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والرسم
فذلک واضح وان اختلفا کحمزۃ و طلحۃ التلفظ بالتاء والرسم بالہاء فقیل
المعتبر المرسوم دون الملفوظ وقیل الاعتبار باللفظ لا بالرسم - قال الشریف
عبداللہ المدہر الیمنی - القول الاول المعول علیہ والثانی نادر -

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط مین اتفاق ہو تو کوئی جھگڑا ہی نہین ہے لیکن
اگر دونون مین اختلاف ہو جیسے لفظ (ہمزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتھ
ہے اور کتابت ھے کے ساتھ تو اس حالت مین بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے
برخلاف قرائت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط - اور شریف
عبداللہ مدہر یمنی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر -

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوے اپنی راے سو سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہین اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہین ۔

پھر غلام علی آزاد بلگرامی ہی نے بعض رسائل عبدالجلیل بلگرامی سے نقل کیا ہے کہ "تاء التانیث التی تکتب علی صورۃ الہاء یاخذون عنہا خمسۃ لا اربع مائۃ اعتبارًا للصورۃ الخطیۃ ولامشاحۃ فی الاصطلاح وللحریری فی المقامات خطبۃ غیر منقوطۃ وقعت فیہا مساورۃ الاعلال ومصادمۃ المال والآل فاعتبر التاء الفوقانیۃ فی القرینتین غیر منقوطۃ مع انہا لیست فی الحالۃ الوقفیۃ وتتلفظ منقوطۃ لانہا ترسم علی صورۃ الہاء وہی عاطلۃ عن النقطۃ ۔ ثم تاء التانیث اذا لم تکتب علی صورۃ الہاء تکون علی اصلہا ویوخذ عنہا اربع مائۃ مثلا اذا الحق بالمساورۃ والمصادمۃ ضمیر ویقال مساورتہ ومصادمتہ (الخ) یعنی وہ تاے تانیث جو (ھ) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد لیتے ہین نہ چار سو ۔ اور یہ عمل صورت خط کے اعتبار سے ہے ۔ اور نہین گرفت ہے قرار داد مین

اور مقامات حریری مین ایک خطبۂ غیر منقوطہ ہے جس مین الفاظ مساورۃ الاعلال ومصادمۃ المال والآل واقع ہوے ہین ۔ پس ان دونون الفاظ مین صاحب حریری نے تاے فوقانیہ کو بدون نقطون کے استعمال کیا ہے باوجود اس کے کہ حالت وقف مین نہین ہے اور باوجودے کہ نقطون کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (تے) (ھ) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اور (ھ) نقطون سے خالی ہے ۔ پس تاء تانیث جب صورت (ۃ) پر

نہ لکھی جاے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اوس کے عدد چارسو محسوب ہوں گے مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمۃ کے ساتہ ضمیر لاحق ہو اور کہا جا مساورتہ ومصادمتہ۔ (الخ)

پھر آزاد نے صنعت تاریخ کے ذیل مین لکھاہے کہ وتار التانیث التی علی صورۃ الہار وان لم تکن فی الحالۃ الوقفیۃ تعد ہار کحمزۃ وطلحۃ (انتہی) یعنی تا تانیث جو کہ (ۃ) کی صورت مین لکھی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف مین نہو تاہم (ۃ) شمار کی جاوے گی جیسے حمزۃ وطلحۃ۔

اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بلگرامی مذہب دوم کے پیرو ہین۔

صاحب معدن الجواہر نے نصر ہورینی مصری کی تالیف مطالع النصریۃ کے حوالہ سے فرمایاہے کہ اما النقط فتارۃ یجب عند خوف اللبس فی مثل ہار التانیث نحو امتہ فانہا اذا لم تنقط ہا ؤہار ربما التبس فی بعض التراکیب لفظہا بہا مضافۃ للضمیر وتارۃ یجوز فیہا الامران اذا لم یخف للبس۔ وتارۃً یمتنع نقطہا اذا وقعت فی سجع او قافیۃ علی الہار الساکنۃ وان کانوا لایعدونہا رویاکما سبق ذالک مفصلاً فی فصلہا فہی اذن علی ثلاثۃ اقسام ومع کونہا تنقط وجوباً اوجوازاً فقد عدہا الحریری من المہمل فی خطبۃ المقامۃ (۲۸) السمرقندیۃ نظراً لصورتہا الخطیۃ تبعًا للوقف علیہا لما تقدم غیر مرۃ ان بنی کتابۃ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوہا فی العدد بخمسۃ فی ابیات التواریخ المعمولۃ بحروف الجمل وجری علی ہذا استاذنا البکری فی شرحہ للورد السحری حیث قال ان اسمہ تعالی قوی

عددہ (۱۱۶) یوافق عدد القہوۃ وکذلک الخیر الرملی کتب فی آخر الفتاوی الخیریۃ انہ سئل عن الہاء المذکورۃ ہل تعد فی عمل التاریخ المبنی علی الجمل اثر بخمسۃ او تاۃ باربع مائۃ فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیہا بجلب النصوص عن الحافظ السیوطی وعن ائمۃ القرآت وغیرہم ثم قال آخراً ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکل وقال فی النقایۃ الہاء تنقط الا عند الادباء ومنہم الحریری (انتہی) یعنی۔ لیکن نقطے پس وجب ہو جاتا ہے نقطوں کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائۃ) کی ہائے تانیث پس اگر اسپر نقطے نہ دیے جاویں تو وہ مشابہ ہو جائے گی لفظ (ماہ) سے جب کہ لفظ (ماہ) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کبھی جائز ہوتا ہے نقطوں کا دینا یا نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کبھی ممنوع ہو جاتا ہے نقطوں کا دینا جب کہ واقع ہو (ۃ) سجع یا قافیہ (ہائے) ساکن میں۔ اگرچہ اس کو روسے میں شمار نہ کریں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان اس کی متعلقہ فصل میں کیا ہے۔ پس اس حالت میں اس کی ۳ قسمیں ہوئیں۔ اور باوجود اس کے کہ نقطوں کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے اڑتیسویں مقامہ سمرقندیہ کے خطبہ میں (ۃ) کا شمار حروف مہملہ میں کیا ہے۔ اس نظر سے کہ (ۃ) کی کتابی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزر چکا ہے کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تا آں کہ اہل جمل نے ابیات تواریخ میں (ۃ) کے عدد پانچ لئے ہیں۔ اور میرے استاد (بکری) نے اپنی شرح ورد السحری میں بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ بہ تحقیق

اسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہین لفظ (قہوہ) کے عدد کے
اور اسیطرح خیرالدین رملی نے آخر فتاوی خیریہ مین لکہا ہے کہ اونسے ہاء مذکورہ
کی نسبت پوچہا گیا کہ آیا (ۃ) کے عدد تاریخ جمل مین پانچ لیئے جاتے ہین یا اس کو
(تے) قرار دیکر۔ چارسو محسوب ہوتے ہین پس اونہون نے ہمارے قول مذکور کے
مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتہ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت
وغیرہ کے اقوال سند مین پیش کئے۔ اور پہر آخر مین یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح
کے لحاظ سے ہے ورنہ دونون طور پر عمل ہوسکتا ہے۔ اور کہا مولف نقایہ نے کہ
اونہون کے نزدیک جن مین سے حریری بہی ہے (ۃ) پر نقطے نہ دینے چاہیئں انتہی
اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہرگاہ زبان عربی مین تاے مدورہ
مستعمل ہو تو اوس کی دو شکلین ہین۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے
ساتہ ملحق ہون تو اس کئے عدد چارسو محسوب ہون گے جیسے لفظ رحمتہ اور دولتک
مین۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتہ ملحق نہ ہو تو پہر اوسکی
دو صورتین ہون گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام مین اور فقرہ کے اندر واقع ہو
جیسے جنۃ الفردوس اور رحمۃ اللہ مین تو ایسے تاے مدور کے عدد پانچ
لئے جاوین گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام مین واقع ہو اور حالت وقف مین
رہے جیسے قسیم النار والجنۃ تو ایسے تاے مدور کو (ۃ) قرار دیکر اوسکے
عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔
اور جو لوگ اس آخر الذکر (تے) کے عدد چارسو لیتے ہین اونکا
عمل بعید از قیاس وصحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہین کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھہ رہا ہی اوسکی صراحت اوپر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ صرف مردہ پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ اون تمام وجوہ پر جو اس بحث سے متعلق ہین کافی غور کرکے اپنی راے کا اظہار کرے۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہین کہ ہمکو صرف مذہب دوم سے اتفاق نہین ہے کہ جب تاے مدوّر کی آواز (ہے) کی ہو اور جسپر نقطے بھی موجود ہون اوس کے عدد بھی (۵) محسوب ہون۔ اسمین شک نہین کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (۴) سمجھین اور پانچ عدد لین۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ اسکو (۵) سمجھنے کی کوئی وجہ نہین ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے اس کا نام بضرورت کتابتِ مقامات خاص "تاے مدوّرہ" کہا ہے اور اوس پر نقطے بھی دیئے ہین اور قرائت مین بھی (تے) ہے۔ شکل (ہا) سے اس کا التباس نقطون کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ نقطون کے وجود مین اس کو (ہے) کہنا ایسا ہے جیسا کہ نقطون کے وجود مین ہم ت کو ب یا ث اس بنیاد پر کہدین کہ دونون کی شکل ایک ہے۔ ہمنے اسپر بھی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط مین (ہے) کے اشکال دو ہین (۱) یک چشمی (ہے) جیسے (ہ) اور دوسری دوچشمی (ہے) جیسے (ھ) اور الفاظ مرکبہ مین رسم الخط نے ہاے دوچشمی کی شکل مین ایک اور تغیر بھی کیا ہے جیسے لفظ (فلھذا)، (فلھذا) ان دونون مین دوچشمی (ہے) ہی ہے لیکن رسم الخط مین خفیف سا فرق ہے۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت مفردہ و مرکبہ مین ضرور واقع ہوتا ہے۔ پس تاے مدوّر کی نسبت جس کی وضع واضع رسم الخط نے ضرورت کتابتِ مقاماتِ خاصِ عربی کے لئے کی ہے اوس کے

نقطوں سے قطع نظر کرکے یہ کہہ دینا کہ (ۃ) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہونیکی وجہ سے ہم اس کو درحقیقت (ۃ) قرار دیں ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے چہرہ سے ناک نکالدینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکرا کا سا ہو جاتا ہے لہذا اسکو بکرا ہی سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہیں لیکن جب اصطلاحی ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہیں کرسکتے۔ مانا کہ جمل کے "قاعدۂ عام" نے اعداد کے باب میں مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور ملفوظ سے کچھ سروکار نہیں رکھا ہے۔ لیکن اس کلّیہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ث کے ایک نقطہ کو حکماً مٹا کر اس کو ت سمجھیں اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کرینگے تو ت کو ب یا ث سمجھ لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پھیل جاوے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدۂ رسم الخط عربی نے تائے تانیث کی نسبت یہ نہیں کہا ہے کہ اس کو (ۃ) سے بدل دو یا اسکو (ۃ) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدوّر شکل میں لکھ کر اسپر دو نقطے رکھ دو جس کا نام اہل فن نے تائے مدوّر یا تائے مربوطہ رکھا ہے نہ ہا۔ اور اسی وجہ خاص سے بڑی تے کو تائے مبسوطہ سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اسکو فی الحقیقت (تے) مانتے ہیں اور (تے) پڑھتے ہیں تو نقطوں سے قطع نظر کرکے (ۃ) سے تعبیر کرنا صریحی غلطی ہے۔ محقّقین سلف نے جہاں اپنی رائے اور اپنا مذہب بیان کیا ہے وہاں یہ بھی لکھدیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔ پس متاخرین تحقیق پسند کو صرف اونکے اصطلاحی عمل کا مرید ہو جانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پر ستم ہوگا

اوراس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بلگرامی نے اپنی راے کو سلف کی صنوت
اول کے تابع رکہا تو اچہا کیا لیکن خزانہ عامرہ مین بضمن ترجمۂ ناصر علی سرہندی
جمل جہنّتہ مثواہ کے مادّہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اوس سے متفق نہین ہین
یہ مادّہ محمد عاکف کا طبعزاد ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا مین بذیل ترجمۂ
میرزا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزاے موصوف کی رحلت کا سنہ ۱۱۰۸ہجری
اس مادّہ سے حاصل ہوتا ہے مصنف نے تاے جنت کے ۴۰۰ عدد لئے ہین۔
اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تاے جنت کے عدد آپ کے مذہب مین پانچ
ہین ہم نہ صرف اس مادّہ کو صحیح خیال کرتے ہین بلکہ متقدّمین کی راے کو لحاظ سے
یہی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بجمل جس کی تفصیلی عبارت
اوپر نقل ہوئی ہے اس مادّہ تاریخ کو صحیح مانتے ہین۔

حیدرآباد مین بزمانہ وزارت اعظم سرسالار جنگ مختار الملک مغفور اسی کا
محاکمہ ہوا تہا۔ ذکی مرحوم لکہنوی اور معنی مغفور دکہنی مین تاے لفظ صلوۃ کے اعداد
جمل کی بحث تہی ذکی مرحوم کو تاے مدّورہ کے اعداد پانچ لینے پر اصرار اور معنی
مغفور کو اس سے انکار تہا۔ استادان جمل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑہا ہے جس کا لب لباب استادی مولوی حبیب اللہ ذکا
تخلص کے اس قطعہ مین موجود ہے۔

خان معنی انچہ می گوید بجاست		من بریشم من بریشم من بریں
آخر لفظ صلوۃ البتّہ تاست		در حضور حق توان گفتن ذکا

اب ہم اس فیصلہ سے صرف اون اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہین

جو موتیوں میں تولنے کے قابل ہیں۔ افضل العلما مولوی سید شاہ محمد بطور حکم
فرماتے ہیں کہ از تتبع کتب نحو واضح می شود کہ تانیث بر دو قسم ست۔
(۱) حقیقی (۲) لفظی۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان
مثلاً امراۃ و ناقہ۔ و تانیث لفظی بخلاف آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکہ
تانیث آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تانیث در لفظ حقیقۃً
مثل ظلمۃ و تقدیراً مثل عین چہ تاے تانیث در آن مقدر ست بدلیل
تصغیر و آن (عیینۃ) باشد و لفظ شمس نیز بنظر اشتراک آن در حقیقی ازین
قبیل ست و در حاشیۂ عبدالرحمن در تحت قول التانیث فیہ لفظیاً
مرقوم ست کہ الحاصل ان التانیث فی الشمس لفظی حکماً حیث یظہر التاء
فی بعض الافراد ای بعض افراد الظاہر الغیر الحقیقی حالۃ التصغیر کعین وحکما
مثل عقرب۔ چہ حرف رابع در حکم تاے تانیث ست۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ
در فوائد ضیائیہ بہ تعلیل این معنی فرمودہ و لہذا لایظہر التاء فی تصغیر الرباعی
من المونث السماعیۃ چون این مقدمہ ممہد شد باید دانست کہ لفظ صلوۃ
داخل قسم اول ست از اقسام ثلثۃ تانیث لفظی کہ آنرا در لسان نحاۃ تانیث
بالتاء نیز گویند و وجود تا در آن حقیقۃً ثابت ست و ازین تقریر اشتباہ
بودن ہا در آخر لفظ صلوۃ و جنۃ و غیرہ مرتفع شد درین صورت در حساب جمل
از آخر حرف تانیث لفظی حقیقی عدد چہار صد بشمار آید نہ برعکس اگر
گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (ہا) مبدل می شود گوییم کہ وقف قطع نطق
را گویند و آن بر تا و ہا ہر دو درست باشد نہایت آن کہ در بعض مقام قطع نطق

بر تا افصح باشد و در بعضی بر ہا افصح تحقیق این معنی از کتب نحو باید جست چنانکہ
در تتمہ اجرومیہ می نگارد اذا وقف علی ما فیہ تاء التانیث فان کانت ساکنۃ
لم تتغیر نحو قامت وان کانت متحرکۃ فان کانت فی جمع نحو المسلمات فالافصح
الوقف بالتاء وبعضہم بالہاء وان کانت فی مفرد فالافصح بالہاء نحو رحمۃ
وشجرۃ وبعضہم یقف بالتاء (انتہی) وازین عبارت صاف ظاہر میشود
کہ حالت وقف را بجز تلفظ در کتابت اعتبارے نیست۔ علاوہ برآن
در قرآن مجید جل شانہ می فرماید کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ
وکلا منہا رغدا حیث شئتما و جاے دیگر می فرماید واستعینوا بالصبر
والصلوۃ وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین (الخ) ضمیرہا علامت تانیث
کہ در آیت اول بطرف جنت و در آیت ثانی بطرف صلوۃ راجع گشتہ
رفع او ہام فاسدہ وجہ دہا در آخر لفظ صلوۃ بوجہ احسن می کند درینجا
نکتہ ایست باریک کہ بر اہل بصیرت پوشیدہ نیست وآن اینکہ در آیت
اول بر لفظ جنّۃ وقف نیست و در آیت ثانی بر لفظ صلوۃ وقف ست
باوجود آن علماے رسم الخط قرآنی در آخر ہر دو تاے با نقط نوشتہ اند
می بایست کہ در اول تاے دراز و در ثانی تاے مدوّرہ مثل ہا می نوشتند
ہرگاہ صورت ہا و تاے مدوّرہ مشترک ست واعتبار اصل راست و در
اصل وجود تاء تانیث ست و وقف امر اعتباری ست لہذا بر صورت
مصرحۂ بالا اکتفا کردہ اند وارجاع ضمیر تانیث بطرف کلمہ کہ آخرش
ہا باشد از عرب مسموع نہ شدہ و در کتب نحو ہم مندرج نہ گشتہ۔

عمقی واستادی وجیہ الدین معنی می فرماید کہ قاعدۂ ابجد برائے علم تکسیر ست و تقرر اعداد حروف در تکسیر اصل باشد۔ اصحاب تکسیر کلہم اجمعون عددہائے دراز و مدور را چار صد گیرند چنانچہ از تصنیفات حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری۔ صاحب جواہر خمسہ۔ وحضرت شیخ ابو العباس مونی رحمۃ اللہ علیہما ظاہر ست۔ وحضرت سید علی محمد حسین القادری خلاصۃ الجواہر عددہائے الفاظ الٰہۃ و دیمومۃ و رافۃ و رحمۃ کہ در اسم دوم و پنجم و سیزدہم و شانزدہم از چہل و یک اسم باری تعالےٰ واقع ست چہار چہار صد گرفتہ ثلاثی و رباعی بآن حساب پر کردہ اند وحضرت محمد رضا علی ابن محمد فرخ شاہ سرہندی در کتاب مفتاح المہمات عددہائے لفظ حمالۃ کہ در صورت تبت یدا واقع ست چہار صد گرفتہ اعداد سلورۂ مذکور بر آوردہ اند پس در فن تاریخ کہ متبع اوست چہار صد گرفتن چرا لازم نباشد اگر گویند کہ در تکسیر ہمچنان ست و در تاریخ خلاف آن این سخن از درجہ اعتبار ساقط۔

آزاد بلگرامی عددہائے مدور را پنج گرفت و ہیچ یک تاریخ از قدمائے عجم در سند دعوے خود پیش نہ کرد و چیزے کہ از قواعد عرب پیش ست اجازت ہر دو مے دہد وصورت ہا را محمول بر اصطلاح نحویین می گرداند پس قرار داد اصطلاحی تفوق بر اصلیت نہ پذیرد۔

نعمت خان عالی ہم پیروی ہمین مذہب کرد کہ تاریخ تولد فرزند میر حسن ابن میر علی مشہدی از (ع) قرۃ عین حسن ابن علی حاصل کرد ۱۲۱۱

ودر شمار اعداد این مصرع عدد تاے مدوّر چار صد گرفتہ است ۔

آزاد بلگرامی در خزانہ عامرہ مے نگارد کہ شلّی در عقد الجواہر گوید کہ وقتے کہ رسم الخط و لفظ مخالف واقع شود مثل حصلی و یحیی کہ در نطق الف ست و در رسم یا ۔ و مثل حمزہ و طلحہ کہ در نطق تاست و در رسم الخط ہا ۔ بعضی گویند معتبر مکتوب ست نہ ملفوظ و بعضی گویند معتبر لفظ ست نہ اسم ۔ قول اول معتمد علیہ است و قول ثانی نادر ۔

آزاد بلگرامی راست می گوید کہ مکتوب معتبر ست نہ ملفوظ و مثال حمزہ و طلحہ در قول شلّی داخل کردہ او ست کہ ہارا در رسم الخط حمزہ و طلحہ داخل کردہ ۔ فی الحقیقت آن تاے مدوّر ست نہ ہا ۔

الحاصل ہماری ذاتی راے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تاے مبسوط یا مدوّرہ کے عدد چار سو لئے جاوین خواہ وہ حالت وقف مین ہو یا نہ ہو ۔ جو لوگ حالت وقف مین تائے مدوّرہ کے عدد صرف پانچ لیتے ہین ہم اونپر حرف نہین رکہتے ۔ اور جن کا مذہب یہ ہے کہ حالت غیر وقف مین بہی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہین ۔ ہم اون سے اتفاق نہین کرتے ۔

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کتابون مین ہاے تانیث سے موسوم کرکے اس کے پانچ عدد لئے ہین ہم اون کے اس عمل کو اصطلاحی عمل خیال کرتے ہین اور وہ خود اس کے قائل ہین اور خود اونہون نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے ہم اون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہین ۔ صاحب افادہ تاریخی مذہب نمبر ۲ کے پیرو ہین ۔ اور صاحب ملخص تسلیم نے مذہب نمبر ۱ کو اختیار کیا ہے ۔

اب ہم ذیل مین اون استادون کے کلام سے استناد کرتے ہین جو ہمارے ہم خیال ہین
محمد عاکف نامی ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے تاریخ وفات مرزا قطب الدین مائل کو جعل الجنۃ مثواہ سے پیدا کیا ہے اور تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب فرماے ہین ۱۱۸۰ جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ مین کیا ہے افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسپر اعتراضی پہلو اختیار کیا ۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذاہب مین بے تعصب نہ تھے ۔
شیر خان مصنف مرآۃ الخیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ لئے ہین ۔

این چمن زار ہر کہ مرآۃ الخیالش خواندہ ام		دار داز حسن معانی یک جہان حسن کمال
صورت تاریخ انجامش توان پروردید		گر تأمل پردہ بر داروز مرآۃ الخیال ۱۱ ۰ ۲

مرآۃ الخیال کے عدد ۱۳۱۳ ہین جس مین سے پردہ کے اعداد ۲۱۱ منہا ہون تو سنہ مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوتا ہے ۔

جناب مولوی فائق صاحب انشاے فائق ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے چارسو عدد شمار کئے ہین ۔

این نسخہ کہ گوہرِ قبول ست — تاریخ خزینۃ الاصول ست
(۱۲۲۵)

انہین بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّرکے عدد ۴۰۰ لئے ہین۔

فائق دوگانہ کرد بمحرابِ او ادا — تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ
(۱۲۰۲)

ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نوراللہ مرقدہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوے ہین۔

سال نقلِ معینِ دین زفلک — زبدۃ الصالحین بگفت ملک
(۶۳۳)

مولانا عبدالباسط امیٹھوی ایک فاضل اجل گزرے ہین جو فن جمل مین اکمل تھے صاحب ملخص تسلیم نے ان کے پایۂ فن جمل کا ذکر فرمایا ہے آپنے اپنے جد وجدّہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدّور کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوے ہین۔

گفت امر خدا شش با احباب — اسکن انت وزوجک الجنۃ
(۱۱۰۸ھ)

مولوی احمد حسین مرادآبادی نے جن کے پایۂ علم اور معلومات جمل کی تعریف صاحب ملخص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تاریخ العاقبۃ للمتقین سے نکالی ہے (۱۲۶۴) اور تاے مدّور کے ۴۰۰ عدد لئے ہین۔

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز مغفور دہلوی نے بحق ملٰئکۃ المقربین و عباد اللہ الصالحین برحمتک یاارحم الراحمین سے بشمار اعداد منقوطہ سنہ۱۳۰۸ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملائکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین

میر مہدی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام الجمل کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ میں تاے مدوّرکے چار سو عدد محسوب کیے ہیں۔

شد چو آغاز طرح این مسجد		صورت کعبہ شد بدل منقوش
سال تاریخ ابتداے بنا		نہ ۂ قبلۃ بگفت سروش ۱۲۴۲

صاحب تخلص تسلیم فرماتے ہین کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان میں طبع ہوئی ہے۔

با فرگیلان متاخرین میں فن جمل کے امام مانے گئے ہین آپ نے جلوس عالم گیر کے بیان میں مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس مین تاے مدورہ کے عدد چار سو محسوب فرماے ہین۔ الحمد للہ الرحمن المھیمن الباقی المقصود ۱۰۶۸ والصلوۃ علی النبی الکامل الہادی المحمود ۱۰۶۸ھ۔

منتخب التواریخ مصنفۂ مولانا عبدالقادر بدایونی اکبرشاہی مین امراے اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوے ہین۔

لقد تاب شیخی عن المحوبتہ		فتاریخہ صادق التوبۃ

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعرا مین اپنی والدہ کی رحلت کا تاریخی مادہ فی جنتہ عالیۃ سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا ہے اسمین بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

اور اسی تذکرہ مین ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخرجہ کے ساتھ دخل الجنۃ بلا حساب لکھی ہے یعنی دخل الجنۃ کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۱۷) عدد خارج کئے گئے ہیں جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) حاصل ہوا ہے۔ اس تاریخ میں بھی تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہیں۔

افضل العلماء قاضی ارتضا علی خان سرخوش مغفور گوپاموئی نے ابوطیب خان والا کی رحلت کی تاریخ العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ھ سے حاصل کی ہے اس میں بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شمار ہوئے ہیں۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ لانّ الصلوٰۃ معراج المؤمنین لکھی ہے جس سے اعداد ۱۱۷۹ ہجری حاصل ہوتے ہیں اس میں تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ لئے گئے ہیں۔

دلّی میں قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد وقت کی کندہ ہے اُس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمّد حبیب اللہ انا مدینۃ العلم وعلیؓ بابہا اس سے ۱۱۶۵ھ حاصل ہوتا ہے اور تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہیں۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدّس سرہ العزیز میں مات وہو فی الحالۃ سے ۱۰۱۸ھ حاصل فرمایا ہے جس میں تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شریک ہیں۔

شیخ امین بن حسن الحلوانی المدنی نے بھی ایک تاریخی قطعہ میں تاے مدوّرہ کے چارسو عدد محسوب فرمائے ہیں۔

اللہ اکبر ہٰذا تاریخہا	نہل الحمیّا نشوۃ السکران ۱۲۹۳

شیخ کمال خجندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے

جوا ہمزہ جمل سے گزرے ہین جس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوتے ہین		
تاریخ وفات شیخ کامل		پیداست ز رحمتہ من اللہ ۸۰۴

صاحب تحفہ تسلیم فرماتے ہین کہ ہاے نقطہ دار کو مین نے اپنی تمام عمر مین نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ۔ صنعتہ الاہمال اور صنعتہ الاعجام سے کام لین تو فرمایئے کہ تاے مدوّرہ کو جسپر دو نقطے بطور علامت تا موجود ہین منقوطہ مین محسوب کرنا چاہیئے یا مہملہ مین ۔ اسی سوال کا جواب بحث لاحقہ کا قول فیصل ہوگا ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ کیا آپ نے نہین دیکھا کہ اہل اصطلاح نے تاے مدوّرہ کے نقطون کو اڑا کر صنعت اہمال مین اس کو (ھے) مانا ہے جہان دست تصرف دراز ہے وہان کونسی بات مشکل ہے ۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تاے مدوّرہ فارسی رسم الخط مین تاے دراز سے بدل گئی ہے ۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہین جیسے حکمۃ فارسی مین حکمت لکھا جاتا ہے ۔ اور دولۃ فارسی مین دولت ۔ اس خاص باب مین مذاہب کا کوئی اختلاف نہین ہے ۔

ہم کہتے ہین کہ فارسیون نے حقۃ کو بھی حقہ اور قطعۃ کو بھی قطعہ کر لیا ہے ایسی حالت مین فارسی رسم الخط کی رو سے تاے حقۃ و قطعۃ ہاے ہوز ہوگئی ہے جس کے عدد فارسی مین پانچ محسوب ہون گے ۔

آخر پر ہم کہتے ہین کہ متقدمین کی راے تو کل مذاہب کے لئے حجت ہوسکتی ہے اس لئے کہ اونہون نے محض بےنفسی کے ساتھ اصل حقیقت کا اظہار کر دیا ہے اور لکھدیا ہے کہ اسپر عمل کرو یا او سپر دونون درست ہین

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب دوم پر اصرار ہے لازم تہا کہ
کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک نظیر استعمال پیش کرتے در حالیکہ
استعمالی سند ایک بہی نہین پیش ہوئی ۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف
اعتراض کر دینا تو اون کے لیئے کافی نہین ہے اس لیئے کہ وہ علانیہ مذہب
اول کا پیرو ہے ۔ اور پیروان مذہب دوم کا یہہ اعتراض اون تمام تاریخون پر بہی
ہوسکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند مین ہدیۂ ناظرین کر چکے ہین جنمین
متقدمین اور متاخرین دونون کا کلام شریک ہے ۔ تے کے عدد نے گویا شیعہ
وسنی کا جہگڑا قائم کر دیا ہے ۔ صاحب ملخص تسلیم باوجود فہمیدہ ہونیکے
جامہ سے باہر ہین اور خود مذہب اول کے پیرو بن کر پیروان مذہب دوم پر
خوب ہی سب وشتم کرتے ہین ہماری راے مین یہ طرز خوشنما نہین ہے معقول
بحثین ہمارے سامنے ہین بے تعصب ائمہ جمل کی آرا موجود ۔ استعمال
متقدمین و متاخرین کی سندین حاضر ۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام
چیزون کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہین اختیار کرین آزاد بلگرامی کے
مذہب اصرار اور تسلیم سہسوانی کی بہرمار دونون پر ہمارا اعتراض ہے ۔

آغا سید علی شوستری نے لطیفہ کیا ۔ فرمانے لگے کہ تاے مدوّر فساد سے برپا
کردہ است چاریاریان بر عدد چار صد اصرار کنند و آزاد بلگرامی نظر بر پنجتن
دارد کہ عددش را پنج مے شمارد اما انصاف بالاے طاعت ست از شش و پنج
یا ہفت ہشت کار نباید گرفت چون بامعان نظر دلائل فریقین را می سنجم چار و
ناچار برینم کہ مذہب سوم خیر الامور اوسطہا ست ۔ کہ از استادان فن با قر گیلانی ہم پیرو

آن ست وحق بجانب اوست ۔ واگر از سوم قطع نظر کرده درمیان اول و دوم ترجیح جوئیم گوئیم که مرتبه اول بر دوم فائق ست که مدوّر ما فی البحث تای مربوطه ومنقوطست نه ها من الله التوفیق وبیده ازمة التحقیق ۔

آپ ہی نے سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین مناظرۂ معنی وزکی پر حسب ذیل راے لکھی تھی ۔ اطبق العلماء کافة علی ان التاء علامة التانیث لا الہاء کابن ہشام وابن الحاجب وابن مالک وابن الناظم وابن الانباری وابن الجماعہ والبہائی ثم التا اربع مائة ان ہی ہی ۔ وخمسة ان ہی الہاء وماشرح المعنی لاثبات ذلک معنیٰ ثابت ویثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت یعنی اتفاق کیا تمام علماء نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ ھے جیسے ابن ہشام اور ابن حاجب اور ابن مالک اور ابن ناظم اور ابن الانباری اور ابن جماعہ اور بہائی ۔ پس تے کے عدد چار سو ہین اگر وہ تے ہے ۔ اور پانچ ہین اگر وہ ھے ہے ۔ اور وہ جو شرح کی اسکی معنی نے اس امر کے اثبات کے واسطے وہ امر واقعی ہے اور ثابت رکھتا ہے اللہ تعالے مؤمنون کو سچے قول پر ۔

ا ز ث تا ق

ان حروف کے اعداد جمل مین کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہین ہے جس کو قواعد کے ذیل مین بیان کرنے کی ضرورت ہو ۔ اور نہ رسم الخط کے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے ۔

عربی ۔ فارسی ۔ اور اردو زبان مین حرف کاف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ مین واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف ماقبل یا بعد سے ملا ہوتا ہے تو اوس کے اعداد مین کوئی بحث نہین ہوتی جیسے ۔

(عربی مین)	کلاب	مکرّم	علیک
(فارسی مین)	کوفتہ	چاکش	کلک
(اردو مین)	کترنا	رکابی	جھلک

لیکن فارسی مین جب کاف الفاظ ماقبل و ما بعد سے جداگانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے ساتھ ہاے مختفی لکھتے ہین جیسے (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ مین بھی اس کے ساتھ ہاے مختفی لکھی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو مین بھی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹھہر جائے) یا (جبکہ) اہل جمل نے بلحاظ کتابت ایسے کاف کے ساتھ (ہے) کے پانچ عدد بھی محسوب کئے ہین ۔ صاحب ملخص تسلیم کا بھی یہی مذہب ہے ۔ خواجہ حسین ہروی کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو متضمن جلوس اکبر شاہی ہے جو ۹۶۳ھ مین واقع ہوا ۔ لائق شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے تاریخ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۷۷)

شاد شد دلہا کہ باز از آسمان عدل داد	باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار
۹۶۳	۹۷۷
للہ الحمد انیلے جاہ و جلال شہریار	گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳	۹۷۷

مہر بگوید کہ بیفزید کہ آن مہ پارہ را	گر نبے پے زیب وجمال دہر سازم آشکار
۹۶۳	۹۷۷

(افادہ) لفظ پے کے عدد حالت اضافت مین بھی ۱۲ المحسوب ہوتے ہین بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہین اور یا پر ہمزہ لکھکر بشکل (پۓ) لکھتے ہین از روے رسم الخط پے مین صرف ایک یا ہے اور حالت اضافت مین یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے ۔

حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد مین اختلاف ہے ۔ آپ نے مناظرہ معنی مین لکھا ہے کہ مرزا طہماسب قلی ترکی تخلص در سنہ ۱۰۴۳ ہجری قصیدہ مایکی نوشتہ و در صلہ آن از عطیات شاہ جہان خلعت خاص جواہر با اسپ و فیل و لک روپیہ نقد سرفرازی یافت و ہمہ شعرا بر ندرت و قدرت استادیش معترف و از تتبع آن عاجز آمدند ۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزدہم بست و پنج گرفت ۔ و در شعر سوم و پنجم و ہفتم بست بشمار آوردہ و ہو ہذا ۔

دریں دولت کہ یارب جاودان باد از وجود او	قرین شد لم گل گل ز لطف داور سبحان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
ز ہر شاہا نکو آئین کہ ماندہ پر اقبالش	یمین عہد را باز و لیسار جود را سامان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
نوید جشن شہزادہ ز وصل آمد بحمد اللہ	قرین فرکہ ایزد یاد عہد حاجب دوران
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری

طرفہ عجب است کہ در یک قصیدہ یک نام و دو ہوا را پسند کرد پس درین ہم دو مذہب است ۔ فریقے در کاف نستعلیق عدد ہا ہرگز نہ گیرد باین دلیل کہ

اوا از حروف مفرد ست و مرکبہ بیست و دال برسماے خود ست و تشکلی ست از اشکال اربعۂ مخترعۂ خوشنویسان و عددش بست ست پس بست و پنج گرفتن خطا ست چنانکہ مرزا عبدالقادر بیدل درابیات نہ گانہ تہنیت کدخدائی عنایت اللہ خان پسر خورد نواب شکر اللہ خان کہ ہر مصرعش مادۂ تاریخ ۱۱۰۱ دارد در شعرے کاف را بست عدد گرفتہ و ہو ہذا ۔

وقت ست کہ از نواے دلہا		سایۂ دوران رسد بارشاد
۱۱۰۱ ہجری		۱۱۰۱ ہجری

و سر آمد متاخرین یگانۂ زمن غلام مصطفٰے سخن در قصیدۂ تاریخی جمل یک بیتی کہ ہر مصرع آن حامل تاریخ ست در یازدہ شعر کاف را بعد و بست آوردہ (انتہی کلامہ) ہم یہ عرض کرتے ہین کہ کاف کے اعداد مین بے شک دو مذہب ہین خواجہ حسین ہروی کے جس قصیدہ کے تین شعر کی نقل ہمنے کی ہے اُسی قصیدہ مین خود آپ نے ایک شعر ذیل مین کاف کے عدد ۲۰ لئے ہین ۔

کس نیارد ہدیۂ زین بہ اگر دار کسی		ہر کہ دارد گو بیا چیز یکہ داری گو بیار
۹۶۳		۹۷۷

لیکن ہم اس اختلاف کو آیندہ کے لئے باقی رکہنا مناسب نہین خیال کرتے اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہین کہ کاف کے متعلق ہم اپنی واجب التعظیم استاد کی راے کے ساتہ متفق نہین ہین اس لئے کہ قانون زبان فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتہ ملاکر نہین لکہا جاتا بلکہ جدا لکہا جاتا ہے بوضاحت لکہدیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے ہاے مختفی اسکے ساتہ

شریک ہے پس اگر ہم چند خطوں کے لئے کاف کے اشکال مختلفہ سے اُس کی اِس
صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دیں تو اس کو جدا لکھنے کی حالت میں اظہار حرکت
صرف اضافت کے ساتھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف
ہیں۔ صاحب تحقیق القوانین فرماتے ہیں کہ کاف تازی با ہاے بیان کسرہ
بر چہار دہ نوع آمد (۱) کاف بیان (۲) کاف تعلیل (۳) کاف تشبیہہ
(۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف عطف (۷) کاف مقولہ۔
(۸) کاف مفاجات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف بمعنی کسے
(۱۲) کاف بمعنی بلکہ (۱۳) کاف بمعنی ہم (۱۴) کاف بمعنی از۔ کسی قانون فارسی نے
کسی کاف کی نسبت یہ نہیں کہا ہے کہ وہ لفظاً جدا بھی واقع ہو اور بدون ہاے مختفی لکھا
جائے۔ پس ایسی حالت میں ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہیں اقسام
مذکورہ میں سے کسی ایک قسم میں شریک ہونے سے گریز نہیں ہے باوجود وجود وا
۲۰ نہیں محسوب کر سکتے۔ جن مورخین نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہو
اوس کو ہم تسامح کہیں گے۔ کسی کا تسامح یا غلطی خلاف ورزی کلیۂ عام کے لئے
سند نہیں ہو سکتی۔ شاہی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اِس
انعام کو فن جمل کی استادی کا سارٹیفکٹ نہیں قرار دے سکتے۔ چون طہماسپ قلی
ترکی راتر کی تمام شد تا بہ عبد القادر بیدل چہ رسد و کلام غلام مصطفٰے اسحٰق را کہ
می پرسد کلہم متساوون فی التسامح دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑے پایہ کے
شخص سے غلطی ہوتی ہے تو اوس کے پیرو اوس غلطی سے سند لیتے ہیں۔ اور
سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہیں دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط مین ال ل ہ چار حرف ہین۔ اس کا اصل لفظ الالہ تہا۔ قاعدہ عربی کے لحاظ سے تعلیل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی اور ہمزہ کو گرا دیا اَلِلہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوے اول کو ساکن کرکے دوسرے مین ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تعلیل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدد کے ساتہ مثل الہ کے ہونی تہی لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دونون لام کو کتابت مین قائم رکہا بنا بر علیہ اہل جمل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس مین تشدید کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہین ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑہایا جاتا ہے تو لله مین بعوض لام زائد شدہ کے بڑہانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کردیا جاتا ہے اور یہی رسم الخط فرقانی ہے لہذا اہل جمل نے لله کے اعداد ۶۵ مانے ہین۔ قیاس اس کا متقاضی تہا کہ جب اللہ کو عدد ۶۶ مانے گئے تہے تو لله کے اعداد ۹۵ ہون لیکن یہ قیاس اُس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی مین لله کی کتابت ۳ لام کے ساتہ لللہ ہوتی۔ حساب جمل تابع رسم الخط ہے اور بس۔

اردو رسم الخط مین لله کا رسم الخط عربی کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتہ للله لکہا جاتا ہے لیکن اعداد مین وہی ۶۵ محسوب ہوتے ہین چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ مین ایسا ہی عمل ہوا ہے ـــ

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی طبعزاد استادی قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ

جا کے دہلی میں جو تم واہ میاں ساجد بیگ	بیاہ لائے ہو وہیں گھر کی ہوئی آبادی
تو سنو قدر سے یوں مصرع تاریخ نکاح	للدالحمد مبارک تمہیں ساجد شادی
	۱۲۹۹ھ

ہمارا یہ خیال ہے کہ کم سواد خطّاطوں نے چھاپہ کی کتابوں میں اس کے رسم الخط کو بگاڑا ہے اون کا دست تصرّف اس قدر دراز ہے کہ فرہنگ آصفیہ میں لفظ للہ کو تو جلی قلم سے مطابق رسم الخط فرقانی لکھا ہے اور اوس کے بیان ذیل میں ایک جگہ پر خوشنویس نے اپنا کام بھی پورا کیا ہے۔

بعض اہل ہند کا یہ خیال ہے کہ عدد کا رسم الخط اردو میں ۳ لام کے ساتھ (للدد) ہے یعنی گویا وہ اون خطّاطوں کے طرفدار ہیں جنہوں نے ہر طرف اپنا دام پھیلا رکھا ہے ہم جب رسم الخط فرقانی سے مقابلہ کرکے دکھلاتے ہیں اور فرہنگ آصفیہ کو پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ دونوں طرح جائز ہے۔ اگر ہم چند لحظ کے لئے اس کو تسلیم بھی کر لیں تو قدر بلگرامی کی تاریخ متذکرہ عنوان سے اس کا فیصلہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اس بحث کا اثر اعداد پر کچھ نہ پڑنا چاہیے۔ یعنی للہ کے عدد ۶۵ محسوب ہوں۔

م و ن

بعض الفاظ کی املا میں نون لکھا جاتا ہے اور میم پڑھا جاتا ہے جیسے انبیاء الله یا فارسی میں لفظ انبہ جس کو نون کے ساتھ لکھتے ہیں اور اس نون کو میم پڑھتے ہیں بدین وجہ کہ جمل کا قاعدۂ عام کتابت پر مبنی ہے لہٰذا تلفظ کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور اس قسم کے الفاظ میں نون ہی کے عدد محسوب ہوتے ہیں۔

نون ۳ شکل پر لکھا جاتا ہے (۱) الف کے ساتھ جیسے نا (۲) دوسرا ہاے مختفی کے ساتھ جیسے نہ (۳) تیسرا یا کے ساتھ جیسے نے ۔

ہمکو نا اور نے سے کچھ بحث نہین ہے اس لئے کہ دونون کا رسم الخط معین ہے اور بلحاظ رسم الخط نا کے عدد ۵۱ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نے کے عدد ۶۰ محسوب ہون گے ۔ فارسیون نے کہا ہے کہ نون نفی افعال پر بغیر فصل بھی آتا ہے اور فصل کے ساتھ بھی ۔ جیسے قول سعدی ہرکہ با بدان نشیند نیکی نہ بیند اس مقام پر بیند کے ساتھ نون ملا کر لکھنا جائز نہ ہوگا اسی طرح کلام حافظ میں (ــہ) گفتگو آئین درویشی نبود ؛ ورنہ با تو ماجراہا داشتم ؛ (نبود) مین نون کو لفظ (بود) کے ساتھ ملا کر لکھنا بھی جائز ہے اور جدا بھی جیسے نہ بود الغرض افعال مین تو کہین ایسا رسم الخط ہے اور کہین ویسا لیکن اسما مین بدون فصل لکھنا جائز ہی نہین ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتھ لکھا جاوے گا جیسے نہ آن ۔ نہ این ۔ نہ برد ۔ نہ برین ۔ نہ ترا ۔ نہ جوان ست و نہ پیر ۔ نہ تو و نہ من ۔ نہ چندان ۔ پس رسم الخط نے جن مقامات مین نون نفی کو ہاے مختفی کے ساتھ اور فعل و اسم سے جدا لکھنے کا حکم دیا ہے وہان حرف نون کے ساتھ (ہ) کے عدد بھی محسوب ہون گے ۔ اور افعال مین جہان وصل یا فصل جائز ہے وہان مادہ تاریخ مین فصل سے احتراز اولے ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہیئے ۔ مثلاً نگفت اور نہ گفت دونون جائز ہین تو مادہ تاریخ مین نگفت لکھنا چاہیئے اور نہ گفت سے احتراز اسلئے کہ اگر مورخ نے بلحاظ جواز نون کو الگ لکھ کر اس کے ساتھ ہاے مختفی کا

عدد لیا تو طرز کتابت کی صراحت مادّہ کے ساتھ لازم ہوگی ورنہ مادّہ کی صحت نقل نویسوں کے قبضۂ قدرت میں آجانے گی یہی وجہ ہے کہ محتاط اہل جمل نے حکم فرمایا ہے کہ ایسے نون کو جس کا وصل وفصل جائز ہے وصل ہی کے ساتھ لکھا کرو اور مادہ میں صرف نون کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کر بیان میں ہدایت ہوئی ہے ۔

و

ہم کو واو کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں ہے ۔ طریقۂ رسم الخط میں جو واو شامل ہے اور پڑھنے میں متروک اس کے عدد قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب ہوں گے مثلاً لفظ (اولٰئک) اور (اُولی الامر) کا واو یا لفظ (عمرو) کا واو اگرچہ پڑھا نہ جاسے لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا ۔

اسی طرح زبان فارسی میں لفظ خواب و خویش کا واو اگرچہ نہیں پڑھا جاتا لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوتا ہے ۔

اسی طرح لفظ (داؤد) میں اگرچہ قرائت میں دو واو پڑھے جاتے ہیں لیکن چونکہ کتابت میں صرف ایک واو لکھا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد محسوب ہوں گے ۔

ہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ زبان فارسی میں ہائے مختفی کا عدد حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ و کہ وغیرہ ۔

محققین جمل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی میں مستعمل ہیں

جنمین عربی کی تاے مدوّر فارسی مین (ﮩ) ہوگئی ہے جیسے عابدۃ سے عابدہ اور دولۃ سے دولہ اور جمیلۃ سے جمیلہ۔ اس کے عدد فارسی مین پانچ ہی محسوب ہون گے۔

جو ہاے مختفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہا اور خامہ سے خامہا اور نامہ سے نامہا اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ جدا لکھہ کر (ﮩ) محسوب کرنا جائز نہین ہے۔ صاحب بحض التسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہم حصۂ گزشتہ مین بھی اس کا ذکر کر آئے ہین کہ ہمزہ نہ داخل حروف ہے اور نہ اس کے عدد محسوب ہوتے ہین۔ اور جو الف عربون اور فارسیون کے پاس ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اوس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسے لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان مین ہم اوس ہمزہ کے قواعد بھی عرض کرتے ہین جو داخل حروف نہین سمجھا جاتا اور کتابت مین سر عین کی شکل مین لکھدیا جاتا ہے۔

صاحب سبحۃ المرجان فرماتے ہین کہ الهمزۃ ان کانت علی صورۃ الالف تعد الفاً کسأل و ما احسن ما قیل (ﮩ) قلبی علی قدک المشوق بالهیف طیر علی الغصن او همزۃ علی الالف ☆ وان کانت علی صورۃ الواو تعد واواً کسؤل او الیاء تعد یاءً کسئل والهمزۃ التی تجئی بعد الالف لا تعد کصحرا لانها لیست لها بعد الالف صورۃ من صور حروف الهجاء و انما تکتب

علامتہا علی صورۃ نملیۃ (انتہی) یعنی اگر ہمزہ آوے بصورت الف کی شکل مین تو الف شمار ہوگا جیسا لفظ سأل۔ کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعر) میرا قلب تیری دراز قد پر بسبب افسوس و غم کے ایک پرندہ ہے شاخ پر یا ہمزہ الف پر۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت واو مین تو شمار کیا جاویگا واؤ جیسا سؤل۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت یا مین تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے سئل۔
اور جو ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صحراء یہ اس لئے کہ اس کے لئے الف کے بعد کوئی صورت۔ اشکال حروف تہجی سے نہین ہے اور جزاین نیست کہ لکھی جاتی ہے اس کی علامت چیونٹی کی شکل پر۔
حقیقت یہ ہے کہ لفظ سأل یا سؤل یا سئل مین الف اور واو اور یا پر ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے اظہار کے لئے بنائی جاتی ہے کہ قاری اس حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قرائت مین اس کا اظہار کرے۔
لفظ جزئک مین چون کہ ہمزہ کو بشکل یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ کے عدد بشمول یا ۵۰ محسوب ہون گے۔ یہی عمل اولئک مین ہوگا یعنی لفظ اولئک کے عدد ۶۷ شمار کیے جاوین گے۔
فارسی مین لفظ گدائی اور اردو مین۔ برائی۔ بھلائی کی نسبت یہی حکم ہے یعنی دو یا محسوب ہوتے ہین۔ یہی کیفیت خائیدن۔ زائیدن۔ کی ہے۔ فارسی رسم الخط مین ایسے ہمزہ کے عوض دو نون یا کو نقطے دیتے ہین۔ حسین ہروی نے لفظ (پے) کے ۱۲ عدد محسوب فرمائے ہین اس لئے کہ (پے) مین صرف ایک یا ہے۔

گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار ۹۷۷		سه الحمد از پے جاہ و جلال شہریار ۹۶۳

آقا طہماسب نے شہزادہ دارا شکوہ کی تاریخ کدخدائی مین یائل مین یا محسوب کی ہے

حسود بدگوے اوپر نحوست مائل طالع	مرید کلک او باد اسعادت از بن و دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳

تاریخ جلوس شاہ اسمعیل از ملا محتشم کاشی جسمین لفظ تمیز مین دو یا محسوب ہین

می کرد چو سکہ حق صاحب تنزیل	نقدے کہ عیار بودش از اصل خلیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ
سکہ چو رسانید بتمیز ملوک	فرق کہ و مہ داد و بشاہ اسمعیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ

(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ مین کاف کر ۲۵ عدد محسوب ہوئے ہین۔ اور یہ بھی بحث ماضیہ کی سند ہے۔

لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعداد مین مورخین ہند نے دو طرح عمل کیا ہے بعض تو اس کے رسم الخط مین دو یا کو تسلیم کرکے ۳۱ عدد محسوب فرمائے ہین اور بعض کہتے ہین کہ صرف ۲۱ عدد محسوب ہونے چاہئین اس لئے کہ اس کا مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق (ہوا) اور اسی کا مؤنث (ہوئی) اور جمع مذکر (ہوئے) پس نہ دو یا لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار کرنے کی حاجت۔

ایک تیسرا گروہ لفظ (ہوئی) مین مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ (ہوئے) مین مذہب دوم کا پیرو ہے۔

اور یہ سارا جھگڑا اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونون

الفاظ کے حلیہ کا تصفیہ نہین کیا ۔

اہل زبان سے موجودہ افراد کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور اون کا قلم مذہب اول کا پیرو ہے یعنی مطبوعہ رسائل مین ان الفاظ کی اکثر کتابت دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کبھی اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ بصراحت فرماتے ہین کہ یہ الفاظ ۔ ہ ۔ و ۔ ی ۔ سے مرکّب ہین ۔

یہ اختلاف صرف (ہوئی) یا (ہوئے) ہی مین نہین ہے بلکہ اس کے مماثل الفاظ (موئی) (موئے) ۔ (چہوئی) (چہوئے) وغیرہ مین بہی ۔

مولانا مولوی سید احمد دہلوی مصنف فرہنگ آصفیہ نے لفظ (ہوئی) کا حلیہ دو یا کے ساتھ لکہا ہے اور لفظ (ہوئے) مین یائے مجہول لکہہ کر اسپر ہمزہ دیا ہے ۔ اور (چہوئی) (موئی) اور (موئے) کی کتابت مین بہی دو یا سے کام لیا ہے ۔ نیز آپ نے لفظ (مونا) پر لکہا ہے کہ یہ مرنے کا مرادف ہے اور (موآ) پر جس کے آخر مین الف ممدودہ ہے تحریر فرمایا ہے کہ یہ (مونا) کا ماضی مطلق ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ (مونا) تو مصدر ہے اور (موآ) جو عرف عام مین (مُوا) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (موئی) اسی کا مؤنث اور (موئے) اسی کا جمع مذکر ۔

حضرت جلیل جو امیر مینائی مغفور کے شاگرد رشید ہین فرماتے ہین کہ (موآ) (مونا) کا ماضی ہم نے سنا ہی نہین اور نہ (مونا) مرنے کے معنون مین مستعمل ہے بلکہ (مُوا) ماضی مطلق ہے (مرنا) کا ۔ اور (مُوا) سے (موئی) (موے) صرف ایک یا کے ساتھ ہین ۔

ہمارے استاد جمل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزمانہ قیام حیدرآباد ہم سے فرمایا تہا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوآ) بالف ممدودہ ہے جس کو محاورۂ عام مین (ہوا) کہنے لگے۔ اسی طرح (چہونا) کا ماضی مطلق (چہوآ) تہا جس کو ہم فی زماننا (چہوا) کہتے ہین۔ پس (ہوآ) اور (چہوآ) کا مؤنث (ہوائی) اور (چہوائی) ہے جس کو رسم الخط نے (ہوئی) اور (چہوئی) کی شکل پر رواج دیا ہے۔

حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابت زمانۂ حال سے ہوتی ہے جو عموماً دو یا کے ساتہ پائی جاتی ہے اور (ہوآ) اور (چہوآ) کی تائید صاحب فرہنگ آصفیہ سے ہوتی ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوآ) فرمایا ہے۔ الغرض ہماری تحقیق مین زبان کے مقابلہ مین کتابتِ زبان کا پلّہ بہاری ہے اور اصول جمل کے لحاظ سے کتابت معتبر ہے نہ قرائت۔ پس ہم (ہوئی) اور (ہوئے) کی کتابت مین ناگزیر دو یا کو تسلیم کرتے ہین اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونون کے اعداد ۳۱ مانتے ہین۔

استادی داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تہا آپنے فرمایا کہ دونون جائز ہین خواہ ان الفاظ کو ایک یا سے لکہو یا دو یا سے پہر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دو یا سے دیکہا ہے اور (ہوئے) کی کتابت دونون طرح پر۔ پہر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ مین لفظ (ہوے) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہین لیکن آیندہ تاریخون مین دو یا کے پابند رہین گے ــ وہو ہذا

معتمد صاحب ہوے سے زیبا خطاب ۱۳۰۸		داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی

ہمارے استاد جمل قدر بلگرامی نے ہم سے کہا کہ کیننگ کالج کی تاریخ مین ہم نے شعر ذیل مین لفظ (ہوئے) کا استعمال دو یا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳۱ محسوب کئے ہین ۔

ہوئے ہیں عمارت نے یکدل کر تعمیر خوش اپنا		دل افزا ہے صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین
۱۸۷۸ع		۱۸۷۸ع

فرمایا کہ بعض احباب نے ہمپر اعتراض کیا اور کہا کہ ہوئے کے عدد ۲۱ محسوب ہونے چاہئیں نہ ۳۱ تو ہم نے اون کو یہ کہکر ساکت کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہے تو (ہوش) مین ایک یا بڑہا دیجیئے چھٹی ہوئی ۔ پھر یہ فرمایا کہ بعض تاریخین ہماری ایسی بھی ہین جن مین لفظ (ہوے) کے اعداد ۲۱ محسوب ہوے ہین جیسے کہ

نہان جو آشکارا قدر لکھ یہ مصراع تاریخی		ہوے کامل یہ علم آگاہ بار اسی چھتر مین ۱۲۷۶ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول جمل کے لحاظ سے دو عملی ناخوشنما ہے یکسوئی ہونی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ بے شک ۔ لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد تابع رسم الخط ہون گے ۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ کاتبین تو عموماً (ہوئی) کو دو یا کے ساتھ لکھتے ہین اور ہمارے قلم سے بھی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے ۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف پر اب تک کسی نے روشنی نہین ڈالی ۔ بہر حال تمہارے لئے مین یہی صلاح دونگا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول جمل کا ۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونون الفاظ مین دو یا کے پابند رہے اور ۳۱ عدد

محسوب کرنے لگے - اور آج تقریباً بائیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق مین اب تک اسی کا پلہ بھاری ہے - مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرہنگ آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی - موئی - چھوئی - ہوئے - موئے - چھوئے) مین دو یا کا وجود پاتے ہین اور ۱۳ عدد محسوب کرنے پر مجبور ہین - یعنی ہم مذہب اول کے پیرو ہین -

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور اون کے طرز عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہین کرتے اس لئے کہ انہون نے ماضی مطلق (ہوا - موا - چھوا) پر ہوی - موی - چھوی - کی بنیاد قائم کر لی ہے لیکن ہم اس قدر ضرور عرض کرین گے کہ اون کو اس کا پابند رہنا چاہیئے کہ کتابت بھی ایک ہی یا کے ساتھ کرین اور یا پر ہمزہ نہ دین -

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہین کہ انکو یکسوئی اختیار کرنا چاہیئے - (ہوئی) مین مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوے) مین مذہب دوم کو ماننا - یک بام و دو ہوا کا مصداق ہے واقعات متذکرہ بالا کے پڑہنے کے بعد یا تو وہ اصلیت او حقیقت لفظ کو تسلیم کر کے تابع رسم الخط جاریہ رہین یا زبان دانان حال کی زبان کے بھروسہ پر رسم الخط کی تبدیل و مذہب دوم کی پیروی فرمائین -

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہمکو ملی ہے جس مین لفظ ہوئی کا استعمال مادۂ تاریخ مین ہوا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہر کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے

تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بھوپال

عمر خضر نصیب میرے دستگیر کو	چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا	اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو
۳۲	۱۲ ۷۸ = ۱۳۱۰

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود نہین ہے تو ہم قلمی اور مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہین جو لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ اور دلی اور مضافات دلی سے شائع ہوئے ہین ۔ ان رسائل مین لفظ ہوئی اور ہوئے کا رسم الخط دو یا کے ساتھ موجود ہے ۔ اس کے مخالف بعض خطّاطون کو جب یہ سند رسم الخط ناگوار گزری اور اون کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے شانے کی جانب رجوع ہوئی تو اونہون نے اس قدر تعصب سے کام لیا کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بھی ایک یا پر قناعت کی ۔ حضرت امیر کا مشہور لغت آپ کی زندگی مین کامل نگرانی کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس مین صحت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے ۔ اس لغت مین جہان کہین الفاظ بنائی ۔ آئی ۔ کوئی ۔ ہوئی ۔ للچائی ۔ وغیرہ مستعمل ہین اونمین بھی ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت وزن شعر کے لیئے اسی ایک یا پر ہمزہ رکھدیا گیا ہے ۔ محاورہ (آنکھہ للچائی ہوئی پڑنا) کو (آنکھہ للچائی ہوئی پڑنا) لکھکر جرأت کا یہ شعر سند مین پیش ہوا ہے ؎ ہی غضب اپنی طبیعت اوسپہ سے آئی ہوئی ٭ جسپہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ للچائی ہوئی ٭ ہم نے اس ایک شعر کو صرف بطور نظیر طرز کتابت و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت اسی قسم کے نظائر سے بھرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیکھین

جرأت کو ملاحظہ فرماوین جو اون کی زندگی مین طبع ہوا ہے جسمین للچائی اور ہوئی دونون کے رسم الخط مین دویا ہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابون مین اصلاح زبان کے ساتہ اصلاح رسم الخط کا حکم رکہتا ہو اور معاصرین اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہون اور صحیح مانتے ہون تو ہماری راے مین اون کو ایک یا کے عدد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد جمل کے لحاظ سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بہی دستکش ہونا چاہیئے اس لئے کہ اگر ہمزہ اہل کتابت رہے گا تو وہ بزبان حال پکار اٹہے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے ساتہ لکہو۔

استادان زبان کے اکثر اون دواوین کی سیر ہمنے کی ہے جو ان کی زندگی ہی مین چہپ چکے ہین اور بعض کا چہاپہ انہین کی خاص نگرانی سے ہوا کل ایسے دواوین مین۔ بینائی۔ ہوئی۔ آئی۔ کوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مین دو یا کی کتابت ہمزہ کے ساتہ موجود ہے۔ بعض معاصرین فرماتے ہین کہ پرانی اردو کا رسم الخط ایسا ہی تہا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی اور زمانۂ حال کی زبان مین بہت سے تغیرات ہو چکے ہین تو اب رسم الخط قدیم کو متروک خیال کرنا چاہیئے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جو حکم۔ بہت خوب۔ لیکن زبان اردو کے ساتہ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس مین اصلی حروف چہٹ ہو چکے ہین اور قواعد بدیہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی دلیل بہی ہونی چاہیئے (چاہیئے) کو ایک یا کے ساتہ (چاہے) لکہکر اوسپر ہمزہ دیدینے کا نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری راے مین اس اصلاح سے رسم الخط

کا خون ہوا ہے۔ جس شعر مین (کوئی) کو اظہار ہمزہ کے ساتہ پڑہنے کے بغیر بحر قائم نہین رہتی اوس مین ناگزیر ہمزہ کو قائم رکہنا اور مظہر ہمزہ کو ترک کر کے ایک یا سے کام لینا ہماری سمجہہ مین بالکل نہین آتا کہ کس بنیاد پر ہے۔ کم سے کم اگر انہین استادان مصلح کا کوئی رسالہ رسم الخط اس اصلاح کے لئے سند ہوتا تو ذمہ واری کا بار اون کے سر ہوتا۔ رسالۂ اصلاح رسم الخط قدیم ندارد اور ایسی فاش غلطی کے نشانۂ ملامت بننے کے لئے بے زبان کاتب راضی ہین۔ پہر اصلاح رسم الخط کا دعوے کرنا چہ معنی دارد۔

ہوئی اور ہوئے مین تو کہنے کے لئے یہ گنجایش ہر کہ ہوا سے ہوی اور ہوے بنا لیا گیا۔ مگر جب کہ (للچائی کا ماخذ (للچایا) ہے تو پہر اس کو ایک یا سے (للچای) لکہہ کر ہمزہ سے کام نکالنا اور مظہر ہمزہ کی ضرورت نہ ماننا کیسی انوکہی بات ہے۔

اب ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہین۔ افسوس ہے کہ نہ داغ مغفور ہین نہ امیر مرحوم اور نہ قدر و کامل اگر وہ ہوتے تو اس بحث کا تصفیہ انہین کے ہاتہون ہوتا۔ ہم شائقین فن جمل کی خدمت مین صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ وہ ضرورت جمل کے لئے اس طوفان کے دہوکے مین نہ آئین۔ جہان کہین انکو ایسے الفاظ مین یا پر وجود ہمزہ کا اطمینان ہو وہ اس کو بغرض اظہار ہمزہ دو یا سے لکہین۔ کبہی للچائی اور آئی اور کوئی اور اون کے مماثل الفاظ مین ایک یا سے کام نہ لین اور اصلاح جدیدۂ رسم الخط پر فاتحہ پڑہین۔ ہوئی اور ہوئے۔ چہوئی اور چہوئے اور موئی اور موئے کی نسبت اگر اون کو دلّی کے اہل لغت پر بہروسہ ہو اور ہماری رای کے ساتہ اتفاق تو ان الفاظ مین بہی دو یا داخل کتابت

رکھین اور دونون کے عدد محسوب فرمائین والا اون کو مذہب دوم کے اختیار کرنے مین آزادی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید رسائل کی کتابت کے بھروسہ پر الفاظ للچائی و آئی و کوئی سے متعلق نہ سمجھین وما علینا الا البلاغ

لکھنؤ کے نامی ناول نگار مولوی عبدالحلیم شرر سے قریب قریب کل ہندوستان واقف ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آجکل ناظم تعلیمات کے مددگار ہین۔ جب ہم نے اس بحث مین آپ سے استصواب کیا تو آپنے مہربانی آمود جواب سے ہمکو شکر گزار فرمایا جس کو ہم بجنسہ ذیل مین نقل کرتے ہین

(ہوا۔ ہوئی۔ ہوئے۔ کا تلفظ واو سے نہین ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔ اور املا مین ہمزہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی صورت مین لکھا جاتا ہے اس لئے بجاے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح ہے۔ اور تاریخ مین دو حرف یا محسوب ہونے چاہیین۔

ہماری راے مین حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور اس سے بھی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدما کے کلام بلاغت نظام سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلوی کا ایک قطعہ ہمکو یاد ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اس سے بھی رسم الخط ما فی البحث پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

رفتم بتماشاے کنار جوئے	دیدم بلب آب زن ہندوئے
گفتم کہ بہاے سر مویت چہ بود	آواز برآورد کہ دُر دُر موئے

یادگاران غالب مرحوم سے حضرت تابان دہلوی اور سائل دہلوی

بتقید حیات ہین حضرت تابان کا ایک مطلع ہے کہ (سـ ۵) وصل کی شب دو
سمٹتے ہین پہسے جاتے ہین ؤچہوئی سوئی ہین کہ چہوئے سے سرک جاتے ہین
حضرت سال فرماتے ہین۔ (سـ ۵)

مرنے کی ہیرے اسکو سنا کر خبر کوئی		اتنا بہی کہدے ابتو تسلی تری ہوئی
الفت مین اتنی چاہیئے خاطر کو تکسوئی		ہم جس کو چاہتے ہون تُو چاہے اوسی کوئی

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور پیروان مذہب دوم کی توفیق کے
لئے دعاے خیر۔

ہمزۂ بعد الف کی نسبت یہ امر فیصل شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہین ہے اُس کا کوئی عدد محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزۂ بعد واو کی نسبت ہے جیسے لفظ (ضوورہ) جس کے عدد بترک ہمزہ ۸۱۱ محسوب ہوتے ہین۔ اس لئے کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے۔ اسی طرح (وضوورہ) کے عدد بہی بترک ہمزہ ۸۱۷ لئے جاوینگے۔ یہی کیفیت جزؤ دفؤ کی ہے جس مین ہمزہ حساب جمل سے خارج رہتا ہے۔

ہمزۂ بعد الف کی نسبت بعض متاخرین نے ایک عدد محسوب کیا ہے جس کا ذکر صاحب سبحۃ المرجان نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ وجد بعضہم تاریخ وفاتہ (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) وہمزۃ علماء وہمزۃ انبیاء محسوبتان فی التاریخ (انتہی) 1052 یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ مین پائی ہے۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دونون مین ہمزہ محسوب

ہوا ہے۔ اس موقعہ پر آزاد بلگرامی نے مورخ کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق کہی گئی ہے تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مورخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہیں۔

اور اسی طرح آزاد بلگرامی نے احوال عبدالجلیل بلگرامی میں فرمایا ہے

کہ لازم السلطان فرخ سیر وتقضی بیامن عنایاتہ ماکان لہ من وطر ونظم لجلوسہ تواریخ الالسنۃ الاربعۃ المذکورۃ والذی بالعربیۃ ہذا (ع)

قد تولی فرخسیر ملک ہند	ولہ من عون القدیر اعتداد
فاقتبسنا تاریخہ من کلام	عہدی یورثہا من یشاء

والہمزۃ محسوبۃ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع وعشرین و مائۃ والف (انتہی) یعنی (صاحب تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور روا کیا اس کی عنایتوں کی برکتوں سے اپنے حوائج کو اور نظم کیں اس کے جلوس کے لیئے تاریخیں چار زبانوں میں جن میں سے عربی تاریخ یہ ہے (جو اوپر لکھی گئی) اس تاریخ میں ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لیئے کہ جلوس سنہ ایک ہزار ایک سو چوبیس میں ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامگار خاں کی شادی کی تاریخ میں ہجو کی ہے جو سنہ ایک ہزار ننانوے ہجری میں واقع ہوئی تھی جس میں ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (ع)

حرف مدراساخت مدغم پیر عقل آنگاہ گفت
نحو جائز کرد اینجا التقاء ساکنین

تو آزاد بلگرامی نے اس تاریخ کی نسبت لکھا ہے کہ مادۂ تاریخ میں ایک عدد کی

۱۰۹۸+۱ = ۱۰۹۹

کمی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تعمیہ سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے الف مراد ہے مادۂ تاریخ مین مدغم کیا ہے اور نیز لفظ التقار کے ہمزۂ مابعد الف کو بھی محسوب فرمایا ہے درحالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تاریخ گویان عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اسکے لئے کوئی عدد جمل۔

پھر آپ ہی نے خزانۂ عامرہ مین بضمن احوال یحیی کاشی اس کی تاریخ موت کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احیاء سخن چو کرد یحیی جان داد ۱۰۶۴ھ اور فرمایا ہے کہ اس مادۂ تاریخ مین لفظ احیاء کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جمل سے خارج ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اکثر مورخان فارس ہمزہ کا عدد لیتے ہین اور بعض نہین لیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہین اور بعض اوس وقت محسوب کرتے ہین جب کہ مادہ تاریخ کسی آیت قرآنی یا حدیث مین پایا جاوے جیسا کہ عبدالجلیل بلگرامی نے تاریخ جلوس فرخ سیر مین عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہین)

ہم اس موقع پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہین رہ سکتے اس لئے کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہین ہے ہم ضرور عرض کرین گے کہ جن شعراے عرب نے ہمزۂ بعد الف التقار یا احیاء کو حرف قرار دیکر اسکا عدد لیا ہے اونہون نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے نہ شعراے قدیم عرب کی اون تاریخات کی نقل کی اور نہ ان کے نام گنوائے محض تذکرۃً ان کے مذہب جمل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ

شعرائے عرب یعنی ماقی ذہنہ سند ہین عبدالجلیل بلگرامی کے لئے۔ اور یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ مورخان عرب کے پاس آیۂ قرآنی اور حدیث نبوی سے ملے ہوئے مادّہ مین ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق بھی متقدمین کے کسی ایسے مادّۂ تاریخ کی سند نہین پیش ہوئی تاکہ ہم اوس سے اس بات کا اندازہ کرسکتے کہ مورخ کا رتبہ فن جمل مین کیسا ہے۔ ہمارے روبرو اس کے متعلق بھی جو کچھ ہے وہ آزاد بلگرامی کا تذکرہ اور عبدالجلیل بلگرامی کی تاریخ ہے اور بس۔ اللہ اللہ خیر سلّا۔

پس ایسی حالت مین ہم ایک عام قاعدہ کے مقابلہ مین جس کی تصدیق محقّقین و متقدمین فن جمل کے اقوال متعددہ سے ہوتی ہے۔ ایسے استثنائے بیجا کو جائز نہین قرار دے سکتے۔ عبدالجلیل بلگرامی کو ضرورت وقت نے ایسے عمل ناجائز پر مجبور کیا ہوگا۔ یا فن جمل مین اونہون نے اپنے معلومات کو اسی حد تک پایا ہوگا۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہوگا۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر اون محقّقین کی عبارتون کی نقل کرچکے ہین جنمین سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل مین ہمزہ کا ذکر کیا ہے اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھدیا ہے کہ ہمزہ کے لئے جمل مین کوئی عدد نہین ہے۔ اور اونمین سے کسی نے یہ استثنائی جزئیہ نہین بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی مین مادّہ پایا جاوے تو برخلاف قاعدہ عام عمل کرنا جائز ہے۔ اور اون کا طرز بیان بتلارہا ہے کہ وہ ایسی محتاج افراد نہے کہ اعداد تاسے مدوّر کی بحث مین اختلاف اقوال کی کوئی نزاکت

اونہون نے اپنے بیان مین نہین اوٹھار کہی پس ایسی حالت مین آزاد بلگرامی کا صرف یہ فرما دینا کہ مورخان عرب نے برخلاف قاعدۂ عام ایسا کیا ہے بدون سند ہم نہین مان سکتے ۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ بعض مورخین زمانۂ حال اپنے لیے عبد الجلیل بلگرامی کی سند کو کافی خیال کرین لیکن ہم اُنکے لئے کبھی ایسا مشورہ نہین دے سکتے اس لئے کہ غلطی کی مثال کسی کے لئے سند کا کام نہین دے سکتی

اب رہی نعمت خان عالی کی فارسی تاریخ جس مین اونہون نے لفظ التقا مین ہمزہ بعد الف آخرین کو محسوب کیا ہے ۔ وہ بھی فارسی مورخین کے لئے سند نہین ہوسکتی اس لئے کہ زبان فارسی کے قاعدہ اور رسم الخط کے لحاظ سے اون کا عمل غلط ہے یعنی التقاء ساکنین اور احیاء سخن دونون مرکبات زبان فارسی سے ہین اور فارسی کا قاعدہ کہہ رہا ہے کہ ایسے مرکبات مین جب حرف الف آخر کلمہ مین واقع ہو تو مضاف کے بعد یاے حطی کا لانا ضروریات سے ہے ۔ صاحب منتخب النحو فرماتے ہین کہ ہر اسمے کہ درآخر آن الف باشد و ماقبل آن مفتوح بود و ہمچنین واو باشد و ماقبل آن مضموم بود و آن را مضاف کنند می باید کہ یاے زائدہ میان مضاف و مضاف الیہ درآرند مانند اداے معشوق و ابروے محبوب و این یا را در وقت خواندن بہمزۂ ملینہ بدل کنند ۔ پس نعمت خان عالی کے مصرع تاریخ مین اگر برخلاف قاعدہ رسم الخط فارسی بجاے ہمزۂ آخر لفظ التقاء یا کی کتابت بضرورت تاریخ ترک ہوئی ہوا و ہمزہ کے عدد برخلاف قاعدۂ عام جمل محسوب ہوے ہون تو کہا جا سکے گا کہ استاد سخن نے فن جمل کی کمی معلومات کی وجہ سے تسامح کیا ہے ۔ اور ایسا تسامح اس

مصرع ہکو خلاف ورزی قاعدۂ عام کے لئے سند نہین ہو سکتا۔
باقر گیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز مین بضمن لغت قواعد فارسی کا لحاظ رکہا ہے اور (ملجاے دوسرا) مین بعد الف ملجا یا کو محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ملجاے دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸ مکرم جہان مقبول الہ سید المرسلین ۱۰۶۸ (سہ)

سماے حکم وسخا ومہ جمال وکمال		پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ جنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

اس شعر مین لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ ہرگاہ کد خدائی یا اولئک مین ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جاتی جیساکہ اوپر بیان ہوا ہے تو ازاجارد ماشار کا ہمزہ بعد الف بہی مستحق یک عدد ہے۔ ہم کہتے ہین کہ اولئک مین یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ ہوئی ہے۔ اور رسائل مین الف بہی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور سؤل مین واو بہی اسی غرض سے ہے۔ پس اہل جمل نے اولئک مین یا اور رسائل مین الف اور سؤل مین واو محسوب کرنے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ سے نہین دیا بلکہ کتابت اور رسم الخط کی وجہ سے جس مین ی۔ ا۔ و موجود ہے۔ ہرگاہ ابتدای بیان مین یہ بات طی ہو چکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف نہین ہے تو پہر ماشار کے ہمزۂ آخر کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور غیر موجہ ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہین امید ہو کہ آپ معاف فرماوین
صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہٗ یا بیگانہٗ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم رکہتا ہے یعنی بلحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ مین کچھ دخل نہین ہے اور نہ ان کے لئے حروف ثلاثہ یعنی الف۔ واو۔ ی یسے کوئی حرف موجود ہے۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانۂ یا بیگانۂ کا اصل لفظ دیوانئی یا بیگانئی تہا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کر کے اس کے عوض صرف (ء) کو قائم کر دیا ہے تو اب حساب جمل مین بروے "قاعدۂ عام" کہ رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانۂ کے اعداد ۶۷۔ اور بیگانۂ کے اعداد ۳۸ محسوب ہون گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا۔

ی

جن الفاظ عربی کے آخر مین یا ہے اور فارسیون نے اوس کو الف سے بدلدیا ہے جیسے تمنی۔ ماجری۔ جس کو فارسیون نے تمنا اور ماجرا کر لیا ہے اس کو حرف آخر کے عدد عربی مین بلحاظ کتابتِ یا دس محسوب ہون گے۔ اور فارسی مین بلحاظ کتابت الف۔ ایک۔

صاحب مخلص تسلیم نے حبیب اللہ بشیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے۔

بشیر القصہ جب تفتیش سال اسکا کیا مین نے	سروش غیب از غیب یون مجھکو بایما کی
نمایان مصرع تاریخ مطبوع طبائع ہو	عجب لکھی گئی توشیح اردوے معلی کی
	۱۲۹۵

آپ فرماتے ہین کہ دریں قطعہ قافیۂ افزا و ہویدا و ایما و دنیا آشکارست۔ معلی بیاے محض بوجہ تاریخ و در قوافی الف قاعدۂ عربی جاری

کردن بجا است (انتہی)

افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے غور سے کام نہیں لیا اردوے معلی کی یا کو زبان دانان اردو نے بہ تبدیل الف جائز نہیں رکھا۔ پس بیچارے مورخ نے اگر لفظ صحیح کو استعمال کیا تو اوسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اوس نے یا کو بضرورت تاریخ نہیں قائم رکھا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکھا ہے ۔ جو غلطی اس مادہ میں ہے وہ اور ہے یعنی مورخ نے لفظ (گئی) میں صرف ایک یا کو محسوب فرمایا ہے تسلیم سہسوانی نے غالبًا اس پر غور نہیں فرمایا ۔

لائق مؤلف فرماتے ہیں کہ موے و روے و سوے و توے و ہمین قیاس ولجوے و گوے بدو یاست ۔ ہم کہتے ہیں کہ اس سہو تعبیر آپ سے تسامح ہوا ہے ۔ دو یا محسوب ہونے کی ضرورت اوس وقت ہوگی جب کہ ہم دلجوے کو دلجوئے کہیں یا گوے کو گوئے یا توے کو توئے یا موے کو موئے

ہم اس قاعدے کو ہمزہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں اور درحقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے ۔ لائق مؤلف نے چونکہ الفاظ موے ۔ روے ۔ سوے ۔ توے ۔ دلجوے ۔ گوے ۔ کے رسم الخط کو بدون ہمزہ لکھا ہے اور ایسے یا کے عدد ۲۰ لینے کا حکم دیا ہے اور خواہ نخواہ حرف یا کے ذیل میں اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس سہو تعبیر ہمنے صراحت کر دی

حروف مشدّدہ

حروف مشدّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل میں بھی ایک اجمالی بیان گزر چکا ہے

اور آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں بضمن بیان صنعت تاریخ لکھا ہے کہ

یعد المشدد حرفاً واحداً کالمشدد وکذالک الہمزۃ الممدودۃ کامن (انتہی)
یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشدد وایک حرف جیسا لفظ مشدد اور اسی طرح
ہمزہ ممدودہ جیسا لفظ آمن۔

ہمزہ امن کی بحث ہم نے بضمن حرف الف کی ہے اس موقع پر اس کی ضرورت نہین ہے۔ حرف مشدد کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بھی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حساب جمل مین تشدید کوئی چیز نہین ہے چونکہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت مین کوئی تکرار نہین واقع ہوتی لہذا اہل جمل نے حرف مشدد کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہان کتابت مین مشدد کے دو حرف لکھے جاتے ہین جیسے اللہ وہان یہ سمجھنا چاہیئے کہ لام اول درحقیقت قرارت مین داخل نہین ہے بلکہ لام دوم مشدد ہی سے قرارت کا کام لیا جاتا ہے اور اس خاص رسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس کلیہ کو تسلیم فرماکر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ الفاظ مشددہ کے مکرر شمار سے مادہ تاریخ حاصل کرے تو یہ ایک قسم کی صنعت ہوسکتی ہے جیسا کہ آپ کی ایک تاریخ ہے۔ وہو ہذا۔

تعمیر مسجدے چو امیر علی نمود	تاریخ سال جستم و فرمود زاہدے
ہجری ست با مشدد و فضلی بضابطہ	بر چاہ باولی شدہ تیار مسجدے ۱۲۹۷ ف

آپ نے اس مادہ تاریخ سے جو فی الحقیقت سنہ فضلی کا مادہ ہے تشدید

یا ے لفظ تیار سے دو یا محسوب کر کے ۱۳۱۳ھ ہجری ہی پیدا کیا ہے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہا ہے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعد جمل کی خلاف ورزی کرنے والے صنّاع کا لقب پاوین ۔ اگر ایسی آزادی عطا کر دی جائے اور غلطی کو صنعت کہہ دیا جائے تو سارا قاعدہ خاک مین ملجائیگا ۔ ایک مادّہ سے دو مادون کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعت ذو تاریخین ہے اور ہمنے اس کا ذکر بجاے خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پا سکتی ہے جب کہ قواعد جمل کی پابندی کے ساتھ وہ خوبی حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی تاریخ بحال اور برقرار رکھنے کے لئے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعت مصنوعی رکھتے ہین جس سے بچنا اس کی عین تعریف ہے ۔

دوسرا باب عمل یعنی فروع جمل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

(۱) تاریخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو اہل لغت تاریخ کہتے ہین اور اصطلاح مین ایک علم کا نام ہے جس مین واقعات عام یا خاص کا ذکر کرین ۔

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ تاریخ در اصطلاح عبارت ست از تعیّن کردن مدتے از ابتداے امر عظیم و قدیم و مشہور تا ظہور امر ثانی کہ عقب اوست تا کہ دریافتہ شود بزمانہ آیندہ و دیگر ظہور این امر ثانی بطجا

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع و این عبارت ست از آن کہ متکلم بیان کند سال ہجری یا سال دیگرا برائے وقوع امرے بلفظے یا بفقرۂ یا مصرعے یا زیادہ ازان کہ اعدادش بحسب حساب جمل موافق سال مذکور باشد۔

صاحب سبحۃ المرجان کا قول ہے کہ ومنہا مختصۃ بالعرب کاستخدام المضمر وحسن التخلص والتاریخ علی قاعدۃ الجمل وغیرہا (انتہی) یعنی اور بعض اونمیں سے عرب کے ساتہ مخصوص ہین جیسے صنعت استخدام ضمیر وحسن تخلص اور تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ۔

آپ ہی نے غزلان ہند مین فرمایا ہے کہ فقیر صنائع عربی و ہندی ملاحظہ کردم سہ قسم برآمد بعضے مشترک در عرب و ہند مثل ایہام وحسن التعلیل الخ و بعضی مختص بعرب مثل استخدام مضمر وحسن التخلص یعنی گریز قصیدہ تاریخ بقاعدۂ جمل وغیرہا و بعضے مختص بہ ہند۔

پھر آپ ہی نے سبحۃ المرجان مین لکہا ہے کہ التاریخ ہو عبارۃ عن ان یبین المتکلم عاما ہجریا لوقوع حادثۃ بقاعدۃ الجمل وہو عروۃ لا یدی الادبار ولعبۃ فی محافل النظار والعجب انہم قصروا عن ادارحقہ حیث ما ادخلوہ فی سلک انواع البدیع ولم ینظمہ احد من اصحاب البدیعیات التی طالعتہا وہو حری بذالک اما ادبار الفرس فقد قضوا حقہ وذکروہ فی انواع البدیع الفارسی (انتہی)۔ یعنی تاریخ عبارت ہے اس سے کہ متکلم سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فنّ جمل کے قاعدہ سے بیان کرے اور یہ صنعت ایک دستانہ ہے ادیبون کے ہاتہ مین اور ایک کہلونا ہے ظریفون کی محفلون مین اور تعجّب اس کا ہے کہ مؤلفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے مین کوتاہی کی اور بدین وجہ کہ اس کو اقسام فنّ بدیع مین ذکر نہین کیا اور نہ اصحاب بدیعیات مین سے جو میری نظر سے گزرے ہین کسی نے اسکو نظم کیا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنے کے قابل ہے ۔ لیکن فارس کے ادیبون نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے فنّ بدیع کے اقسام مین اس کو بہی جگہ دی ہے ۔

صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ "تاریخ عبارت ست از آن کہ جہت حدوث واقعہ لفظے یا مصرعے یا زیادہ کہ بحسب حروف مکتوبہ از روے حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن کنند (انتہی)

صاحب منتخب اللغات نے لفظ تاریخ پر صرف اس قدر لکہا ہے کہ وقت چیزے پدید آمدن باشد وبس ۔

اب ہم کہتے ہین کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنون مین اہل لغت نے کوتاہی کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ اون کو اس فن پر عبور کامل نہ تہا ۔ اور تعجّب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتہ کیا ہے اونہون نے بہی تعریف اصطلاحی لفظ تاریخ پر توجہ مبذول نہین کی ۔ اگر ہم اس موقعپر تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حاوی نہ رکہین گے تو خود ہمکو اقسام تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہوگا یعنی بعض اقسام تاریخ ۔ تاریخ کے ذیل سے نکل جاوین گے ۔ پس جمل کی واقفیت عامہ نے ہمکو اسپر مجبور کیا ہے کہ ہم

لفظ تاریخ کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کرین ۔

(۱) تاریخ اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام ہے جن کے اعداد حروف سے سنہ مطلوب حاصل ہو ۔ یا

(۲) محض اون الفاظ سے امور ذیل واضح ہون ۔

(۱) سنہ مطلوب ۔ یا

(۲) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ ۔ یا

(۳) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز ۔ یا

(۴) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز و وقت ۔

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن جمل سے ہے ۔ اور حصہ دوم جمل سے غیر متعلق

تعریف کے حصہ اول کی قدامت کا پتہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے لیکن اوس زمانہ کے مورخ اس کے پابند نہ تھے کہ حرف یا لفظ یا الفاظ تاریخ بلحاظ واقعہ مطلوب التاریخ مناسب با معنی دار تجویز کرین ۔

بعض متاخرین محقق نے بھی اس کو لکھا ہے کہ با معنی اور متعلق بواقعہ الفاظ مین تاریخی مادہ حروف ابجد سے پیدا کرنا غالباً استادان عجم کی ایجاد ہے ۔ اور متقدمین عجم مین بھی خال خال افراد ہی ایسے گزرے ہین جن کے نام سے بعض تاریخی مصرعے منسوب ہین جیسے انوری جس نے ایک مکان کی تعمیر کی تاریخ نظم کی تھی ۔

اے نمودار سپہر لاجورد	(۵۴۲ھ)	گشتہ این چون سپہر لاجورد
بود در نرد فرح نقش بکام		تا فرح تاریخ این نقش ست ونرد ۲۸۸ + ۲۵۴

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم مین بھی ابتدا ابتدا مین اہل ست تاریخین لکھی جاتی تھین

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت ادنیٰ درجہ کی تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ مین بہت اچھی ہے۔ حافظ شیراز کی بعض تاریخین البتہ کسیقدر ٹھیک ہین اگرچہ اون مین بھی وہ باتین جمع نہین ہین جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ مین داخل کیا ہے۔ منجملہ اونہین تاریخون کے حافظ شیراز علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے۔

کشف رحمت حق منزل او دان وانگہ			سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق ۷۹۱

بعض متقدمین عجم اور متاخرین عرب نے البتہ اس طریقہ مین یہ خوبصورتی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کو معنی دار الفاظ مین حاصل کرنے لگے جس سے۔ تاریخ کی وقعت دوبالا ہوگئی۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف مین سنہ ہجری کی جو تخصیص بیان کی ہے ہماری راے مین وہ بھی غیر موجہ ہے اس لئے کہ تاریخ کو کوئی خصوصیت صرف سنہ ہجری سے نہین ہے عربی مورخین نے سنہ ہجری یا محمدی مین تاریخ لکھی ہو۔ فارسیون نے ان دونون کے سوا سنہ نوروز وغیرہ سے بھی کام لیا ہو اور اہل ہند نے اپنے ملک کے مروجہ سنین کے لحاظ سے مختلف سنین مین تاریخین کہی مون مسلمانونکے پاس سنہ ہجری یا محمدی کی ترجیح یا ہنود کے لئے سنہ سمت یا اور کسی سنہ کی فضیلت اسی طرح پارسیون کے لئے سنہ نوروز کی اہمیت یہ تمام ایسی چیزین ہین جن کا اثر تعریف لفظ تاریخ پر نہین پڑسکتا ہم نے سنین مختلفہ کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اظہار کیا ہے اور اس موقعہ پر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہین کہ ہماری تحقیق مین سنہ ہجری کی تخصیص کو تعریف لفظ تاریخ مین داخل کرنا غلطی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہین۔ اس کے متعلق ہم صرف قدر دانان اساتذۂ فارس یا آزاد بلگرامی کے تعجّب اور صاحب معدن الجواہر کے اتباع کے پیرو نہ ہون گے دیکھنا یہ ہے کہ بلغاء عرب نے اس کے متعلق کیا کہا ہر صاحب سبحۃ المرجان نے اپنی حدّ علم تک فرما دیا ہے کہ ادباء عرب نے تاریخ کو بدائع مین جگہ نہین دی۔ جس کا آپ کو تعجّب ہے اور ہمکو اس لئے تعجّب نہین ہو کہ تاریخ کی تعریف سے خود ہمکو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس مین کوئی ایسی نُدرت نہین ہے جس کی رو سے تاریخ کو بدائع و صنائع مین داخل کرین۔ جب واضع جمل نے ہر ایک حرف کے لئے اُس کا عدد مقرر کر دیا تو اون حروف کے مجموعہ سے ایک سنہ کا حاصل کرنا کون سی ندرت ہے۔ ہرگاہ قدماے عرب اس مجموعۂ حروف کو معنی دار الفاظ مین مرتب کرنے کے بھی عادی نہ تھے تو وہ تاریخی بے معنی جملہ یا لفظ کو داخل بدائع و صنائع کیون کرتے۔ متقدمین فارس نے اون حروف سے معنی دار لفظ پیدا کرنے مین البتہ اپنی روشنی طبیعت سے کام لیا ہے لیکن اس مین بھی کوئی جدّت یا ندرت نہین ہے۔ جس کے لحاظ سے ہم تاریخ کو ایک خاص قسم کی صنعت مانین عربون اور فارسیون نے جس قدر اقسام صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہر انہین سے اکثر صنائع کا استعمال طبّاع مورخین اپنی تاریخون مین کیا کرتے ہین جس کے لحاظ سے ہم نے صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی فصل مین قائم کیا ہے۔ پس ہماری راے مین کوئی ایسی قوی وجہ نہین ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جاے بدیع کے لغوی معنی نو پیدا شدہ کے ہین۔ ہرگاہ واضع جمل نے فن جمل کو اون دو خاص ضرورتون کے لئے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول مین

گزر چکا ہے تو تاریخ کی معنوی قسم اسی پہلی غایت مین داخل ہے اور کوئی بات اس سے پیدا نہین ہوئی۔ قدماء عرب سے جو لوگ کام سے کام رکھتے تھے وہ مجموعہ حروف سے تاریخ کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاش لفظ معنی دار مین نہین صرف کرتے تھے یا یون سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے تھے یا علم کی کمی نے مجبور اً یہی راستہ دکھلایا ہو اور پھر علمانے اسی کو اصل مقصد کے لئے کافی سمجھا ہو۔ فارسی طبّاعون نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام کیا اور مہمل الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو اون کی اس تراش خراش کو دل کے خوش کر لینے کے لیے کھینچ تان کر داخل صنائع کر لینا اور بات ہے۔ لیکن اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہین حاصل ہو سکتا کہ تاریخ کو خواہ مخواہ ہم اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لین اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان فرمائی ہوئی تعریف مین الفاظ تاریخ کا معنی دار ہونا شرط نہین ہے اور اہل اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے۔ پس ہماری رائے مین نفس تاریخ داخل صنائع نہین ہے۔ ہمکو قدمائے عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہین ہے کہ انہون نے تاریخ کو داخل بدائع کیون نہین کیا۔ جن کو اس سے اختلاف ہے وہ اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتباری بحث ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) عزم منزل بدل و محو تماشا در راہ ☆ ہونا نہین چاہتے شائقین فن کو اون کی بصیرت بڑھانے کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا۔

واضح ہو کو جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد جمل سے سنہ حاصل

ہوتا ہے اس کو اہل جمل نے مادّۂ تاریخ سے موسوم کیا ہے اور جن الفاظ سے سال مطلوب صوری طور پر حاصل ہوتا ہے اُنپر مادّہ کا اطلاق نہین کیا جاتا بلکہ اُسکا نام صوری تاریخ ہے اور اس کو فن جمل سے کوئی واسطہ نہین۔ تاریخ کے اقسام باعتبارات مختلفہ مختلف ہین جن کو ہم اسی کے متصلہ بیان مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

(۳) تاریخ کے اقسام

بیان عام اقسام تاریخ کے بیان مین بعض محققین فن جمل نے اختصار سے کام لیا ہے اور بعض نے اپنے مذاق کے لحاظ سے اُمین کمی وبیشی کی ہے۔

صاحب معدن الجواہر کی رائے مین تاریخ کی صرف تین قسم ہین۔
(۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری ومعنوی۔ بعض نے پانچ قسم بیان کرکے تعمیہ و تخرجہ کو بھی اقسام تاریخ مین شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تاریخ کو داخل اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے اقسام جمل کو بھی اقسام تاریخ قرار دیا ہے۔

ہماری رائے مین مختلف اعتبارات سے تاریخ کے مختلف اقسام ہین اور صنائع تاریخ کو اقسام سے کچھ تعلق نہین ہے۔ اس لئے کہ جن صنائع تاریخ کا ذکر ہم اسی فصل کے آیندہ بیان مین کرین گے وہ ہر ایک قسم تاریخ مین آسکتے ہین اور اقسام جمل کو اقسام تاریخ مین ملا دینا تو عام کو خاص کر دینا ہے کیونکہ تاریخ کے مجموعی اقسام۔ اقسام جمل سے ہر ایک قسم مین داخل ہو سکتے ہین۔

الغرض ہم نے اقسام تاریخ کو مختلف اعتبارات سے ذیل مین عرض کیا ہے تاکہ شائقین فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہو سکے۔

(الف) باعتبار حقیقت | باعتبار حقیقت تاریخ کی تین قسم ہین (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی - صاحبان جمل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔
بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعمیہ کے نام سے بیان کی ہے اور ہم اس کو تمام اقسام سے متعلق خیال کرتے ہین - یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھاہے اور آگے چل کر اوس کے مقام پر اوس کو ہدیہ ناظرین کرین گے -
صوری زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی منسوب بصورت یعنی ظاہر اہل جمل نے اوس لفظ یا اُن الفاظ کو تاریخ صوری کہاہے جن سے سنہ مطلوب معلوم ہو۔
محققین نے اگرچہ اس قسم کو من وجہٍ اقسام تاریخ مین داخل رکھاہے لیکن فی الحقیقت اس کو جمل سے کچھہ تعلق نہین ہے -
اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحب ہفت قلزم نے ذکر کیاہے

سلطان تیمور مثل او شاہ نبود		در ہفصد و سی و نہ درآمد بوجود
در ہفصد و ہفتاد و یکے کرد خروج		در ہشتصد و ہفت کرد عالم پدرود

اسی طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تاریخ بھی صوری لکھی ہے

در آن مدت کہ مارا وقت خوش بود		ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

اب ہم کہتے ہین کہ قسم صوری مین وہ الفاظ بھی داخل ہین جن سے سنہ مطلوب کے ساتھہ تاریخ و مہینہ یا روز - یا تاریخ و مہینہ و روز تینون ظاہر ہون جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے -

چون بہ تخت سلطنت بنشست آن شاہ نفیس		بستم شوال بود و ہشتصد یوم الخمیس

اگرچہ ہماری تعریف کا حصۂ آخرین اوس تعریف قسم صوری سے زائد ہے

جسپر اہل جمل کا اتفاق ہے یعنی اہل جمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قدر بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان مین عرض کیا ہے لیکن ہماری رائے مین حصۂ آخرین تعریف کے لحاظ سے جو بضمن تعریف ہمارے بیان مین گزرا تشئیل آخر الذکر کو بہی تاریخ صوری مین داخل سمجہنا چاہیئے ۔

الف کی دوسری قسم ۔ تاریخ معنوی ہے ۔ معنوی بہی زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی منسوب بہ معنی کے ہین پس اہل جمل نے تاریخ معنوی اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکہا ہے جن کے اعداد جمل کے مجموعہ سے سنہ مطلوب حاصل ہو تاریخ ذیل اس کی مثال ہے

(لمؤلفہ)

اس واقف قانون عدالت افسوس	وی ماہر احکام وکالت افسوس
در پیشی حق رفتی وگفتم تاریخ	مقصود علی نمودہ رحلت افسوس ۱۳۰۰ھ

الف کی تیسری قسم ۔ (صوری ومعنوی) ہے ۔ یہ جامع ہے ہر دو اقسام اول الذکر کی یعنی جس تاریخ کے الفاظ سے صرف سنۂ مطلوب ظاہر ہو یا سنہ کے ساتہ ۔ تاریخ و ماہ ۔ یا ۔ تاریخ و ماہ و روز ۔ یا ۔ صرف تاریخ و ماہ ۔ یا ۔ صرف تاریخ و ماہ و روز ۔ اور اعداد حروف کے مجموعہ سے بہی وہی سنہ حاصل ہو تو ایسی تاریخ صوری ومعنوی کہلاوے گی ۔

صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل جمل نے صنع الصنع بہی کہا ہے جناب مولانا محمد حسن علیشاہ ناطق قدس سرہ کے لوح مزار مبارک پر جو حیدرآباد مین

واقع ہے مولوی عبد القادر نائطی طاہر تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے ۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد	شد واصل رب لم یلد لم یولد
این صوری و معنویست تاریخ وصال	ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد

مندرجہ ذیل مثال میں الفاظ سنہ کے ساتھ ماہ و تاریخ و روز بھی موجود ہے کسی استاد فن نے ۹۱۵ھ میں لکھا ہے ۔

(نمبر ۲)

گفت ہاتف سال تاریخ وفات بادشاہ	ہفدہ شعبان و نہصد پانزدہ یوم جمعہ

نمبر ۳ لمؤلف الکتاب

محمد زمان خان عالی نژاد	سر شام چون مہر گردون نہفت
بلا فکر سال شہادت نمود	فلک ہفتم ماہ ذی حج بگفت

مؤلف حقیر کے فرزند (غازی الدین احمد) کی تاریخ ولادت استادی افضل مغفور نے فرمائی تھی ۔

(نمبر ۴)

تاریخ ولادتش رقم زد افضل	شب شنبہ بستم جمادی الاولی

اس تاریخ میں شب کے الفاظ بھی داخل مادۂ تاریخ ہیں ۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقہ بھی داخل ہو تو ایک قسم کا حُسن ہے ۔

حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت میں یہ تاریخ کہی ہے ۔

(نمبر ۵)

چون در ششم محرم زاد آن شہ مکرّم		تاریخ مولدش ہم آمد ششم محرم ۸۸۸

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تاریخ لکھی۔

(نمبر ۶)

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ		شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر		صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

(نوٹ) اس تاریخ کے مادّہ میں لفظ بود بھی شامل ہے اور ایسا شمول غیر مستحسن ہے
جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ولادت کی تاریخ کسی استاد نے لکھی ہے۔

(نمبر ۷)

للہ الحمد کہ آمد بوجود		آن کہ از کون و مکان منتخب ست
بادشاہے کہ ز شاہان جہان		اکبرش نام جلالش لقب ست
سال و روز و مہ و سال میلاد		شب یکشنبہ و پنج رجب ست ۹۴۹

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ میں واو عطف داخل نہیں ہے۔ صاحب معدن الجواہر بطریق افادہ فرماتے ہیں کہ تورانیوں کی زبان میں پانچویں کو پنج کہتے ہیں۔ فصحاے ایران نے لفظ پنجم کا استعمال میم فاعلی کے ساتھ کیا ہے جو ترجمہ ہے خامس کا۔

صاحب ہفت قلزم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسین انصاری نے خواجہ عبداللہ احرار کے گنبد کی تاریخ صوری و معنوی کہی ہے وھوھذا۔

(نمبر ۸)

خسرو عالی گہر عبد العزیز		ساخت این عالی بنا لاریب و شک
ہست نہ طاق فلک در جنب او		پست چون گوئے زمین زیر فلک
معنوی لفظی بود تاریخ آن		سال ہجرت نہ صد و پنجاہ و یک ۹۵۱

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین الفاظ سال ہجرت شریک ہین جو محاسن تاریخ کے خلاف اور من وجہ غیر صحیح ہین ۔

عبدالقادر بداؤنی نے کتاب منتخب التواریخ مین بضمن تذکرہ ہمایون بادشاہ لکھا ہے کہ ذیحجہ ۹۶۱ھ مین بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہو کر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے ۔

(نمبر ۹)

خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ آنکہ		گو سر سبقت برد از شاہان پیشین بے شکے
بہر فتح ہند از کابل عزیمت کردہ شد		سال تاریخ توجہ نہ صد و شست و یکے ۹۶۱

(افادہ) اس تاریخ مین لفظ شست سین مہملہ کے ساتھ لکھا گیا ہے ۔ فارسی مین لفظ شست ساٹھ کا ترجمہ ہے ۔ متاخرین املا مین تغیر کر کے صاد مہملہ سے لکھنے لگے ۔

تاریخ ذیل کے مورخ فیضی اکبرآبادی ہین جو غزالی مشہدی کی وفات پر لکھی گئی ہے ۔

(نمبر ۱۰)

قدوۂ نظم غزالی کہ سخن		ہمہ از طبع خدا داد نوشت
عقل تاریخ وفاتش بدو طور		سنۂ نہ صد و ہشتاد نوشت ۹۸۰

(نوٹ) اس تاریخ مین لفظ سنہ کے عدد بھی شامل ہین اور یہ قابل اعتراض ہے

یا تو صرف نہ صد و ہشتاد سے تاریخ مکمّل ہوتی یا سالم مصرع سے۔ صورت اول مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل اعداد ہوا اور لفظ نوشت خارج۔ مورخ اگرچہ بڑے پایہ کے شخص گزرے ہیں لیکن غالباً فنّ جمل کی کمی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامح ہوا ہے۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ بے وجہ نہیں کیا ہے۔ طبّاع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک ایک خاص بات ہے اور بدین وجہ کہ بعض تاریخیں استادان فن کی ہیں ہم نے اونکو ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔

محقّقین فن کا اتفاق ہے کہ صوری معنوی تاریخوں میں ترجیح اُس تاریخ کو ہے جس میں بھرتی کا کوئی لفظ نہ ہو جیسے نظائر بالا سے تاریخ نمبر (۱)

واو عاطفہ کو بھرتی نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک نا جائز نہیں ہے۔

سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہوگا جب کہ مصرع میں داخل اور الفاظ بیانیۂ مادّہ سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً تاریخ نمبر ۸ میں لفظ سال قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع مادہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ نمبر ۱ میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہی جو مادہ تاریخ سے خارج ہے۔

مہینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح ایّام کے عوض لفظ روز یا یوم داخل مادّہ ہو سکتا ہے۔

علیٰ ہذا شب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ ان کے موزون اور مناسب الفاظ کا

استعمال بھی خوبی مین داخل ہے۔ مثلاً اوّل شب۔ یا آخر شب۔ یا شب قدر شب برات۔ یا صبح عید وغیرہ

(ب) باعتبار لفظ | باعتبار لفظ تاریخ کے دو قسم ہین۔ (۱) تاریخ مفرد (۲) تاریخ مرکب۔ تاریخ مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے عدد جمل سے حاصل ہو۔ اس قسم کی بعض تاریخین صنائع تاریخ کے استعمال سے حاصل ہوئی ہین جیسا کہ ناسخ نے ایک حکیم کی تاریخ لکھی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی تنخواہ الٹ تھی بحکم شاہی صحا کر دی گئی۔ بدقسمتی نے اسی سال پھر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیف تنخواہ کا حکم ہوا۔ اب حکیم جی ماحہ کے ماہوار دار رہ گئے۔ پھر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو زک دلائی اور پھر تنصیف ماہوار کی سزا پائی۔ یعنی ماعہ ماہوار رہ گئی۔ طبّاع مورخ نے اس کی تاریخ کہی۔ (وھو ہذا)

از حاے حکیم ہشت برگیر		سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حرف (ح) کے عدد جمل ۸ ہین۔ اس کی تنصیف کیجیے تو (۴) ہوئے پھر تنصیف کیجیے تو (۲) اور تنصیف دفعہ سوم مین (۱) رہ گیا۔ ان چارون ہندسونکو ایک سطر مین لکھیے تو ۱۲۴۸ سنہ واقعہ کے مساوی ہین۔

ہم اس صنعت کو صنائع تاریخ مین تفصیل کے ساتھ بیان کرین گے۔ اس موقع پر تاریخ مفرد کی تعریف مین اس قدر بیان کافی ہے۔

اسی طرح ممکن ہے کہ اور شکلین بھی تاریخ مفرد کی پیدا ہون۔ فرض کرو کہ کسی کا نام غالب ہو اور اوس کی وفات سنہ [illegible] ہجری مین واقع ہو اور مرزا نام کے

حرف کو سال وفات قرار دیا جائے۔ یا کسی کے نام سے حرف اول و آخر لیکر اسکے
متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جاسکے۔

تاریخ مرکّب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو۔ جیسے ابھی ابھی نواب
محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے یغفرلہ (۱۳۲۵) کہی ہے۔ یہ دو لفظوں سے
مرکّب ہے جن کے اعداد جمل سال وفات یعنی تیرا سو پچیس کے مساوی ہیں۔
ہم نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ — صغریٰ بی بی سے لکھی جس کے اعداد
۱۳۲۴ ہیں اور یہی ولادت کا ہجری سال تہا۔ اور اسی نام سے وہ موسوم کیگئی
یہ تاریخ دو الفاظ سے مرکب ہے۔

(ج) باعتبار کلام | باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) تاریخ منثور (۲) تاریخ منظوم
تاریخ منثور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جملوں یا فقروں کی عبارت سے حاصل ہو اس کی
مثال اس کتاب کے دیباچہ کی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک فقرہ سے اس کا سنہ
تالیف پیدا ہے۔

تاریخ منظوم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر سالم سے پیدا ہو
جیسے ناصر علی سرہندی نے ایک مسجد کی تاریخ لکھی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے
(وھو ہذا)

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او علی سے گوید	اینک شدہ حسن مطلع بیت اللہ (۱۱۰۵)

جزو مصرع کی تاریخ نورالدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے
جو لوح مزار پر کندہ ہے (وھو ہذا)

چو تاریخ وفاتش جست کشفی		خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت

سالم شعر سے تاریخ کی مثال ہماری "تاریخ" ذیل ہے۔ جو بتقریب عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد حضور پرنور سرکار نظام دکن ادام اللہ اقبالہم۔ ہم نے لکھی ہے۔

وقع النکاح بجلسۃ		تاریخہ اریخ الولا	فلقد تزوج ابنت	۱۳۲۵ھ	احمد حسین مطیب

اسی طرح نواب وقار الملک بہادر آنریری سکرٹری علی گڈہ کالج کے خطاب نوابی کی تاریخ بھی سالم شعر میں ہم نے لکھی ہے۔

خالطب نائب القیصر	۱۳۲۶	مولانا با لنواب

(نوٹ) اس تمثیل کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا

(د) باعتبار مادّۂ تاریخ　باعتبار مادّہ بھی تاریخ کے دو قسم ہین (۱) مستقل۔ (۲) غیر مستقل۔ مستقل مادّہ وہ ہے جو بنفسہٖ کامل ہو۔ اعم ازینکہ مفرد ہو یا مرکب۔ منثور ہو یا منظوم۔ اس کی مثالین وہی ہین جو الف اور ب پر گزرین۔ غیر مستقل مادّہ وہ ہے جو تعمیہ یا تخرجہ کا محتاج ہو۔ اس کی مثالین پیش کرنے سے پہلے تعمیہ اور تخرجہ کی حقیقت بیان کرتے ہین۔

تعمیہ و تخرجہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ جمل کا اصطلاحی لفظ تعمیہ ہے بمعنی نابینا کردن و پنہان کردن و پوشیدن چیزے و بمعنی ساختن چیزے کہ غریب نماید اور نیز اپکا قول ہے کہ اصطلاح اہل بدیع مین معمّی کہنے کو تعمیہ کہتے ہین اور اصطلاح اہل جمل مین تعمیہ وہ ہے جس کے ذریعہ سے تاریخ کے اعداد کو درست و برابر کرین خواہ زیادتی کے ذریعہ سے

یا کمی کو ذریعہ سے بقول آپ کے تعمیہ کی ۳ قسم ہین (۱) اگر مادۂ تاریخ مین کمی ہو تو اسکی بہرتی کرین جس کا نام تدخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادۂ تاریخ مین اعداد کی یا دتی ہو تو اسکو کم کرین جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادۂ کی تکمیل عمل تخرجہ و تدخلہ دونون سے کرین (الخ) ۔ بعض اہل جمل نے کہا ہے کہ تعمیہ کی قسم اول کا نام تعمیۂ داخلی ہے اور قسم دوم کو تعمیۂ خارجی کہتے ہین ۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تعمیۂ داخلی کہین یا تدخلہ ۔ تعمیۂ خارجی کہین یا تخرجہ بہرحال دونون اقسام ہین تعمیہ کے ۔

بعض کا قول ہے کہ اہل جمل نے تدخلہ کا خاص نام تعبیہ رکھا ہے تعبیہ کے لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈہانپنے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہین ۔ اگرچہ تعبیہ اور تعمیہ کے معنی قریب قریب ایک ہین لیکن اہل جمل نے کسی مادۂ تاریخ کی کمی کو مٹانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈہانپنے کا نام تعبیہ رکھا ہے اس کا عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے ۔

بہرحال ہماری راے مین تعمیہ اور تعبیہ ایک ہین ۔ تعمیہ کو تعبیہ کا مرادف قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تدخلہ یا تخرجہ رکہین یا تعبیہ اور تخرجہ کو بنفسہ دو مستقل اصطلاح قرار دین دونون کا نتیجہ معنیً ایک ہے صرف لفظی فرق ہے ۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہین ملتا لیکن یہ عمل قدیم الایام سے عربی اور فارسی اور اردو شاعری مین بضمن تاریخ جاری ہے ۔ ہم پہلے تدخلہ کا عمل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین کہ کن طریقون سے جاری ہے ۔

صاحب مخلص تسلیم کا قول ہے کہ تدخلہ اور تخرجہ مین الفاظ ۔ سر ۔ فرخ ۔ لب ۔ تاج ۔ اوّل ۔ ابتدا ۔ بالا ۔ زبر ۔ کے اشارہ سے اسوقت کام لیا جاتا

جب کہ پہلے حرف کو شریک مادّہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ سہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعمیہ کرنا چاہو تو۔ میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہین۔ اور حرف آخر کا تعمیہ مطلوب ہو تو پا۔ دامن۔ انتہا۔ زیرین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہین۔ اور اسی قیاس پر کلمۂ پنج حرفی مین حرف دوم کو۔ دوش گلو۔ کتف۔ سے تعبیر کر سکتے ہین اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ ساق

ہم کہتے ہین کہ صرف تعمیۂ حرفی مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تعمیۂ لفظی سے یہ متعلق نہین ہے۔ تعمیۂ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالون سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان مین آگے آوین گی۔

لیکن تعمیۂ حرفی مین بھی ان اشارون کا انحصار لازمی نہین ہے اس لیے کہ اور اشارون سے بھی استادون نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہین جیسے چشم بد دور کا تعمیۂ خارجی تمثیل نمبر ۱۲ مین ہے جو ذیل مین آنے والی ہے بہر حال لطافت شرط ہے ورنہ تعمیۂ بے لطافت ہیچ ہے۔ اور با وجود لطافت تعمیہ کو غیر تعمیہ پر ترجیح نہین الا بحالت خاص جیسے کہ تمثیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ۔

اشارہ تہ کا تدخلہ ایسا ہونا چاہیئے جیسے سر ارادت۔ اور اشارہ رخ اس طرح پر ہو جیسے رخ انور سے عیان ہے تاریخ۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکلی۔ اس ترکیب مین ایک عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تدخلہ ہو۔ اور دوسرا عمل

اس سے زیادہ لطیف یہ ہے کہ لب عالم کے سالم اعداد سے دعا کے اعداد خارج کر کے باقی ماندہ عدد مادۂ تاریخ کی تکمیل مین محسوب کرین۔ لب کی عوض زبان یا نوک زبان کا اشارہ بھی مستحسن ہی۔

اشارہ تاج ایسا لطیف ہو جیسا کہ تاریخ تمثیل (۱) مین یعنی اگر اس تاریخ مین تاج پہ نور سے پ کے عدد بغرض تدخلہ لین تو ایسا تدخلہ لطیف ہو گا۔ اگر چہ مورخ نے اس تاریخ مین تاج پر نور کے سالم اعداد سے کام لیا ہم نے اشارون کی صراحت مزید بغرض تفہیم کی ہے اور روشن خیال مورخین کے لئے اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

لائق مصنف کی آخری راے سے ہم متفق نہین ہین یعنی الفاظ پنج حرفی مین حرف اول و چہارم کے لئے جو اشارے بیان ہوئے ہین اون کی مثال ہماری نظر سے نہین گزری اور نہ فن معما مین حرف دوم کو دوش۔ گلو کتف۔ کہا گیا ہے اور نہ حرف چہارم سے۔ ران۔ زانو۔ ساق۔ مراد لی گئی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ایسا تعبیہ دلچسپ بھی نہ ہو گا۔

تاریخ گوئی مین عمل تدخلہ مستحسن نہین ہی۔ اور مجبوری کی حالت مین کیا جاتا ہے۔ اگر چہ بعض استادان فن نے اس کو نہایت لطافت کے ساتھ استعمال کیا ہے تاہم تاریخ مستقل کو اسپر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ مادہ غیر مستقل غیر کا محتاج ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل مین ایک لطیف تعبیہ کی مثال پیش کرتے ہین جس کو خود ہم نے ملک معظم قیصر ہند کے جشن تاجپوشی مین لکھا ہے۔ اور یہ ایک مکمل قصیدہ کا انتخاب ہے۔

(نمبر ۱)

جب تلک نخل مین ہو ہیولی کی خلقت قائم	نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام
صنعت تعمیہ جب تک فن تاریخ مین ہے	تاج پر نور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام ۸۶۲ + ۱۰۴۰

(فرق شہنشہ) کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پر نور) کے اعداد ۸۶۲ بڑہانے سے تاجپوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے۔

اسی طرح ایک موت کی تاریخ مین ہمنے تعمیہ داخل کیا ہے۔ اور مرثیۂ تاریخی کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

(نمبر ۲)

تاریخ او بہ تعمیہ گوید سروش غیب	خیر النسا حضور شہ انبیا رسید ۱۳۲۱ = ۳۶۹ + ۹۵۲
روح الامین بگفت کہ بنگر مرا بہش	خیر النسا بدرگہ جل و علا رسید ۱۳۲۱ = ۳۶۹ + ۹۵۲

(نوٹ) خیر النسا۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تہین جن کی وفات سنہ ۱۳۲۱ ہجری مین واقع ہوئی تہی۔ جس کی یہ تاریخ ہے۔

بعض مورخین نے مصرع سالم مین تاریخ لکہی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعمیہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہون تواریخ ذیل۔

(نمبر ۳ تاریخ کتاب اشارات بینش)

خوش آمد بے خوشامد چون اشارات	فدائے ہر ادایش صد دل و جان
خرد با چشم بینش گفت سالش	پسند خاطر معنی پسندان ۱۲۶۵ = ۲ + ۱۲۶۳

اس تاریخ مین مورخ نے چشم بینش یعنی ب کے دو عدد سے تدخلہ

کیا ہے جس کو تاریخی مصرع کے ۱۲۶۳ کے ساتھ ملانیسے ۱۲۶۵ عدد حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ تالیف کتاب ہے ۔

کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل نوشتم مصرع سال ۲۲۸		مبارک باد این جشن عروسی ۱۰۳۰ + ۲۲۸ = ۱۲۵۸ھ

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ مین شریک کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے ۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین بضمن ترجمہ مولانا احمد التانیسری فرمایا ہے جس مین ایک نئی قسم کا تدخلہ ہے ۔

(نمبر ۵)

صار فکری مستعیناً واحداً		واقتفیٰ تاریخہ فتح قریب ۸۰۱

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو سنہ ۸۰۱ ہجری مین واقع ہوئی شاعر نے فتح قریب مین ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا کیا ۔ اور یہان لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا تدخلہ حسن مین داخل ہے بادی النظر مین ایسا تدخلہ لفظ واحد کے کامل عدد سے سمجھا جاوے گا ۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تدخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ مصرع اول مین ضرور تہا ۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تدخلہ ایک نئے ڈہنگ پر ہوا ہے ۔

(نمبر ۶)

سنیئش از لب افضل شنیدم ا		عطائے باغ از محبوب سبحان ۱۲۸۱=۱+۱۲۸۰

لب افضل سے الف مراد ہے۔ مؤرخ نے ایک کی کمی کو بذریعہ تدخلہ پورا کیا ہے
تاریخ ذیل مین تدخلہ کی ایک جدا شان ہے

(نمبر ۷)

با جانِ ادب سروش سالِ تاریخ د		گفتا شب گشت بندگان عالی ۱۲۶۴=۴+۱۲۶۰

یہ نواب کرناٹک کی تقریب شب گشت کی تاریخ ہے جو افضل الشعرا شیرین سخن خان راقم مغفور نے لکھی تھی۔ جان ادب یعنی (د) کے عدد سے مادّہ کی بھرتی ہوتی ہے۔

ہم نے تدخلہ کی متعدد تمثیلین محض اس غرض سے پیش کین کہ ہر ایک مین تدخلہ کا رنگ جدا ہے۔ شائقین فن اون کے ملاحظہ سے واقف ہو جاوین گے کہ تدخلہ کس کس ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔

اب ہم ذیل مین تخرجہ کی چند مثالین پیش کرتے ہین۔ استادان فن کا قول ہے کہ تقاریب تہنیت کی تواریخ مین تخرجہ سے ہرگز کام نہ لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ تخرجہ غیر محمود مانا گیا ہے۔ خوشی کے مواقع پر غیر محمود طریقہ کا استعمال نامناسب ہے کسی اُستاد نے تاریخ ذیل مین کیا اچھا تخرجہ کیا ہے۔

(نمبر ۸)

التاریخ آگاہ من التخرجہ		قد خرج الرّوح عن المرتضیٰ ۱۲۳۶ھ

یہ تاریخ ایک بزرگ کی رحلت پر لکھی گئی ہے جن کا نام (مرتضی) تھا۔ مرتضی کے عدد ۱۳۵۰ ہیں۔ اور رحلت ۱۳۶۴ھ میں واقع ہوئی تھی لہذا مورخ نے روح کے اعداد ۲۱۴ سے تخرجہ کیا اور بے شک ایسا تخرجہ لطیف ہے۔

اسی طریقہ پر ہم نے فارسی میں ایک تاریخ لکھی ہے

(نمبر ۹)

گفتم تاریخ او روان شد		جان از بدن غلام حیدر

بدن غلام حیدر کے اعداد جمل ۱۳۴۹ ہیں اور انکی موت ۱۲۹۵ ہجری میں واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۵۴ عدد کا تخرجہ کیا

تاریخ مندرجہ ذیل میں تخرجہ کی ایک دوسری شکل ہے

(نمبر ۱۰)

کنند گریہ خلائق بنالہ و فغان		ملائک آہ کشیداز وفات احمد خان

یہ تاریخ احمد خان بنگش کی وفات کی ہے جو ۱۱۸۵ ہجری میں واقع ہوئی وفات احمد خان کے عدد ۱۱۹۱ تھے۔ لائق مورخ نے لفظ آہ کے ۶ عدد کا تخرجہ خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔

اسی طرح تذکرہ مرآۃ الخیال مؤلفہ شیر خان لودی کی تاریخ کسی نے اسی تخرجہ کے ساتھ لکھی ہے۔

(نمبر ۱۱)

این چمن زاریکہ مرآۃ الخیالش گفتہ اند		دارد از حسن معانی یک جہان رنگ کمال
صورت تاریخ انجاش توان بے پردہ دید		گر تامل پردہ بردارد ز مرآۃ الخیال

مرآۃ الخیال کے اعداد ۱۳۱۳ ہین جن مین سے لطافت پسند مورخ نے پردہ کے ۲۱۱ عدد کا تخرجہ کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بچ رہتے ہین جو مساوی ہین سنہ تالیف کتاب کے ۔

حضرت راقم مغفور استاد مؤلف نے ایک حوض کی تاریخ لکھی ہے جس مین تخرجہ کی نئی صورت ہے ۔ (و ہو ہذا)

(نمبر ۱۲)

چو تیار گردید در خانہ باغ		پی نجم دین خوشنما حوض آب
سنش چشم بد دور راقم بگفت		رہے چشمہ چون چشمہ آفتاب

مصرع تاریخی کے اعداد ۱۲۶۱ تھے جن مین سے مورخ نے چشم بد یعنی ب کے دو عدد کا تخرجہ کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہجاتے ہین جو سنہ تعمیر کے مساوی ہین ۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تخرجہ کی ایک نئی شکل ہے ۔ یہ بھی حضرت راقم کی تاریخ ہے ۔

(نمبر ۱۳)

زین شہر فنا امیر ممتاز		چون راہی جادۂ فنا شد	
بے پاے شکیب سال از دل		ممتاز بہشتیان ندا شد	

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ ہین اور موت ۱۲۵۴ ہجری مین واقع ہوئی تھی لہذا شاعر نے پاے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخرجہ کیا ۔

صاحب ہفت قلزم نے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجمی نے لکھی ہے ۔ اس کا تخرجہ بھی پسندیدہ

ہے۔ وہو ہذا
(نمبر ۱۴)

سال نقلش خرد بتعمیہ گفت		از محمدؐ زمانہ خالی شد	

زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہین اور محمدؐ کے عدد ۹۲۔ پس ۱۰۳ سے ۹۲ کا تخرجہ کرنیسے ۱۱ باقی رہ جاتے ہین اور یہی سال ہجری ہے رحلت مبارک کا۔

شائقین فن جمل کو اپنی بصیرت بڑہانے کے لئے تخرجہ کی اس قدر مثالین بہت کافی ہین جو کہ ہم نے پیش کین اور وہ تخرجہ اور تدخلہ محض لچر ہے جو منہ چڑانے کا حکم رکہتا ہے جیسے سر آہ یا سر درد سے کیا جاوے یا سر غم خارج کیا جاے تخرجہ ہو یا تعمیہ ایسی لطافت کے ساتہ ہونا چاہیئے جس سے ہمیشہ دو معنی پیدا ہون۔ ایک عام معنی بلا لحاظ تخرجہ یا تدخلہ اور دوسرے خاص معنی بلحاظ تدخلہ یا تخرجہ۔ اسی کی مثال امثلہ متذکرۂ صدر کی بعض تاریخین ہین۔

اب ہم ذیل مین تیسری قسم کی بہی چند مثالین پیش کرتے ہین جن مین تدخلہ اور تخرجہ دونون کا عمل ہوا ہے تاریخ ذیل کے مصنف نعمت خان عالی ہین

(نمبر ۱۵)

زہق الباطل ست و جاء الحق		معنی فتح شاہ عالم گیر
سال تاریخش از خرد جستم		این چنین گفت عقل خوش تقریر
بو الحسن داشت جا بچار محل		بدرش کرد زان میان تقدیر
چون برون رفت او بجاش نشست		شاہ اورنگ زیب عالم گیر

چار محل کے عدد ۲۸۲ ہین جن مین سے بو الحسن کے عدد ۱۵۷ کا تخرجہ کرنا چاہیئے۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع تاریخ کے ۹۷۳ عدد مین داخل

کرنا چاہیئے مجموعہ ۱۰۹۸ ہوگا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
والہ داغستانی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعرا کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے
جو کہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین لکھا گیا وہو ہذا

(نمبر ۱۶)

این تذکرہ چون طرب فزاے دل شد		تاریخش راز دل خرد سائل شد
گفتا ز ریاض الشعرا رفت خزان		دروی چو بہار سرزدہ داخل شد

ریاض الشعرا کے اعداد ۱۶۱۳ سے خزان کے اعداد ۶۵۸ کا تخرجہ کیا جائے تو
۹۵۵ بچ رہتے ہین پھر اعداد لفظ بہار ۲۰۸ مین سے بلحاظ الفاظ سرزدہ (ب کے
۲ عدد کم کرکے باقیماندہ ۲۰۶ کو ۹۵۵ مین داخل کرین تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہوتے ہین
ہم کہتے ہین کہ یہ عمل لطیف ہے۔ محاورہ دانان زبان فارسی اس تاریخ کی داد دینگے
اسی قسم کی ایک تاریخ موت ہمنے بہی لکھی ہے جس کو ذیل مین عرض کرتے ہین

(نمبر ۱۷)

بندہ سال رحلت خیر النسا بیگم نوشت		شد بگلزار جنان روزیکہ دنیارا گزاشت

خیر النسا بیگم کے عدد ۱۰۲۴ ہین جنکو گلزار جنان کے ۳۶۲ مین بقاعدہ تدخلہ
شامل کرنے سے مجموعاً ۱۳۸۶ ہوتے ہین جس مین سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج
کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہین اور یہی سنہ وفات ہے۔
اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسندنشینی والی سلطنت آصفیہ دام اقبالہ مولوی
عبدالقادر نائطی طاہر تخلص نے لکھی ہے جو ذیل مین عرض کی جاتی ہے۔

(نمبر ۱۸)

افضل الدولہ چو از تخت دکن ۹۸۷ ۱۲۷۴		۱۸۶۹ع	راہی ملک عدم گردید آہ	
گرد از اقبال بر جایش جلوس			میر محبوب علیخان بادشاہ ۱۲۸۲	

تخت دکن کے عدد ۱۲۷۴ ہین جن مین سے افضل الدولہ کے عدد ۹۸۷ خارج کئے جاوین تو ۲۸۷ باقی رہتے ہین پھر ان اعداد باقیہ کو مصرع چارم کے اعداد ۱۳۸۲ مین شریک کرین تو مجموعہ ۱۸۶۹ ہوتا ہے اور یہی سال عیسوی مطلوب ہے واضح ہو کہ اگر کسی مادہ تاریخ مین تعمیہ کی جھلک الفاظ سے نظر آئے اور فی الاصل وہ تعمیہ نہ ہو بلکہ کل اعداد مادہ سے تاریخ حاصل ہوتی ہو تو اس تاریخ کو غلط نہین کہہ سکتے جیسا کہ مرزا وہیر مغفور کی رحلت کی تاریخ میر اسمٰعیل حسین منیر نے لکھی ہے۔

گفت تاریخ وفاتش را منیر اشکبار		عقل بے دل سدرہ بے جبریل منبر بے دبیر ۱۲۹۲

اس تاریخ کو ہم نے اسکے اشعار بالائی کے ساتھ خاتمہ کے دوسرے حصہ مین نقل کیا ہے صاحب الملخص تسلیم نے بیچارے مورخ پر سخت حملہ کرکے فرمایا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے اس لئے کہ مضمون خود کہہ رہا ہے کہ عقل سے دل کو خارج کرو اور سدرہ سے جبریل کو اور منبر سے دبیر کو اور اگر ایسا کیا جاوے اور سالم مصرعہ کے اعداد محسوب نہ ہون تو صرف ۱۰۶۶ عدد حاصل ہوتے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ مضمون تخرجہ کا متقاضی ہے۔ ہماری راے مین حملۂ اعتراضی قابل افسوس ہے لائق مورخ نے بہت اچھی تاریخ لکھی ہے۔

بات یہ ہے کہ ہر ایک ترکیب کو اگر تدخلہ اور تخرجہ کے خیال سے دیکھا جاے تو کچھ نہ کچھ اشارہ اسمین پایا جاوے گا۔ مثلاً اگر کسی شاعر نے یہ مصرع لکھا

کہ (ع ، مسرّت سے کہی تاریخ مین نے) تو اُس کو ہم اسپر مجبور نہین کر سکتے کہ لفظ مسرّت کے سالم عدد کو مادّہ تاریخ مین خواہ نخواہ داخل کرے لیکن اگر فی نفسہ مادّہ تاریخ مین اس قدر عدد کم ہین اور مورّخ نے لفظ مسرّت سے تدخلہ کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تدخلہ لطیف ہے تاریخ متذکرۂ بالا کی بالکل یہی شکل ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض درحقیقت ہٹ دہرمی سے کم نہین ہے اس لئے کہ مورّخ نے مصرع اول مین کوئی اشارہ تخرجہ کا نہین کیا ہے جس کے لحاظ سے مادّہ کے مصرع مین خواہ نخواہ بال کی کہال نکالنے کی ضرورت ہو۔ فافہم۔

(۵) باعتبار تصنیف | باعتبار تصنیف بہی تاریخ کی دو قسم ہین (۱) تاریخ مصنّفہ مورّخ۔ (۲) وہ تاریخ جو مورّخ کی مصنفہ نہ ہو۔ اور تاریخ کا سہرہ مورخ کے سر قائم کرے۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ صرف دوسری قسم کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یہہ ۔ وہ تاریخ ہے جو کسی اوستاد کے مشہور مصرع یا ضرب المثل یا حدیث شریف یا آیۂ کلام اللہ پاک سے حاصل ہو۔ اگرچہ اس قسم کی تاریخ مین مورّخ کو کلام پر ملکیت کا حق حاصل نہین ہے۔ لیکن اہل جمل نے اس قسم کی تاریخون کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکہا ہے اور عموماً عمل یہ رہا ہے کہ جس مصرع کی شہرت عام اُس کے مصنف کے نام سے نہ ہو اُس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیئے کہ فلان اُستاد کے کلام سے ہم نے تاریخ پیدا کی ہے۔ ضرب المثل یا حدیث پاک یا آیۂ قرآنی کی نسبت اس صراحت کی ضرورت نہین ہے۔ اُستادان فن کا قول ہے کہ ایسے مادّون مین خفیف سا لفظی تصرّف اصل کلام کے مقابلہ مین باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تغیر کے بعد بہی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب رجوع ہو جائے۔

اب ہم ذیل مین ایسی چند تاریخین بطور تمثیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔
آزاد بلگرامی نے تذکرۂ ید بیضا مین لکہا ہے کہ نور جہان بیگم نے دم واپسین مین اپنی موت کی تاریخ ایک مشہور مثل سے پیدا کی۔ وھو ہذا۔

تنم عاجزہ در تۂ خاک شد	فلک گفت حُسن بکم جہان پاک شد

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اوس کی تاریخ اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۱۲۹۸ سے لکہی تہی۔

کسی بزرگ نے تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکہنؤ حسب ذیل لکہی ہے۔

گشت تاریخ مصرع اُستاد	امی با آرزو بہ خاک شدہ

کسی اُستاد نے (آیہ کریمہ) اولٓئک مع الذین انعم اللّٰہ سے ۱۰۹۵ھ پیدا کرکے تاریخ لکہی ہے۔

اور ایک بزرگ کے مزار شریف پر ہم نے اُن کی رحلت کی تاریخ (آیہ کریمہ) جنّٰت عدن یدخلونہا (۱۲۸۴ھ) مین کندہ دیکہی ہے۔

اسی طرح ایک مسجد کی تاریخ (آیہ کریمہ) یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا (۱۲۹۶) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے۔

علی ہٰذا حیدر آباد کی مسجد افضل گنج کی تاریخ ۱۲۸۶ھ ہجری (آیہ کریمہ) وأمر اہلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا مین ہے۔

میر عبدالرشید تتوی صاحب فرہنگ رشیدی نے جلوس اورنگ زیب کی تاریخ جو سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں واقع ہوا ایک آیت قرآنی سے حاصل کی ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵) حدیث نبوی عاش حمیداً مات شہیداً سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صاحب ملخص تسلیم نے ذکر کیا ہے۔

(و) باعتبار بیان | باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہیں (۱) بیان واقعی (۲) بیان بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس میں کسی تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی مبالغہ یا بھرتی کے صاف الفاظ میں کیا جائے جیسے مندرجہ ذیل تاریخیں ہیں جنکو ہم نے لکھا ہے۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا انتخاب ہے

وہ محسن وہ مہدی علیخان بہادر	ہوئے آج افسوس دنیا سے رخصت
کہی اس کی تاریخ فکر ولا نے	قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت ۱۳۴۳

یہ تاریخ فارسی بھی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے۔ ولہ

ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار	فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ ۱۳۴۳

تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے۔

لو میاں آج چڑھی بیل منڈھے	آرزو پوری ہوئی کیجیو چین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے	کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

تاریخ ذیل ایک تعمیر سے متعلق ہے۔ ولہ

ہمایوں راجہ بھگوان سنگھ ذی مراتب نے	بنا کی اک عمارت دل کشا دربار نابھا میں
دلائے عرض کی تاریخ ہمت بر محل اسکی	بنا الگن محل پر فضا سرکار نابھا میں ۱۹۵۵

تاریخ ذیل خود ہمارے فرزند کی ولادت کی تاریخ ہے۔

خداوندا بشکر نعمت نتوان سخن گفتن		بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے
بجوشش اعتراف مرحمت گوید ولاؔ سالش		خدا سے بے نیازم داد طالع‌مند فرزندے ۱۲۹۹ھ

ہم نے ایک قسم کی متعدد مثالین صرف نوعیت مختلفہ کی وجہ سے پیش کین تاکہ طالبان فن جمل کو بیان واقعی کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آئے۔

دوسری قسم بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ ہو اگرچہ اس قسم کی بعض تاریخون مین کنایہ یا استعارہ کی وجہ سے لطف سخن دوبالا ہو جاتا ہے لیکن اس کا درجہ بیان واقعی سے کبھی بڑھ نہین سکتا۔ ہم اس کی کامل صراحت محاسن تاریخ کے بیان مین کرین گے انشاءاللہ۔

تواریخ ذیل اس قسم کی مثال ہین۔

سال ولادتش ز عطارد شنیده ام	ولاؔ	گوئی که آفتاب تمنا بر آمده ۱۲۹۸
کلفت زده خاطرم سنش گفت	ذکاؔ	ہے ہے بسر شام شمع مرده ۱۲۹۰

تاریخ بعثت نون معمّا گفتم (شمس الدین بغیر) خورشید قران یافته با ماه تمام ۱۲۴۰

ہم اس تاریخی معمّی کو بیان صنائع تاریخ مین حل کرین گے انشاءاللہ۔

قسم سوم (دعائیہ تاریخ) سے وہ تاریخ مراد ہے جس مین واقعۂ تاریخی کا اشارہ صرف دعا مین ہو۔ جس کی مثال مادہ ہاے ذیل سے واضح ہے۔

کیا خوب لکھی مین نے رسا عقد کی تاریخ		زہرہ کا قران مہر فلک کو ہو مبارک ۱۲۹۴
خجستہ سال ولادت رقم زند منشی		طلوع نیر برج شریف ہمایون باد ۱۲۹۶
ولاؔ سال وفات او رقم زند		خدایا عاقبت محمود بادا ۱۲۹۵

(۳) محاسن تاریخ کا بیان

محققین فنّ جمل نے تاریخ کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فنّ جمل کو نصیحت کی ہے کہ اون کی توجہ اسپر مائل رہے کہ جس قدر ہوسکے محاسن تاریخ کا لحاظ رکھین ہم ذیل مین محاسن تاریخ کی تفصیل کرتے ہین۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان در حقیقت ایک معیار ہے جس سے مورّخ کے نتیجۂ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہوسکتی ہے یعنی ایک تاریخ جو ہمارے روبرو رکھی ہے اوس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کرسکتے ہین کہ وہ کس پایہ کی تاریخ ہے کتنے محاسن اسمین جمع ہین۔

محاسن تاریخ کے قرارداد کا سہرہ درحقیقت متأخرین ہند کے سر ہے۔ تصانیف و رسائل مین بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادون کا صدقہ ہے کہ ہم اون سے واقف ہوکر آج اس کتاب مین اس کا ایک مستقل بیان قائم کرسکے۔ ممکن ہے کہ بعض محاسن مقررہ انہین بزرگون کی ایجاد ہو جیساکہ بعض محاسن کو متاخرین محقّق نے قائم کیا ہے۔

شائقین فنّ جمل اس کو بے بنیاد سمجھہ کر بے توجہی نہ فرماوین اور مَن قال سے بحث نہ کرین بلکہ اپنی نازک خیالی کو ماقال پر محوّل کرین (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد ٭ جب فہم سلیم ہر امر کے ماننے کے قبل اوس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لیے موجود ہے تو پھر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انگاری کا عادی بنتا ہے۔

(الف) میرے استاد مولوی غلام حسین مغفور بلگرامی المتخلص بہ قدر فرماتے تھے کہ

مادّہ تاریخ منثور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیۂ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے مادّہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیئے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے قالب مین داخل کرین اور تبدیل ترکیب وغیرہ کے ساتھ اس خاص مقصد مین کامیابی حاصل کی جائے اور بہ درجۂ لاچاری غیر مطبوع بحر بھی۔ نثر پر فضیلت رکھتی ہے لیکن تبدیل ترکیب مین اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف مین فرق آنے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے مورّخ کو فن عروض مین بھی کچھ نہ کچھ مہارت پیدا کرنا چاہیئے اور ہماری رائے مین اس خاص ضرورت کے لئے زبان اردو مین اُستاد موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت سریع الفہم ہے۔ یا اُستادی مولانا مولوی محمد حسین خان شیرین سخن۔ راقم۔ کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیئے یہ کتاب آخر الذکر اگرچہ زبان فارسی مین لکھی گئی ہے لیکن سلیس عبارت مین مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے۔

(ب) میرے اُستاد شفیق افضل الشعرا شیرین سخن خان مولانا مولوی محمد حسین مغفور راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعرۂ نواب کرناٹک کی تاکید تھی کہ مادّۂ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم مین لکھا جائے۔ جس قدر اُستادان فن سے ہمکو ملاقات کا اتفاق ہوا ہم نے اون سب کو اس کلیہ سے اتفاق کرتے ہوے پایا۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ مادّہ جو مصرع سالم مین ہو اون الفاظ خارج از مادّہ سے معرّا رہتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہین۔ نیز اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرانا چاہے تو ایسا مصرع جو تمام تر مادۂ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہین ہوتا ۔ جو مادہ مصرع سالم مین نہین ہوتا اوسکا شمار منظوم مادّون مین نہین ہوتا جو محاسن تاریخ کی پہلی قسم ہے ۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلما مولانا مولوی سید علی مغفور لکہنوی کامل تخلص کا ارشاد ہر وقت انکی مبارک تصویر کو ہماری آنکھون کے روبرو رکہتا ہے کہ محاسن تاریخ مین زیادہ خیال رکہا جاوے کہ مادّہ تاریخ سے واقعۂ زیر تاریخ اور اوس شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکہی گئی ہے اور بیان واقعہ اس خوبی کے ساتہ ہو کہ مادّہ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو ۔ اس کی مثال خود ہمارا مصرع ہے ۔ (ع) فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت مین جزو نام بہی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہان بگزاشت بیچارہ جہانگیر (۱۲۹۹ھ) بعض مواقع مین خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر فضیلت رکہتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (مہدی علی) شریک مادّہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی ۔

ہمارے استاد مغفور کا قول تہا کہ اسی کا نام اصطلاح جمل مین بیان واقعی ہے اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادّہ تاریخ جس مین واقعہ کی صراحت باظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے ۔ اُسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اون تاریخون کے جن مین یہ پابندی نہ ہو ۔ جن کو اُس کے مماثل اور واقعات سے بہی متعلق کر سکتے ہین ۔

مثلاً اگر کسی موقع میلاد پر مورخ نے یہ مادہ لکھا کہ (ع) گوئی کہ آفتاب تمنا برآمدہ ۱۲۹۸ھ یا کسی سانحہ موت پر لفظ (مغفور ۱۳۲۶) سے سنہ برآمد کیا تو ایسا مادہ بوجہ تعمیم مضمون تقریب و سانحہ مخصوصہ سے خاص نہین سمجھا جا سکتا اس لئے کہ ایک سنہ کے متعدد تقاریب ولادت یا سوانح موت مین انہین مادّون کا استعمال ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان مین نام صاحب تقریب و واقعہ نہین ہے اور نیز یہہ مادّے اور مصرعون کے محتاج ہین جن مین صاحب تقریب کا نام یا واقعہ کا بیان کیا گیا ہو۔

بعض محققین فن کا قول ہے اور ہمکو اس سے اتفاق ہے کہ بادشاہون کے تقاریب غسل صحت مین بیان واقعی سے کام لینا ترک ادب ہے ایسے مواقع پر مادہ تاریخ مین بصراحت نام صرف دعا دینا چاہیئے جس مین ترقی عمر و اقبال یا ردّ بلا کا مضمون ہو۔ یا غسل صحت پر مبارکباد۔

ایک محقق نے سچ کہا ہے کہ بیان واقعی مین صاحب واقعہ یا صاحب تقریب کی منزلت کا لحاظ ضرور رکھا جائے مثلاً ایک وکیل صاحب کی وفات کی تاریخ (ع) مقصود علی نمود رحلت افسوس ۱۳۰۰ھ بہت صاف اور عمدہ تاریخ ہے جس مین نام مرحوم اور واقعۂ رحلت نہایت صاف لفظون مین بیان ہوا ہے۔

لیکن ایک بادشاہ یا امیر کی وفات کی تاریخ ایسے الفاظ مین زیادہ قابل تعریف نہ سمجھی جائیگی بلکہ ایسے مواقع کے لئے ایسا مادّہ زیادہ قابل تعریف ہوگا جس مین جنّت یا اوس کے مماثل الفاظ ہون۔ جیسا کہ ہم نے نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدر آباد کے لئے لکھا تھا یعنی (ع) سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ ۱۳۰۰ھ۔ اس تاریخ کی نسبت

کہنے والے کہہ سکتے ہین کہ اس مین بیان واقعی نہین ہے اور ایک حد تک ان کا کہنا صحیح ہے لیکن صاحب واقعہ کی منزلت کے لحاظ سے اہل جمل نے اس کو بھی بیان واقعی ہی قرار دیا ہے۔

قدر بلگرامی کی رائے تھی کہ بیان واقعی مین الفاظ زائد سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تھے آپ فرماتے تھے کہ مین صرف بھرتی کے الفاظ کا مخالف ہون صفات مین مناسب اور موزون الفاظ کا بڑھانا خصوصًا علماء اور امراء کی تاریخون مین کبھی قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ بغیر اون الفاظ کے وہ تاریخ پھیکی کہلائے گی۔ حضرت ممدوح نے ہمارے اس مادہ کو چل دیئے دنیا سے با اعزاز رفعت یار جنگ ۱۳۱۵ بہت پسند فرمایا اور تحریرًا ہم کو مطلع کیا کہ اس دوسرے مادہ تاریخ ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۱۵ کے مقابلہ مین پہلا مادہ بہتر ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ دوسرے مادہ کی خوبی مین کچھ کلام نہین ہے لیکن اگر کچھ اعزازی الفاظ اسمین ہوتے تو زیادہ پر لطف ہوتا

حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا تقریب کا نام یا جزو نام کثیر الاعداد ہو اور سنہ ہجری کی ایسی تاریخ نہ لکھی جاسکتی ہو جس مین نام یا جزو نام کا لانا ممکن ہو تو ایسی سخت مجبوری مین ترک نام یا جزو نام سے مناسب یہ ہے کہ سنہ ہجری کو ترک کرو اور عیسوی یا سمت یا اور کسی سنہ مین تاریخ لکھو جس کے اعداد مین صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہوسکتا ہو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر مادہ تاریخ مین سالم نام نہ آسکے اور جزو نام خوبصورتی سے مستعمل نہو سکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ نام

کوئی خاص اشارہ اسکی جانب ہو جس سے معاصرین فوراً پہچان جاوین کہ یہ "تاریخ فلان شخص سے متعلق ہے۔ یا واقف لوگ عنوان تاریخ کی مدد سے مادّہ کی خوبی دریافت کرسکین۔ جیساکہ مؤلف کتاب نے اپنے چچا محمود نواز خان کی رحلت پر دعائیہ "تاریخ کہی ہے۔ خدایا عاقبت محمود بادا۔ یا استاد داغ کی رحلت کی تاریخ ہے۔

۱۲۹۵

ہاے وہ داغ دیے گئے دل پر —

۱۳۲۲

(د) ہمارے استاد مغفور نواب فصیح الملک داغ دہلوی اگرچہ فنّ جمل مین بڑے پایہ کے شخص نہ تھے اور وہ خود ہماری ہر ایک تاریخ کی اصلاح کے وقت اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے لیکن سبحان اللہ زبان کے متعلق آپ کی اصلاح کا کیا کہنا۔ آپنے ہمارے بعض اون مادّہ ہاے تاریخ کو کاٹ کر پھینکدیا جن کی ترکیب مین مبتدا سے خبر دور پڑی ہوئی تھی اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن کلام یہ ہے کہ مبتدا سے خبر بہت قریب ہو۔ ہمارے بعض تاریخی مادّون کی ترکیب آپ نے پلٹ دی اور انکی رونق دوبالا فرمادی اور تعقید الفاظ کے آپ ہمیشہ مخالف رہا کرتے تھے۔

آپ کی تاکید تھی کہ بامحاورہ الفاظ کا لحاظ رکھا جاے اس لئے کہ خوبی زبان کا درجہ سب پر مقدم ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عمدہ مضامین نقصان زبان کی وجہ سے خاک مین مل جاتے ہین اور کم درجہ کا مضمون بھی خوبی زبان کے ساتھ چمک اٹھتا ہے۔

آپ ہی کا قول تھا کہ اگر کسی مادہ مین زبان کی خوبی ہو اور صاحب واقعہ کا نام نہ آسکے تو ایسا مادّہ اوس مادّہ پر فائق ہوگا جس مین صاحب واقعہ کا نام تو ہو مگر زبان کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔

(ﮦ) استادان فن جمل نے بالاتفاق کہا ہے کہ محاسن تاریخ مین سب سے بڑی چیز

یہ ہے کہ مادّہ تاریخ بدون تدخلہ و تخرجہ ہو۔ تاکہ مصرع تاریخی کسی دوسری کا محتاج نہ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تاریخ موت مین اعداد لفظ جان یا روح یا روان کا تخرجہ اعداد نام متوفی سے مستحسن مانا گیا ہے اور ایسی تاریخ بے تخرجہ تاریخ سے بہتر مانی گئی۔ جیسے (ع) قدخرج الروح عن المرتضیٰ ۱۴۵۰-۲۱۴=۱۲۳۶
۲۱۴

حضرت کامل مغفور کا قول تھا کہ اگر متوفی کے نام کے اعداد وسال مطلوب سے بڑھے ہوئے ہون تو خود بخود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مادۂ تاریخ مین مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت مین مادہ تاریخ کی بڑی خوبی فوت ہو جائے گی۔ پس اس قسم کے تخرجہ کے بغیر چارہ نہ ہوگا اور ایسا لطیف تخرجہ جیسا کہ مثال بالا مین گزرا تاریخ کو محاسن تاریخ کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا۔

(و) استادان فن جمل کا قول ہے کہ مادّۂ تاریخ مین حتی الوسع بھرتی کے الفاظ آنے نہ پائین۔ مادّہ کی تکمیل کے لئے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیئے جو منشاءً تاریخ کے خلاف نہ ہون اور مضمون سے مناسبت رکھتے ہون۔ مثلاً موت کی تاریخ مین افسوس یا آہ یا ہیہات اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعہ کے صفات۔ مثلاً اس مادّہ مین ہا کر دنیا سے بگئے خورشید جاہ ۱۳۲۲ھ ہا۔ سے کا لفظ بے محل نہین ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور غم کی حالت مین بولا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مادّۂ فارسی مین لفظ وائے۔ سالار جنگ وائے ۱۳۰۴ جہان فنا گزاشت۔ لیکن جو مادہ بھرتی کے الفاظ سے پاک وصاف ہو اسکو ہر حالت مین اور مادو نپر ترجیح ہے۔ جیسے کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

اس خاص باب مین حضرت کامل کی رائے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہین حاصل یہ ہے کہ صفات ممدوح و صاحب تاریخ مین مناسب الفاظ کا لانا جن سے بہرتی نہ معلوم ہو مستحسنات سے ہے یا کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے۔

(ز) متقدمین کے پاس محاسن تاریخ مین یہ بات داخل تھی کہ تاریخ سنہ ہجری سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ سنہ کی خصوصیت محض فضول ہے بلکہ بعض مواقع مین ناخوشنما اور نامناسب ہو جاتی ہے۔ واقعہ یا تقریب کی مناسبت کے ساتہ سنہ کا تعلق ہونا چاہیئے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت مین جہان سنہ ہجری مروّج ہے کسی مسلمان کے لئے تاریخ لکھی جائے تو اس مین سنہ ہجری ہی کا لحاظ رہے۔ یا اگر کسی ہندو کے لئے تاریخ مقصود ہے تو اوس کا مذہبی سنہ اولے ہے۔ اسی طرح عیسائیون کے لئے عیسوی سنہ۔ اور پارسیون کے لئے سنہ نوروز۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام مین ایک ہی سنہ رائج ہے تو اوسی سنہ مین تاریخ کہنا زیادہ مناسب ہے

ہم اس کتاب کے خاتمہ مین حقیقت سنین کو بہی مختصر طور پر لکھین گے جو کہ شائقین فن جمل کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ کا بیان

بیان عام | صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تاریخ مین ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے صنائع و بدائع بہی مخصوص ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام مثلثہ ذیل پر صنائع کا انحصار نہین کرتا

بلکہ صرف اسیقدر صنائع اس مین بیان ہوئے ہین جن کا تذکرہ یا تو محققین جمل نے کر دیا ہے یا عملاً رائج ہین ۔ اور ہمکو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہو سکی ۔

(۱) صنعت عامۃ الورود صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اس کو عامۃ الورود اس لئے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جملہ یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب ہے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہو سکتی ہے ۔

بعض محققین جمل کی راے مین یہ شعبدۂ تاریخ ہے بعض نے اس کو احسن الصنائع کہا ہے اور بعض نے اس کو سہل الممتنع سے موسوم کیا ہے ۔ بڑی حیرت اسکی ہے کہ جن کتابون سے ہم نے اس کتاب کی تالیف مین مدد لی ہے اون مین سے کسی کتاب مین اس صنعت کا ذکر نہین ہے نام خود بتلا رہا ہے کہ اس کے موجد عرب ہین ہمکو یہ نعمت غیر مترقبہ ہماری قوم کے ایک قابل فخر محقق جمل مولانا مولوی ابو طاہر محمد عبد القادر طاہر تخلص سے ملی جن کا پایہ فن جمل مین بلند ہے اور جو دکن کے اہل جمل مین ایک سر برآوردہ شخص ہین جن کے خاندان مین حساب جمل کا علم ابًا عن جد چلا آتا ہے ۔ یہ عربی الاصل ہین انکو اس صنعت کا سبق اون کے والد ماجد سے ملا اور اون کو اون کے بزرگون سے ۔ اس مین کچھ شک نہین کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی لیکن اس فن کی بدقسمتی سے آج رسائل قدیمہ عرب پردۂ خفا مین ہین اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اردو زبان برائے نام اس کی بو باس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزین صرف عالمان

فن کے سینون مین رہگئی ہین اور جو کچھ باقی ہین وہ علم سینہ بن چکی ہین اور سینہ بسینہ چلی آتی ہین ۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر طاہر اگر کریم النفس نہ ہوتے تو آج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعہ سے پبلک کی نذر نہ ہوسکتی ۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ مین مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ اس صنعت مین درکار ہو اول اسکو ایک کاغذ پر لکھنا چاہیئے اور پھر ایک ایسے عدد پر اُس کو تقسیم کرنا چاہیئے جسپر اعداد سنہ بلا کسر تقسیم ہو جائین ۔ اور پھر مقسوم علیہ اور حاصل تقسیم دونون کو محفوظ کر لینا چاہیئے ۔ یہی دونون اس صنعت کی بنیاد ہین ۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین ایک تاریخ اس صنعت مین لکھین تو ہم نے ۱۳۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکھا ۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (۵) کو بھی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکھا ۔ اور ان دونون اعداد الف و ب کا نام اصطلاح جمل مین عدد بنیادی ہے ۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکتے ہون جس مین کسر نہ بچے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بھی محفوظ رکھنا چاہیئے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیئے ۔ اس حالت مین (ج) بھی الف اور ب کے ساتھ عدد بنیادی مین داخل ہوگا ۔ مثلاً اگر ہم سنہ ۱۳۲۶ کو ۱۰ پر تقسیم کرین تو حاصل تقسیم ۱۳۲ ہوگا اور ۶ کی کسرات بچ رہے گی تو ۱۳۲ کا نام (الف) ہوگا اور ۱۰ کا نام (ب) اور ۶ کا نام (ج) اور یہ تینون اعداد بنیادی ہین ۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے سنہ ۱۳۲۵ مین حاصل کرنا چاہتے ہین اور نام (حامد) ہے تو سب سے پہلے حامد کے اعداد ۵۳ پر ۱۳۲۵ کا اضافہ کیا

توسب کا مجموعہ ۱۳۷۸ ہوا پہر اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات احاد مین بچ رہی ۔ یہ امر بالکل ہمارا اختیاری ہے کہ جس عدد پر چاہین ۱۳۷۸ کو تقسیم کرین ۔ مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۳ کی کسرات بچی اب اس ۳ پر ہم نے ۱۲ بڑہائے اور پہر مجموعہ سے ۱۰ گہٹائے ۔ ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تہا کہ ان عملون کے بعد جو کچہہ بچ رہے وہ (ب عدد بنیادی) کے مساوی ہوا ور یہہ فی ذہن المؤرخ رہنا چاہیئے ۔ پہر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوا ۔ یہان تک جس قدر ہمنے عملاً سمجہایا ہے وہ بہت کچہہ ہے شائق صنعت کو بغیر اسکے کام لینا چاہیئے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکہنا چاہیئے ۔

اصل مقصد کو مخفی رکہہ کر اعمال تقسیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچہہ اعمال حسابی کا اس مین شریک کرنا مؤرخ کی فراست پر موقوف ہے ۔ مثلاً ہم اپنا مقصد کو دوسری شکل مین بیان کرتے ہین یعنی لفظ حامد کے اعداد ۵۳ پر ہم نے ۲۶۵ کو بڑہایا (سمجہہ رکہو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پہر مجموعہ ۳۱۸ کو ۶ پر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے ۔ پہر اس مین سے ۱۶۴۳ کو گہٹا دیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۳۲۵ہجری حاصل ہوا ۔

پہر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل مین بیان کرتے ہین کہ لفظ حامد کے اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتہ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو ۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس مین سے ۳۷۹۰ کو خارج کر دیا تو ۱۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پہر حاصل

ضرب پر ۵ کو بڑہایا تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوا ۔

اگر آسان طریقہ سے اس صنعت کو کام مین لانا چاہو تو لفظ یا حرف مطلوب کا عدد حاصل کرو پہر اوس کو ۳۰ پر ضرب دو حاصل ضرب پر ۲۰ کا اضافہ کرو پہر مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کرو اور جو کسرات بعد تقسیم بچ رہین اونکو ۲۶۵ پر ضرب دو تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوگا ۔ اور یہ عمل جمع و ضرب و تقسیم کی ہدایت صرف موٗرخ کی ہدایت پر مبنی ہے جس نے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کے لحاظ سے اس کا قاعدہ قائم کر رکہا ہے ۔ اگر کسی دوسرے سنہ مین تاریخ مقصود ہوگی تو وہ قواعد صنعت کے لحاظ سے ان اعمال مین بہی ترمیم کر سکتا ہے ۔

اس کا اصلی گر اعداد بنیانی کا ضرب ہے اور اس کو ہشیاری اور حاضر مزاجی اور روشن خیالی سے کام مین لانا استاد فن کا کام ہے ۔ جس موٗرخ کو علم حساب مین ید طولیٰ ہوگا وہ اس صنعت مین صرف اسی بیان کے پڑہ لینے سے کامیاب ہوگا جس کو حساب مین دخل نہین ہے اوس کو استاد فن کے سمجہانے کی ضرورت ہوگی

(۲) صنعت خاصّة الوجود یہ صنعت درحقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اس نے اپنے بندون کو کیسے کیسے علوم سکہلائے ہین اور اون کے ذریعہ سے کس قدر دسترس اور قدرت اون کو حاصل ہوئی ہے ۔

اس صنعت کی تخصیص صاحب واقعہ کے نام سے ہے یعنی ہر صاحب واقعہ کا وجود واقعۂ تاریخی کا مظہر ہے خواہ وہ نام کسی زبان کا ہو یعنی صاحب واقعہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یا پارسی اوس کے نام کے کسی ایک حرف یا مجموعۂ حروف کے اعداد سے تاریخ واقعہ حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتہ اظہار

واقعہ کا بھی اشارہ ہو۔ مثلاً میلاد ہے تو میلاد زید یا موت ہے تو موت زید یا شادی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ اسکی نام کے ساتھ کرکے بقاعدہ صنعت خاصۃ الوجود اس نام اور اشارہ کے سالم عدد سے تاریخ حاصل کرین جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہین ہے عجیب بات یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہین ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہین بلکہ اختیار ہے کہ نکاح زید کہین یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کدخدائی یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تقریب کا اظہار ہوتا ہو۔

قادران فن و حاکمان جمل نے کہا ہے کہ سائل۔ جس کو تاریخ کی طلب ہو خود اپنے ذہن مین الفاظ بالا فرض کر لیوے اور اون کے مجموعی اعداد صحیحہ سے مورخ کو آگاہ نہ کرے پھر اِن اعداد کو اپنے ہی ذہن مین مضاعف کرے پھر مورخ سے سوال کرے مورخ بلحاظ سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلا دیگا جس کو اس مجموعہ ذہنی پر بڑھا دیوے۔ پھر اس مجموعہ کی تنصیف اپنے ذہن مین کرے اور حاصل تنصیف سے وہ عدد گھٹا دیوے جو اسنے پہلی مرتبہ اپنے ذہن مین بڑھایا تھا اور جو کچھ اس کے ذہن مین باقی رہجاے اوسکو ایک ایسے عدد سے ضرب دیوے جس کی ہدایت منجانب مورخ ہو نتیجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا مساوی ہوگا۔

مثلاً۔ خالد کی شادی کی تقریب ہے۔ اور ۱۳۲۵ ہجری سنہ مطلوب ہے تو سائل نے اپنے ذہن مین الفاظ خالد کی شادی کو تجویز کر لیا پھر اون کے مجموعی اعداد صحیحہ کو اپنے ہی ذہن مین رکھا پھر بقاعدہ متذکرۂ بالا خود ہی اپنے ذہن

ہین اون اعداد کی تضعیف کی اور پہر مورّخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱۰) کو بڑہایا اوس اوس کے مجموعہ کو بہی اپنے ذہن مین رکہا پہر سائل نے حسب قاعدۂ بالا اس مجموعہ کی تنصیف خود اپنے ذہن مین بلا اطلاع مورّخ کی۔ پہر اضافۂ اوّلین کو حسب قاعدۂ بالا منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذہن کو مورّخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ مورّخ عدد حرف مفروضہ سے محض بے خبر ہے اور جو کچہہ عمل تضعیف وتنصیف ذہن سائل مین ہوا ہے اوس سے بہی بے خبر ہے۔ عدد باقیماندہ سے مورّخ کو اطلاع نہین ہے پہر کیونکر مورّخ کو یہہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی قدرت یا معجزہ یا نجوم یا جادو نہین ہے صرف عبور فن وقواعد معینہ کی واقفیت کا نتیجہ ہے جس سے مورّخ کو مافی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ اگر فنّ حساب مین مورّخ کامل نہ ہو اور اوس کی طبیعت روشن نہ ہو اور قواعد پر اوسکو عبور نہ ہو تو اوس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہوسکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدوّن نہین کرسکتے اور اس کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اذہان کے نذر نہین کرسکتے جن کو پڑہ کر وہ سمجہہ سکین اور صورت ہاے مختلفہ کا حصر بہی ناممکن ہے جن کی تدوین سے قواعد منضبط ہوسکین لہذا ایک ہشت سالہ جنتری ذیل مین ہدیہ ناظرین ہوتی ہے جس کی مدد سے من ابتدا سنہ ۱۳۲۶ لغایتہ سنہ ۱۳۳۳ اس صنعت مین مورّخ عمل کرسکتا ہے ہم نے جن قواعد پر اس جنتری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب مین بیان

کر دینا کچھ آسان نہین ہے اور ہر درجہ کے موّرخ کو سمجھانے مین کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ قواعد اس قدر وسیع ہین اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہین کہ اونکو عبارت مین بیان کرنا ممکن تو ہے لیکن نہایت دقّت طلب ہے اور ایک خاص حصہ اس کتاب کا اون کے بیان کرنے مین صرف ہوگا لہذا ہم نے اس جنتری کو ذریعہ سے سنہ ۱۳۳۱ سے ۱۳۳۳ تک موّرخین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا پیش کر دیا ہے سنین آلہی و عیسوی و سمّت کی مطابقت بھی اسی کے ساتھ عرض کر دی ہے اور یہی ۴ سنہ زیادہ مروّج ہین۔ سنہ ۱۳۳۴ ہجری کے لئے یہ جنتری بے کار ہوگی۔ اگر اس سنہ مین کسی موّرخ نے محنت شاقّہ کو برداشت کر کر اور کوئی جنتری آیندہ سنین کے لئے شائع کر دی تو عام موّرخین کو اوس سے فائدہ پہونچیگا

ہم امید کرتے ہین کہ سنہ ۱۳۳۳ کے بعد کوئی نہ کوئی استاد جمل اس کام کو پورا کر دیگا بشرطیکہ وہ بالطّبع تنگ چشم نہ ہو۔

واضح ہو کہ جنتری موجودہ مین بمقابلہ سنین صرف دو عدد بیان کئے گئے ہین (۱) وہ جو موّرخ کے حکم سے بڑھایا جاویگا۔ (۲) وہ جسمین موّرخ کے حکم سے ضرب دی جائیگی باقی عملہاے حسابی کے متعلق وہی اصول عام کافی ہین جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہے

جس سنہ کے مقابلہ مین صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سنہ کے متعلق اس صنعت کا استعمال متعذر ہے۔ لیکن جن استادان فن کو اس فن مین عبور کامل اور ید طولی حاصل ہے وہ اون سنین مین بھی اس صنعت کو کام مین لاسکتے ہین اور یہ بات استاد فن کی قوّت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکھہ کر نہین سمجھا سکتے۔

سنہ ہجری			سنہ فصلی			سنہ عیسوی			سنہ سمت		
سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
سنہ ۱۳۲۶	۱۲	۲۲۱	سنہ ۱۳۱۷	۶	۴۳۹	سنہ ۱۹۰۸	۸	۴۷۷	سنہ ۱۹۶۴	۸	۴۹۱
سنہ ۱۳۲۷	۰	۰	سنہ ۱۳۱۸	۴	۶۵۹	سنہ ۱۹۰۹	۰	۰	سنہ ۱۹۶۵	۱۰	۳۹۳
سنہ ۱۳۲۸	۱۶	۱۶۶	سنہ ۱۳۱۹	۰	۰	سنہ ۱۹۱۰	۴	۹۵۵	سنہ ۱۹۶۶	۴	۹۸۳
سنہ ۱۳۲۹	۶	۴۴۳	سنہ ۱۳۲۰	۱۶	۱۶۵	سنہ ۱۹۱۱	۶	۴۳۷	سنہ ۱۹۶۷	۰	۰
سنہ ۱۳۳۰	۲۰	۱۴۳	سنہ ۱۳۲۱	۰	۰	سنہ ۱۹۱۲	۱۶	۲۳۹	سنہ ۱۹۶۸	۳۲	۱۲۳
سنہ ۱۳۳۱	۰	۰	سنہ ۱۳۲۲	۴	۶۶۱	سنہ ۱۹۱۳	۰	۰	سنہ ۱۹۶۹	۰	۰
سنہ ۱۳۳۲	۸	۳۳۳	سنہ ۱۳۲۳	۰	۰	سنہ ۱۹۱۴	۴	۹۵۷	سنہ ۱۹۷۰	۴۰	۹۸۵
سنہ ۱۳۳۳	۰	۰	سنہ ۱۳۲۴	۴	۶۶۲	سنہ ۱۹۱۵	۱۰	۳۸۳	سنہ ۱۹۷۱	۶	۶۵۷

اس جنتری کے خانۂ ۲ کا عدد صنعت عاتمۃ الورد کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقین جمل کو اس جنتری کی تیاری مین بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

جن سنین کے مقابلہ مین صفر ہے اون مین صنعت خاصّۃ الوجود ہی سنہ تاریخ لکھنا مقصود ہو تو۔ طالب فن اوس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ جنتری کے حقائق سے آگاہ ہو کر جنتری تیار کرنے کی صلاحیّت حاصل کرے۔ اور یہ صرف مشق پر موقوف ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اوس سنہ کے مطابق دوسرے سنہ سے کام لیا جائے مثلاً ۱۳۲۷ھ ہجری مین تاریخ نہ لکھہ سکے تو ۱۳۱۸ فصلی مین لکھی جائے یا ۱۹۶۵ سمّت سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت مقطّعۂ ترتیبی | صنعت مقطّعہ ترتیبی وہ صنعت ہے جس مین حروف تاریخی کے اعداد جدا جدا ایک سطر مین ترتیب کے ساتھ لکھے جاوین اور بغیر میزان دینے کے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ جیساکہ نواب عبدالباریخان متوجد مدراسی نے ہمارے آقاے ولی نعمت دام ظلہم کی سالگرہ چہل سالہ کی تاریخ لفظ (جبلی) سے پیدا کی ہے جبلی زبان انگریزی کا لفظ ہے اور ایسے ہی تقاریب کے لئے مستعمل ہے اور اُردو مین بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ پس لائق مورخ نے چارون حروف لفظ جبلی کے اعداد سے بصنعت مقطّعۂ ترتیبی وبسط تنزّل عددی تاریخ حاصل فرمائی ہے ج ب ل ی
بسط تنزّل عددی کی وجہ سے عشرات کا صفر جاتا رہا۔ اور مقطّعۂ ترتیبی کی وجہ سے ۱۳۲۳ھ حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف تاریخ ہے۔

اس کو بلحاظ اجتماع صنعتین مجمع الصنائع بھی کہہ سکتے ہین جو صنائع تاریخ کی ایک خاص قسم ہے۔

شیخ عبد الجلیل بلگرامی نے فتح ستارہ گڈھ کی تاریخ بھی اسی صنعت مین لکھی ہے جس کا ذکر میر غلام علی آزاد نے فرمایا ہے۔ و ہو ہذا۔

چو شاہ ابہام زیر خنصر آورد		بور د اسم اعظم در شمارہ
ز انگشتان شد بر تہ ابہام		برابر چار الف کردم نظارہ

چار الف گویا اس کے اعداد کو جو شابہ بحرف الف ہین مقطعۂ ترتیبی کے قاعدہ سے لکھیے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

رسائل مسبوق الذکر مین اس صنعت کا کوئی تذکرہ نہین ہے۔ ہم نے اپنے استاد جل قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس کے موجد عجم ہین۔

(۴) صنعت تجمیع یہ وہ صنعت ہے جس مین صرف چند الفاظ مناسب واقعہ جمع کر دینے سے سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ استادی مولوی سید علی کامل تخلص فرماتے تھے کہ اس کے موجد صرف اہل ہند ہین۔ اس صنعت مین بعض تاریخین تو ہماری نظر سے گزری ہین لیکن اس نام کو ہمنے کسی رسالہ مین نہین پڑھا۔ کسی استاد نے اسی صنعت مین ایک موت کی تاریخ لکھی ہے۔ و ہو ہذا۔

بسال موت قارون زمانہ		اثاث و مال و زر آمد فراہم

لفظ اثاث کے عدد ۱۰۰۲ ہین اور لفظ مال کے عدد ۷۱ اور لفظ زر کے عدد ۲۰۷ ان سب کا مجموعہ ۱۲۸۰ ہے اور یہی سال وفات ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے بذیل (مخترعات بندہ) اسی قسم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ و ہو ہٰذا۔

طبع را حرمان گرفت و حال شد مقبول ہیم	دل پسند در دگشت و سینہ را بگزید غم

اعداد لفظ طبع (۸۱) و حرمان (۲۹۹) و حال (۳۹) و ہیم (۵۲) و دل (۳۴) و درد (۲۰۸) و سینہ (۱۲۵) و غم (۱۰۴۰) کو جمع کرنے سے ۱۸۷۸ ہوتے ہین اور یہی عیسوی سنۂ مطلوب ہے۔

مورّخین ہند سے اکثر بزرگون نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین اور متعدد کتابون مین چھپی ہین۔ صاحب ملخص تسلیم کا عنوان غالباً اس ایجاد اور اختراع کی بنیاد پر ہوگا کہ آپ نے طبع کے لئے حرمان کو پسند کیا۔ اور حال کو ہیم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو درد کی پسندیدگی عطا کی۔ اور سینہ کو غم کی نذر کیا۔ بے شک اسی کیفیت نے اس صنعت کو آپ کے مخترعات مین داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا یہہ آپ ہی کا حصہ تہا۔

(۵) صنعت تضاعف | اس صنعت مین بہت کم تاریخین ہماری نظر سے گزری ہین مادۂ تاریخ کے اعداد کو دوچند کرنے سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بھی روشن خیالان اور طبّاعان ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری رائے مین یہ صنعت، صنعت تضارب مین من وجہ داخل ہے۔

یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت تضاعف ہے۔

ضیاے حیدرآبادی کی ایک تاریخ اسی صنعت مین ہماری نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

مبارک ہو دولہن کی رونمائی — حبیب اللہ مسرّت سے ہین مخمور
ضیائے عرض کی جلوہ کی تاریخ — مضاعف ہو گیا نورٌ علیٰ نور

نور علی نور کے اعداد ۶۲۲ ہین جنکو مضاعف کرنے سے ۱۲۴۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

رفعت حیدرآبادی کی ایک تاریخ بہی ہمنے اسی صنعت مین دیکھی ہے وہو ہذا

سرکار کو ملی ہے وکالت حضور کی — دربار شہ مین آپ کا رتبہ ہوا بلند
جب نذر دی تو شاہ نے تلوار کی عطا — ہاتف نے دی ندا کہ مراتب ہو دو چند

لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دوچند کرنے سے سنۂ مطلوب ۱۲۸۶ حاصل ہوتا ہے۔

(۶) صنعت تناصف | مادّۂ تاریخ کے اعداد کو ۲ پر تقسیم کرنے یا اونکی تنصیف سے سنۂ مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصف ہے۔ بعض استادون نے تنصیف کا عمل کئی مدارج تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل مین بیان ہوئی ہے۔

الغرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس مین مزید ندرت کا پیدا کرنا یا ایک تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لینا طبّاع مورّخ کا اختیاری عمل ہے۔

صنعت تناصف کی ایک مثال ہم ذیل مین عرض کرتے ہین یہ تاریخ ہم نے حیدرآباد مین سنی ہے۔ یہ بات متحقق نہ ہو سکی کہ اس کے مورّخ کون بزرگ ہین وہو ہذا

جب کمان اتری تو سرداری رفو چکّر ہوئی — خور بعد الکور کے معنی ہوئے سب پر عیان
کی جو فکر جا نگزا تاریخ کا بیوگل بجا — گھٹ کر آدہے رہ گئے بخشی وکار اندجان

بخشش ذکار اسد خان کے اعداد ۲۳۵۰ ہین جنکی تنصیف سے ۲۳۵ ہجری حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

طبعزاد ناسخ مغفور

افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نو رقم کن
از جاے حکیم ہشت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کرکن

ظاہر ہے کہ (ح) کے عدد (۸) ہین جب اس کی تنصیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔ اس تاریخ مین صنعت "تناصف اور بسط تکسیر دونون سے کام لیا گیا ہے اور بلحاظ صنائع متعددہ اسکو مجمع الصنائع کہہ سکتے ہین۔

چوتھے مصرع مین مرتبہ کا لفظ معنی خیز ہے یعنی ترتیب کے لغوی معنی یکے بعد دیگرے لاتنے ہین اور اصطلاح جمل مین مرتبہ اوس مقام کا نام ہے جو ایک سطر مین ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصف سہ گانہ کے حاصل کو ایک ہی سطر مین لکہنے کے لئے یہ لفظ اشارہ کرتا ہے۔ اور مرتبہ کے دوسرے معنی بہی اس مصرع مین بیکار نہین ہین ۔ ہماری راے مین اس صنعت کو صنعت تناصفِ مرتّب کہنا چاہیے جس مین یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ ایک سطر مین لکہتے ہین ۔ اور صنعت تناصف کی عام تعریف کے مقابلہ مین اسکو خصوصیت ہے۔

(۷) صنعت تضارب | صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد مین ضرب دینے سے

سنۂ مطلوب حاصل ہو - کہا گیا ہے کہ یہ صنعت عجمیون کی ایجاد ہے -
تاریخ ذیل اقبال استرآبادی سے منسوب ہے جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

فیاض زمانہ از زمن شد		تا رست جہان بماتم او	
اقبال بصنعت تضارب		چار آہ کشید در غم او	

لفظ چار کے عدد ۲۰۴ ہین جن کو عدد آہ ۶ مین ضرب دینے سے ۱۲۲۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے -

بعض استادان ہند نے لفظ مطلوب کے اعداد کو ایک خاص ہندسہ مین ضرب دینے کا حکم دیا ہے اور ایسی تاریخ بھی من وجہ اسی صنعت مین داخل ہو سکتی ہے جیسا کہ داغ دہلوی نے طوبیٰ آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین ولیعہد بہادر گورگان کی تاریخ لکھی ہے - و ہو ہذا -

غم فتح ملک سلطان چہ بلای جان و دل شد	دہدش مقام جنت ز کرم کریم غفار
چو ز داغ سال رحلت دل دردمند پرسید	بکشید آہ حسرت دو صد و دو وازدہ بار

اس تاریخ مین استاد نے صرف لفظ آہ کے اعداد (۶) کو ۲۱۲ مین ضرب دیا ہے جس کا حاصل مساوی ہے سال مطلوب ۱۲۷۲ کا -

ہماری رائے مین الفاظ مصرع چہارم اس کے متقاضی ہین کہ (آہ حسرت) کے اعداد تاریخ مین محسوب ہون - لیکن شمار تاریخ مین صرف (آہ) کے عدد محسوب ہوئے ہین اور یہ نازک بات شائقین فن جمل کو ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے -

(۸) **صنعت اعجام** اعجام زبان عربی کا لفظ ہے جس کے مرادی معنی نقطہ دار حروف سے کام لینے کے ہین - صنعت اعجام فن جمل مین اوس مادۂ تاریخ کا نام ہے

جس میں یا تو صرف حروف معجمہ میں لکھا جاوے یا مہملہ کو چھوڑ کر صرف معجمہ سے تاریخ حاصل کی جائے قطعات تواریخ ذیل صورت آخرہ کی مثال ہیں ۔

تاریخ فوت شاعر فوقیا نام از جناب باقر گیلانی در صنعت اعجام

سال تاریخ گفت گیلانی	بود در خلق فوقیا فائق

ب۔خ۔ق۔ف۔ق۔ی۔ف۔ی۔ق ۔ کے اعداد سے سنہ ۱۰۸۲ھ حاصل ہوتا ہے

تاریخ تعمیر بیت العزای اہل بیت اطہر طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر۔ اوج ۔ لکھنوی

ساخت چون ناموس آغا سید جنت مکان	این معلی بارگاہ بادشاہ کربلا
حرف منقوطی شمردہ اوج تاریخش نوشت	شد بنا بیت العزاے اہل بیت مصطفیٰ

حروف معجمہ ۔ ش ۔ ب ۔ ن ۔ ب ۔ ی ۔ ت ۔ ز ۔ ی ۔ ب ۔ ی ۔ ت ۔ ف ۔ ی سے سال مطلوب ۱۲۸۳ حاصل ہوتا ہے ۔

(۹) صنعت اہمال | حروف مہملہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت اہمال کہتے ہیں اس صنعت کو مورخین نے دو طرح پر استعمال کیا ہے۔ بعض نے مادۂ تاریخ کو تمام تر حروف مہملہ سے لکھا ہے۔ اور بعض نے مادہ سے صرف حروف مہملہ کو محسوب کرکے تاریخ حاصل کی ہے۔

تاریخ ذیل جناب عنایت حسین بلگرامی کی طبعزاد ہے جو جمل صغیر و بسیط میں لکھی گئی ہے ۔ اور مادہ تاریخ کا سالم مصرع صنعت اہمال کی پہلی قسم میں ہے

خدیو داور سلطان عالم ظل سبحانی	چو از فضل الٰہی یافت اکنون صحت کامل
سنش در قطعۂ بے لفظ اندر مصرع آخر	بجوان در بینات و در زبر بے بیش وکم ایدل
یکے در بینات آمد دگر سنہ در زبر پیدا	بطرز سہل آوردم بنظم این صنعت مشکل

کسے گر زین نمط شعری تواند گفت بسم اللہ
سحرگاہم دعا الحمد للہ کارگر آمد
معًا در مصرع مدح ملک اعداد سال آمد

بشاگردی وخط میدہم ای خسرو عادل
کہ آمد سر دیا اسلام باآرام دل حاصل
سرو سردار وہ ہر اہل کمال و مالک عادل ر
۱۲۶۹

(۱) مصرع آخرین کے زبرین بہی ۱۲۶۹ موجود ہے اور بینات سے بہی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل مین کی ہے۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	ر	د
اعداد	۶۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰	۴
بینات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا	ال
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۱۰	۱	۳۱

زبر	ہ	ر	ا	ہ	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵	۳۰	۲۰	۴۰	۱	۳۰
بینات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱	۱۱۰	۱	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بینات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹	میزان حروف بینات ۱۲۶۹

تاریخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر اوج لکہنوی کی طبعزاد ہے جو کسی بزرگ کی حلت پر بصنعت اہمال قسم دوم مین لکھی گئی ـ

گفتم بحروف مہملہ سال		در قصر ارم بنود آرام ۱۳۰۱	✓

(۱۰) صنعت مسروری و ملفوظی و مکتوبی | صنعت مسروری وہ صنعت ہے جو صرف حروف مسروری کے شمار کرنے سے مادۂ تاریخ پیدا کرے ـ

حروف مسروری بقول صاحب ہفت قلزم ـ ب ـ ت ـ ث ـ ح ـ خ ـ ر ـ ز ـ ط ـ ظ ـ ف ـ ھ ـ ی ـ ہین ـ جن کے تلفظ مین صرف حرف الف اونکے ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے ـ اسی طرح ـ ا ـ ج ـ د ـ ذ ـ س ـ ش ـ ص ـ ض ـ ع ـ غ ـ ق ـ ک ـ ل ـ کا نام حروف ملفوظی ہے ـ اور م ـ ن ـ و ـ کو صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکہا ہے ـ پس اگر مادۂ تاریخ صرف حروف ملفوظی یا مکتوبی مین لکہا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہین ایک شادی کی تقریب پر ہم نے تاریخ ذیل صنعت مسروری مین لکھی ہے جو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے ـ

در صنعت مسروری گفتم سنۂ شادی		خورشید فلک را شد مسعود قران ماه ۱۲۹۵ھ

مصرع آخر سے ہم نے صرف ـ خ ـ ر ـ ی ـ ف ـ ر ـ ر ـ ہ ـ کو محسوب کیا ہے ـ اور اس مصرع مین حروف مسروری یہی ہین ـ

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادۂ تاریخ کی صرف حروف متحرکہ کے عدد شمار کیے جاوین اور ساکن حروف کو چہوڑ دین ـ جیساکہ ہندوستان کے جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تاریخ لکھی ہے ـ

میرے استاد نے حقیقت مین	یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب
فکر تاریخ اسے تمیز جو کی	مادہ مل گیا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جو لیا	ہوئی تاریخ کیا عجیب و غریب ۱۲۹۳ھ

مورّخ نے اس مادّہ تاریخ سے صرف ۔ ک ۔ ع ۔ج ۔غ ۔ ر ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ ہماری رائے مین واو بھی محسوب ہونا تہا اس لیے کہ اس کا شمار اس مصرع مین حروف متحرکہ مین ہوگا نہ ساکنہ مین ۔ صاحب افادہ تاریخی نے بھی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے ۔ اس کے موجد اور مخترع غالباً اہل ہند ہین ۔

(۱۴) صنعت تسکین | صنعت تسکین ۔ صنعت ماضیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہین ۔ ہماری رائے مین غالباً یہ صنعت بھی طبّاع مورّخین ہند کی ایجاد ہے ۔ کلام عرب و عجم مین اس کی کوئی مثال نہین ملی ۔ ایک مورّخ دکن نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔

جہان سے چلا ۔ بندۂ نیک ذات	کرم اس پہ کر اسے غفور الرّحیم
ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت	خدا بخش کو بخشدے اے کریم ۱۸۶۸ع

اس مادّۂ تاریخ مین جو سنہ علیسوی مین لکھا گیا ہی صرف حروف ساکنہ یعنی ا ۔خ ۔ ش ۔ و ۔ خ ۔ش ۔ ی ۔ ی ۔ ی ۔ م ۔ کے عدد محسوب ہوئے ہین جو مساوی ہین ۱۸۶۸ء علیسوی کے ۔(افادہ) ہماری رائے مین اس بات کا اظہار مصرع سوم مین ضروری تہا کہ یہ تاریخ سنہ علیسوی مین لکھی گئی ہے ۔

مادۂ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے مورّخ نے حرف ساکن کا اشارہ کیا ہے ۔ ہم کہین کہین اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لئے کر رہے ہین

کہ طالبین وشائقین فن کو بیراہی نہ ہونے پائے اور امثلہ پیش شدہ کی سند پڑھ وہ اپنے کلام مین غلطی کرنے نہ پاوین۔ ہمکو ہرگز حرف گیری مقصود نہین ہے۔

(۱۳) صنعت مفردہ ومرکبہ | صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے تاریخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت منفصل بھی کہتے ہین۔ اور صنعت مرکبہ وہ جو حروف مرکبہ سے تاریخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت متصل بھی کہا ہے اس کے موجد مورخین عجم ہین۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر ومنظور کی تاریخ ایک مصرع مین چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ وہو ہذا۔

کتاب ناظر ومنظور ہین کہ ہر بیتش	ز آسمان کمال ست آیتے منزل
چو درس دولت واقبال میرسد بنظام	ازین کتاب کہ در بے مثالیست مثل
سزد کہ از پی تاریخ نظم وے گویم	دہی نظام در درج درس درج دول ۹۶۶
گرہ کشائے خیالم زمصرعے کہ گزشت	چہار عقدۂ تاریخ مے کند منحل
یکے زجملہ حروفے کہ داخل نقط است	دوم ازانچہ درو نیست نقطہ را مدخل
سوم ازان کلماتے کہ واصل اند بہم	چہارم آنکہ در آیند عکس آن بعمل

منقوطہ حروف مادۂ تاریخ مین ی ن ظ ج ج ہین ان کے اعداد
۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے
غیر منقوطہ حروف د ہ ا م د ر د ر د ر س د ر د و ل
ہین ان کے اعداد کا مجموعہ ۴ + ۵ + ۱ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہے ۹۶۶ کا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

حروف متّصلہ یعنی مرکّبہ کے الفاظ (ہے - نظا) سے - ہ - ی - ن
ظ - ا - حاصل ہوتے ہین جن کے اعداد - ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰+۱
مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے -

حروف منفصلہ یعنی مفردہ د - م - د - ر - د - ر - ج - د - ر - س - د
ر - ج - د - و - ل - کے اعداد ۴ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰
۳ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۳ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہین
۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے -

یہ بے بہا تاریخ نہ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع گزشتہ سے صنعت نمبر ۸ - اعجام اور صنعت نمبر ۹ - اہمال کی بہی مثال ہے اور نیز اس کو مجمع الصنائع کی بہی تمثیل خیال کرنا چاہیے جس کا بیان آگے آویگا

(۱۴) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے کہ مادّۂ تاریخ کے کل الفاظ مین اتّحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی یا تو مادّہ کے کل الفاظ مفتوح ہون یا مکسور یا مضموم - ہماری راے مین یہ بہی ممکن ہے کہ شعر یا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تاریخ نکلے یا صرف مکسور و مضموم الفاظ ہی سے تاریخ حاصل کی جاوے -

ایک بزرگ نے اس صنعت مین خود اپنے دیوان کی تاریخین لکھی ہین جن کو ہم نے ملخّص تسلیم سے نقل کیا ہے -

جو سلطان مطابع کا ہے جب وہان سے	یہ دیوان سارا ہمارا چہپ آیا
بُرا یا بہلا الغرض سب یہ جیسا	جگر کا لہو دل کا پیارا چہپ آیا

خطا اپنی اور سہو کاتب کا جو تھا	گوارا و یا ناگوارا چھپ آیا
مناسب یہ جانا کہ تاریخ لکھوں	لبوں کا محب دل کا پیارا چھپ آیا
قبول اس کی تاریخ پر فتح کرکے	خطا کار کا قول پیارا چھپ آیا ۱۲۷۲

وله تاریخ دیگر بقید کسره

صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا	تعجیل ہوئی لگی نہ کچھ اسمیں دیر
ہر بیت محب کی خانۂ دل میں بسی	ہر مصرع ہو گیا عدو کو شمشیر
ہاتف نے ندا یہ دی کہ تاریخ تو لکھ	صنعت کی طرف توسنِ خامہ کو پھیر
جب غیب سے یہ حکم ہوا مجھ کو قبول	چاہا حرکت نہ آسے کوئی جز زیر
ناگاہ میرے سینہ سے آئی آواز	دل کی اقلیم کس نے کی شعر سے زیر ۱۲۷۲

وله تاریخ دیگر بقید ضمه

این نظم شیرین آنقدر شد روبرویش شهد شور	روشن نگاه دوستان چشم حسودان باد کور
هر کس چشید شیرینیش مشهور گردد شهد خور	در قید ضمّه سال بین از حسن و لطف و زور و شور ۱۲۷۲

تاریخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہوتے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ شاید بغلطی کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غلط چھپا ہو۔

(افادہ) تاریخ دوم وزن رباعی پر ہے جس میں متأخرین اور متقدمین نے چار مصرعوں سے زائد لکھنا پسند نہیں فرمایا اور قواعد عروض کی رو سے پہلے مصرع میں قافیہ ہونا شرط ہے۔

(۱۵) **صنعت ازدواج** صنعت ازدواج وہ صنعت ہے جس میں ایک شعر کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لیں اور اسی شعر یا دوسرے شعر کے پہلے یا دوسرے

مصرع سے حروف مہملہ لین اور دونون کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل کرین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرۂ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر اون کے اعداد سے تاریخ نکالین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرۂ صدر سے حروف ساکنہ و متحرکہ یا حروف مسروری و ملفوظی یا حروف ملفوظی و مکتوبی یا حروف مسروری و مکتوبی لےکر اونکے اعداد سے تاریخ نکالین۔

اس صنعت کے موجد مؤرخین عجم ہین۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تاریخ سنجر اصفہانی نے لکہی ہے جس مین صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آوے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اہمال بہی ہے اور اسی تاریخ کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین۔ و ہو ہذا

بادشاہ دہر بابر کجا ل عدل بود		واقف احسان عالم مصدر لطف الٰہ
۹۳۷ھ		۹۳۷ھ
سال جان اوگزیدن جا بفردوس بگوے		جا بفردوس بد برگزید بابر بادشاہ
۹۳۷ھ		۹۳۷ھ

اس قطعۂ تاریخ مین (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لئے جاوین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونون کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت

ازدواج سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف غیر منقوطہ مصرع اول از شعر اول	ا	د	ا	ه	د	ه	ر	ا	ر	ا	ل	م	میزان اعداد ۹۳۶ھ
	۱	۴	۱	۵	۴	۵	۲۰۰	۱	۲۰۰	۱	۳۰	۴۰	
حروف منقوطہ مصرع ثانی از شعر اول	ا	ل	ع	د	ل	و	د	ق	ف	ن	ف	۰	
	۱	۳۰	۷۰	۴	۳۰	۶	۴	۱۰۰	۸۰	۵۰	۸۰	۰	

(۳) تیسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لیں اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف مہملہ۔ تو دونوں کے مجموعۂ اعداد سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف منقوطہ مصرع اول از شعر اول	ب	ش	ب	ب	ب	ب	و	ا	ا	ح	س	ا	ع	میزان اعداد ۹۳۶ھ
	۲	۳۰۰	۲	۲	۲	۲	۶	۱	۱	۸	۶۰	۱	۷۰	
حروف غیر منقوطہ مصرع ثانی از شعر اول	ا	ل	م	م	ص	د	ر	ل	ط	ا	ل	ه	۰	
	۱	۳۰	۴۰	۴۰	۹۰	۴	۲۰۰	۳۰	۹	۱	۳۰	۵	۰	

(۴) چوتھا لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعوں سے صرف حروف معجمہ لیں تو ان کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت اعجام سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف معجمہ مصرع اول از شعر دوم	ج	ن	ز	ی	ن	ج	ب	ف	ش	ب	ی	میزان اعداد ۹۳۶ھ
	۳	۵۰	۷	۱۰	۵۰	۳	۲	۸۰	۳۰۰	۲	۱۰	
حروف معجمہ مصرع ثانی	ج	ی	ف	ب	ب	ز	ی	ب	ب	ب	ش	
	۳	۱۰	۸۰	۲	۲	۷	۱۰	۲	۲	۲	۳۰۰	

(٥) پانچوان لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونون مصرعون سے صرف حروف مہملہ لین تو اون کے مجموعی اعداد سے بصنعت اہمال سال مطلوب حاصل ہوتا ہے ـ

حروف مہملہ مصرع اول و دوم شعر ثانی																	میزان اعداد ۹۳۷
	س	ا	ل	ا	ا	و	ک	د	ا	ر	د	و	س	ک	و	٠	
	٦٠	١	٣٠	١	١	٦	٢٠	٤	١	٢٠٠	٤	٦	٦٠	٢٠	٦	٠	
	ا	ر	د	و	س	ا	د	ک	د	ہ	ا	ر	ا	د	ا	ہ	
	١	٢٠٠	٤	٦	٦٠	١	٤	٢٠	٤	٥	١	٢٠٠	١	٤	١	٥	

(١٦) صنعت معکوس | صنعت معکوس وہ صنعت ہے کہ جب مادّہ کے حروف کو اولٹ دین تو صوری سنہ ظاہر ہو ـ جب نواب سہراب معزول ہوئے تو کسی استاد نے اس واقعہ کی تاریخ لکہی (ع) کیا چرخ نے نوّابی سہراب کو اولٹا ہو اگر نوّابی سہراب کے حروف کو اولٹ دین تو بارہ سی باون کے الفاظ حاصل ہوتے ہین اور یہ نہایت لطیف اور دقیق صنعت ہے ـ لیکن اس کو فن جمل سے کچھہ تعلق نہین ہے بدین لحاظ کہ تاریخ کے اقسام مین صوری تاریخ کا ذکر ہوا ہے ہم نے اس صنعت کو بہی ہدیۂ ناظرین کرنا مناسب خیال کیا ـ

(١٧) صنعت مسجّع | معزز ناظرین کتاب غالباً صنعت سجع سے واقف ہین جو بدائع بلاغت کی ایک قسم ہے ـ یعنی کسی شخص کے نام کو کسی فقرہ یا مصرع مین اس طرح لانا کہ اوس فقرہ یا مصرع کے معنون کے لحاظ سے وہ نام تکلم کے طور مستعمل نہو ـ اہل جمل نے اس صنعت سے صنائع تاریخ مین بہی کام لیا ہے جیسا کہ کسی استاد نے میر الٰہی بخش کی رحلت کی تاریخ مصرع ذیل (ع) الٰہی بخشدے اپنے کرم سے (١٣٢٢) سے حاصل کی ہے ـ اور اسی تاریخ مین صنعت بسط نفری بہی ہے

جس کا بیان بضمن بیان (بسط) آوے گا۔

اس تاریخی مصرع مین (آلٰہی بخش) کا نام عَلَم کی حیثیت سے نہین مستعمل ہوا ہے بلکہ اجزاء علم اپنے خاص معنون مین مستعمل ہین۔

ہم نے بھی اس صنعت مین اپنے دوست میر قربان حسین مغفور کی رحلت پر ایک تاریخ لکھی ہے جسکو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یوم عاشورہ ز دنیا شد روان		مؤمن ذاکر ثنا خوان حسین
گفت تاریخش ولآے دردمند		نعمتِ جان کرد قربان حسین ۱۳۳۳ھ

اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت کے متعلق بنگلور مین لکھی گئی ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔

فانی سے ہوا باقی کو روان موت ایسی بھلا ملتی ہے کہان	
	اسنے تو حیات ابد پائی ہے راہ خدامین جان دے کر
تاریخ شہادت عیسائی عیسی سے سنا روح اللہ نے	
	بستان بہشت مین جا پہنچا وہ نام محمد کالے کر ۱۸۹۶ء

(۱۸) صنعت ترصیع

ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منتہی الارب بمعنی در نشاندن جواہر در چیزے و اندازہ کردن و یافتن و بترتیب نیک درست در نشاندن چیزے و شادمانی و خوشدل کردن و سخن را بخش بخش کردن و ہر کلمہ بہ مقابلہ خود در وزن و در روی یکسان۔ اصطلاح اہل جمل مین صنعت ترصیع اوس صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر مصرع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے مادّے پیدا کرے۔

اکثر محققین و استادانِ جمل نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین ۔

یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے ۔ باقر گیلانی ۔ سنجر طہرانی ۔ ذکی مراد آبادی ۔ قدر بلگرامی ۔ معنی حیدرآبادی ۔ وغیرہ نے اکثر تاریخین اس صنعت مین لکھی ہین اور ہم نے بہی اون کی زلّہ ربائی کی ہے ۔ خاتمۂ کتاب کے دوسرے حصہ مین اس صنعت کی متعدد مثالین موجود ہین ۔ بنا بر علیہ ہم نے اس موقعپر عرض مکرّر کی ضرورت نہین سمجہی ۔

(۱۹) صنعت ذوتاریخین | یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادّہ سے دو تاریخین پیدا کرے بعض نکتہ پروروں نے دو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذو تاریخین کہا ہے جیسے دو بہائیون کی موت کی تاریخ (جنہون نے دو سنون مین رحلت کی) کسی استاد نے لکہی ہے ۔ (ع) داغ جگر آن و این بود داغ دگر

۱۲۲۹ ۱۲۲۸

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہین ہے ۔ اس مصرع کو مصرع ذو تاریخین کہنا تو غلط نہین ہے ۔ لیکن صنعت ذو تاریخین مین یہ داخل نہین ہے جس مین ایک ہی مادّہ سے دو مختلف تاریخون کا نکلنا شرط ہے ۔ جیسا کہ پنڈت بچہا تہہ مالک مطبع ثمر ہند نے کلّیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دُہرہ لکہا ہے جس مین دوہری تاریخ ہی ہے ۔ و ہو ہذا

دِل کلّیات منیر شر ۔ رہت شُستر مین ہار (۱۲۸۵ف) (۱۸۰۱ ساکی)	بت سر رس کن گرہ شش رس نو رب شت لی (۱۸۶۹) (۱۹۳۶ سمت) (۱۲۹۶ ہجری)
سن فصلی ساکی بہرت سر دوا دہن جگت (۱۲)	ہوت عیسوی تت مین ہجری پانچوان اگت

(ترجمہ)

اطراف دنیا مین منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچگیا۔ اور اس سے کل دشمنون کا دل چہوٹ گیا
یعنی وہ من ہار گئے ۔ یہ بات سمت ۱۹۳۶ - ۱۲۹۶ ہجری مین واقع ہوئی ۔
سنہ فصلی اور ساکی نکلتا ہے اور دوا ہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی
سنہ اور پانچوان سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے ۔

(شرح تاریخ)

دگ کلیات منیر شتر کے اعداد جمل سے ۱۲۸۵ فصلی حاصل ہوتا ہے رہت شتر
من ہار کے اعداد جمل سے ساکی ۱۸۰۱ نکلتا ہے ۔ بت سر رس گن گرہ ششن
مین بت سر سمت کے معنون مین ہے اور بموجب قاعدہ جمل سنسکرت یعنی
جمل لفظی رس کے عدد (۶) ہین اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹)
اور ششن یعنی چاند کا عدد (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطعات ترتیبی
۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ سمت اور پہر اسی عبارت بت سر رس گن گرہ ششن
کے اعداد حروف بحساب جمل حرفی جمع کرین تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہین
اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دوا ہن کے ۱۲ عدد کا تدخل اس مین کرین
تو ۱۸۷۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ مصرع صنعت ذوتاریخین مین لکھا گیا ہے
رس نو رب شت دہار مین بموجب قاعدہ جمل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد
۶ ہین اور نو سے نو ن گرہ ۔ رب بمعنی سورج جس کے بارا راس ہین اور
شت بمعنی نسو ۔ پس رب شت کے معنی ۱۲ سو ہین صنعت مقطعات ترتیبی سے
۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتا ہے ۔ لفظ دہار برائے بیت ہے ۔
ہم نے اس کتاب کی تاریخ بہی اسی صنعت ذوتاریخین مین لکھی ہے جو اسی

موقعہ پر ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد پایۂ این کتاب در خلق بلند	قدرش ز اندازۂ خیالم دہ چند
یک مصرع سال او دو تاریخ آورد	شد طبع غرائب الجمل ملک پسند

سالم مصرع میں سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجمل میں سنہ فصلی ۱۳۱۷ ہے۔

(۲۰) صنعت مراتب | مراتب اعداد سے تاریخ کو مخصوص کرنے کا نام صنعت مراتب ہے یعنی صرف احاد یا صرف عشرات یا صرف مآت یا صرف الوف سے تاریخ حاصل کریں سنہ ۱۳۱۱ ہجری کے سالگرہ مبارک میں کسی حیدرآبادی مؤرخ نے ایک تاریخی قطعہ لکھا تھا جس میں اسی صنعت کا استعمال ہوا ہے یعنی صرف مآت سے تاریخ حاصل کی گئی ہے وہو ہذا۔

پھر آج جشن سالگرہ ہے حضور کا	کل جس طرح تھی دہوم زمانے میں پارسال
سنتے ہیں سیکڑوں کی زبان سے یہی دعا	قائم ہمارے سر پہ رہو تم ہزار سال

۱۳۱۱

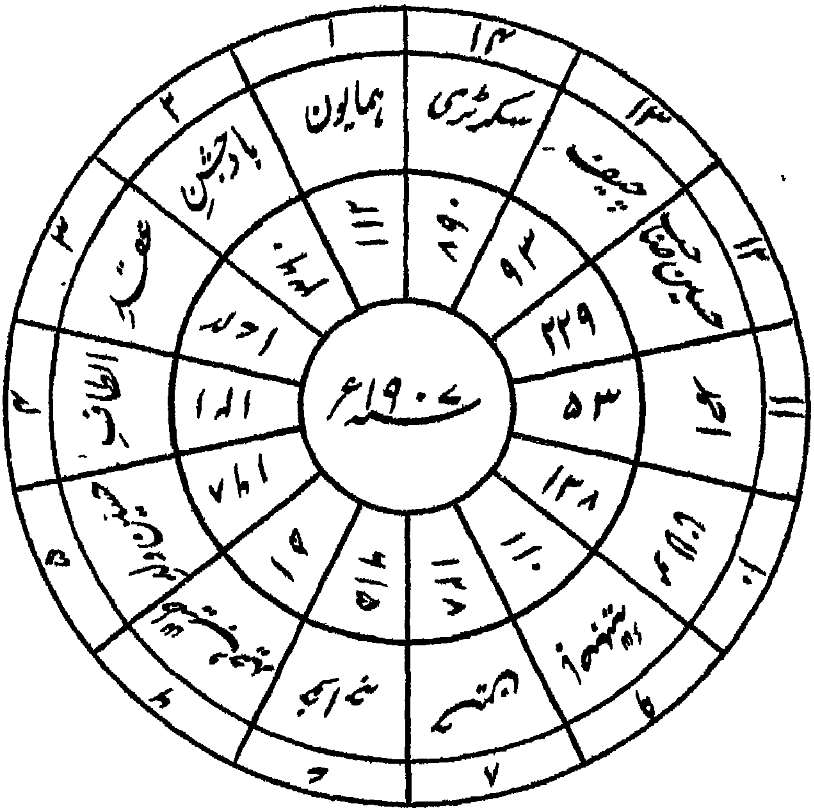
(افادہ) مؤرخ نے سیکڑوں سے مآت کا اشارہ تو کر دیا ہے لیکن تاریخی اشارہ صراحت کے ساتھ نہیں ہے۔ محتاط مؤرخین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیئے کہ مصرع ثالث میں بالضرور کوئی ایسا اشارہ کیا کریں جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ تاریخ ہے۔ بادی النظر میں یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۱) صنعت دائرہ | صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت ہے جس سے بیشمار تاریخیں نکلتی ہیں دائرہ میں چودہ خانے ہوتے ہیں اور ہر ایک خانہ میں ایک لفظ اور ہر لفظ کے ذیلی خانہ میں اوس کا عدد لکھا جاتا ہے۔ ان خانوں سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیکر

اور کوئی ایک ایسا عدد دل مین فرض کیا جاے جو ۱۔۱۴۔اور ۱۴ کے اضعاف (پہاڑون)
اور نیز ۱۵۔کے سوا ہو۔ بعد ازآن عدد مفروض کو دیکہا جاے اگر وہ طاق ہے تو
اوسی خانۂ مبدأ سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جاے
اور جس خانے پر شمار ختم ہو اوس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکھ لیا جاے اور
پھر اسی خانہ کو ملا کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جاے پھر جس خانہ پر شمار
ختم ہو اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا جاے اسی طرح شمار اوس وقت
تک جاری رکہا جاے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبدأ پر نہ ہو۔ پھر اون اعداد
کو جو جداگانہ کاغذ پر لکھے گئے ہین جمع کر لیا جاے تو اونکا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا
اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانۂ مبدأ سے شمار کا آغاز کرنا چاہیئے اور جس خانہ پر
شمار ختم ہو اوس کے عدد کو ایک جدا کاغذ پر لکھ لینا چاہیئے اور پھر اوسکے مابعد
کے خانہ سے شمار کرنا چاہیئے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھنا چاہیئے
اور پھر شمار کا آغاز اوس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیئے یہی سلسلہ اوس وقت
تک جاری رہے گا جب تک کہ سلسلۂ شمار کا اختتام خانہ مبدأ کے ماقبل پر ہو
پس میزان اعداد مذکورسے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

ہمارے مہربان جناب منشی فاضل۔ و مولوی فاضل محمد یحییٰ قاصد تخلص نے
بتقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین یم اے۔ بی یل (معتمد
سرکار نظام دام اقبالہم و چیف سکرٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت مین
لکھی ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

و ہو ہذا



اس دائرہ سے تاریخ حاصل کرنے کے لئے ہم نے ایک عدد فرض کرلیا اور وہ (۵) ہے (ظاہر ہے کہ یہ عدد اون مستثنیات سے سوا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے)

پہر اس دائرہ کے خانون سے ہم نے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا اور وہ خانۂ ۱۴ ہے۔

بدین وجہ کہ ہمارا مفروضہ عدد (۵) طاق ہے ہم نے اسی خانہ ۱۴ سے شمار کا آغاز کیا اور پانچ کا شمار خانۂ ۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۱۲۱ ہین۔ ان اعداد کو

ہم نے ایک جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہین جن کو جدا کاغذ پر لکھہ لیا۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہین جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھہ لیا۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ کو ہم نے اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۶ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۵۱ ہین اور ان اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا۔
پہر شمار کا آغاز خانۂ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہین ان اعداد کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۸۹۰ ہین پس ان اعداد کو کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا۔
اب آیندہ شمار کی ضرورت نہین ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام اسی خانۂ ۱۴ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تہا اور یہی ہمارا مبدا ہے اب ہم نے اون اعداد کی میزان دی جو جدا کاغذ پر لکھے گئے ہین وہی ہذہ

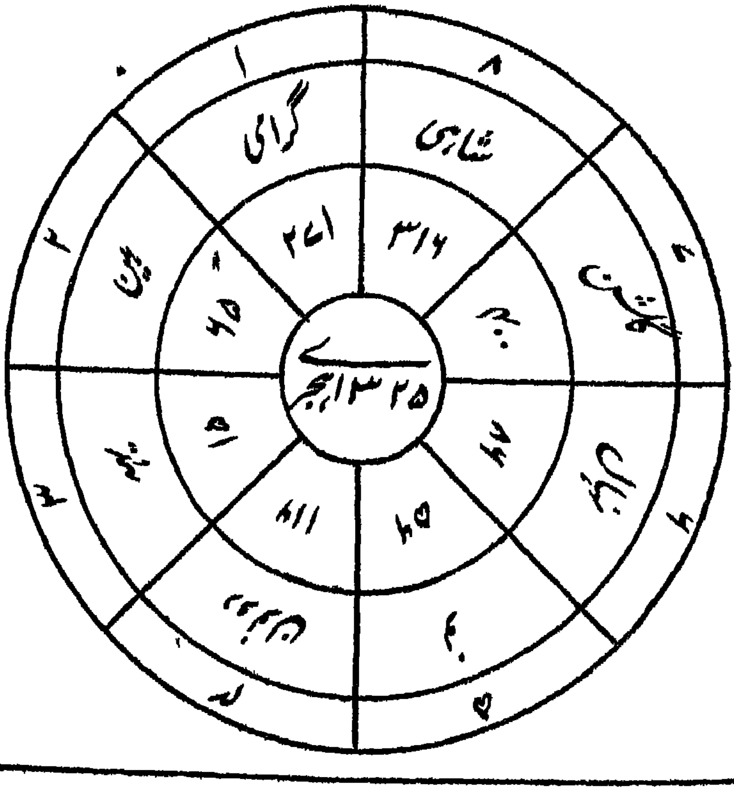
۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷

اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
مخفی نرہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت مین یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز مین خانۂ منتہی کو بہی محسوب کیا جاتا ہے۔ اور جفت کی گنتی مین خانۂ منتہی کے مابعد سے شمار ہوتا ہے۔
شائقین فن جمل کو معلوم کرنا چاہیئے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادّہ ہاے تاریخ پر مبنی ہوتی ہے جن مین سے ہر ایک مادّہ کے ۷ جزو ہون پہر دونون مادّون کے ۱۴ اجزا سے دائرہ کی خانہ پری اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ مادّۂ اول کا پہلا جزو ایک خانہ مین لکہنے کر بعد مادّۂ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ مین لکہین پہر مادّۂ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ مین اور مادّۂ دوم کا دوسرا جزو چوتہے خانہ مین پہر مادّۂ اول کا تیسرا جزو پانچوین خانہ مین اور مادّۂ دوم کا تیسرا جزو چہٹے خانہ مین یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکہا جائے۔
ملاحظہ ہو کہ دائرۂ تمثیلی کے خانہ ۱-۳-۵-۷-۹-۱۱-۱۳- کی میزان ۱۲۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانۂ ۲-۴-۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴- کی میزان ۱۹۰۸ ع پس معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادۂ تاریخ پر مبنی ہین ایک ہجری دوسرا عیسوی جن کو اس صنعت نے بے شمار تاریخون کا مأخذ قرار دیا ہے جن مین سے بعض مادّے عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہونگے اور بعض ہجری کے متعلق
روشن خیال مورّخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کے سنہ بہی پیدا کر سکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچہہ موقوف نہین ہے اور ایک دائرہ مین متعدد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالون کا حصّہ ہے۔
اور یہ بہی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانون کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹہون خانون مین (۸) اعداد ہون جس کسی خانہ سے آپ چاہین شمار اور سنہ

مطلوب حاصل کرین۔ اس دائرہ مابعد الذکر کا نام استادانِ فن نے دائرۂ مثمنۃ
رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرۂ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لئے کہ اس کے
عمل مین عدد مفروضہ کے لئے کسی استثنار کی ضرورت نہین ہے جیسا کہ دائرۂ
اول الذکر مین ا و ۱۴۳ وغیرہ کا استثنار شرط ہے۔

ہم نے اس دائرۂ مثمنۃ مین شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقائی ولی النعمت
سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کی تاریخ ولادت لکھی ہے جس کے مادۂ تاریخ کا مصرع
گرامی ہین یہ دونون نونہال گلشن شاہی ؛ اسی دائرہ مین تقسیم پاتا ہے اور
قاعدۂ مقررہ سے بے شمار تاریخین اس سے حاصل ہوتی ہین۔



اس دائرہ سے کثیر تاریخوں کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کرو جو دو صورتوں سے خالی نہ ہوگا یا تو طاق ہوگا یا جفت۔

پھر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہے مبدأ قرار دو یعنی شمار اس خانۂ مبدأ سے شروع کرو۔

اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرۂ اول الذکر شمار کا آغاز خانۂ مابعد (مبدأ) سے ہوگا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہو اس خانہ کا عدد ایک کاغذ پر لکھ لو پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہو اوس کا عدد اسی کاغذ پر لکھتے جاؤ پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری رکھو۔ یہ دور تسلسل اوس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ شمار کی انتہا خانۂ ماقبل مبدأ پر نہ ہو۔ پھر اس کے بعد ان اعداد کو جو آپ الگ کاغذ پر لکھتے رہے ہیں جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہوگا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہوگا جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دور شمار اس وقت تک جاری رہیگا جب تک شمار کا اختتام خانۂ مبدأ پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقشۂ بالا سے خانۂ ۳ کو مبدأ تجویز کیا اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانۂ مابعد مبدأ یعنی خانۂ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۲۱۶) محفوظ کیے گئے پھر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کیے۔

پھر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۲ پر جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۷ پر جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۴ پر جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۶ پر جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۳ پر جو مبدا ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اب شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ مبدا پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چھ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد جفت ہے اور مبدا خانۂ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدۂ متذکرہ بالا اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانۂ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے
اعداد (۴۰۰) محفوظ کیے گئے۔
اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۴ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد
(۱۱۶) محفوظ کیے گئے۔
اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے
اعداد (۲۷۱) محفوظ کیے گئے۔
اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد
(۸۶) محفوظ کیے گئے۔
اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد
(۱۵) محفوظ کیے گئے۔
اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے
اعداد (۳۱۶) محفوظ کیے گئے۔
اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانۂ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد
(۵۶) ہیں چونکہ شمار خانہ مبدأ پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائدہ کی ضرورت نہیں ہے
پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ +
۱۵ + ۳۱۶ + ۵۶ ۔ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
اس دائرہ کی ترتیب جس پر ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہے محض مؤرخ
کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہیں ہے۔ ایک تجربہ کار
اور مشاق مؤرخ اون آٹھ الفاظ سے مادّہ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہ

مقصد حاصل ہو۔

فنّ جمل اُستاد سے مستغنی نہین ہے۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر فن جمل کو صرف زورِ طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادان فن نے بعض صنائع کے بیان کرنے مین طرزِ بیان کو نہایت آسان اور سریع الفہم الفاظ مین نہین رکہا۔ اگرچہ ہمنے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث مین حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال مین سمجہانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریف تفہیم اُستاد کی محتاج ہے۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طبّاع اور روشن خیال شخص اوس کے سمجھنے مین بدون امداد اُستاد کامیاب ہو جائے تو وہ الا ماشاء اللہ کا مصداق ہوگا۔ صنعتِ دائرہ کے موجد طبّاعان عجم ہین۔

(۲۲) صنعت معمّا | معمّا زبان عربی کا لفظ ہے۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ معمّا بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نابینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح مین وہ رمز و ایما جو کہ طبع سلیم کو پسند ہو۔ بعض صاحبان مصطلحات نے لکھا ہے کہ معمّا اوس کلام کو کہتے ہین جو بطرزِ رمز و ایما ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب ہو یا بحساب جمل۔ معمّائے جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس مین معمّا کے ساتہ تاریخی مادّہ بہی ہو۔ جیساکہ میر شمس الدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکھی ہے

تاریخ بعت لوِن معمّا گفتم	خورشید قِران یافتہ با ماہ تمام	

ماہ سے بقاعدہ ترادف شہر مراد ہے اور ماہِ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہین اور سیس کا ترجمۂ فارسی (سی) اور لفظِ ماہ کے اعداد جمل ۷ہین پس ۷ کو اعداد

خورشید ۱۱۳۰ پر بڑھانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بعض محققین نے لکھا ہے کہ مورخ کو صنعت معمّا سے احتراز کرنا اولےٰ ہے اس لئے کہ تاریخ کا اصلی مقصد معمّے کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل میں اس صنعت کے موجد یہی بزرگ ہیں جن کی تاریخ اوپر لکھی گئی۔

(۲۴) صنعت تکثیر یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادّہ تاریخ کے ارکان بدلتے ہیں اور ۴۳۲۰ مادّے ایک ہی مصرع تاریخی سے حاصل ہوتے ہیں۔

مولانا عبد الجلیل بلگرامی نے بتقریب جلوس محمد شاہ غازی اسی صنعت میں تاریخ لکھی ہے اور قاعدہ کو بھی منظوم فرمایا ہے وھو ہذا۔

بحمد اللہ بہار آمد جہان سرسبز شد یکسر		بتخت سلطنت بنشست شاہنشاہ دین پرور
محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسان		بجاہی ہمچو جمشید و بشانے ہمچو اسکندر
وجودش آیۂ رحمت نگاہش مایۂ عزّت		بنامش زینتِ سکّہ بذکرش رفعتِ منبر
بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ سرافگن		بدیوان عدالت تشنگان را موجۂ کوثر
من از بہر جلوسِ آن شہ اورنگ ہمہ رس سندی		نوشتم مطلع پر نور ہمچون مطلع خاور
طلا افشان شد بہار خرمی زین مژدۂ رنگین		بہر سو بلبل موزون ترنّم تہنیت گستر
برآید چل ہزار و سہ صد ابیاتِ لطیف از وی		برآن مجموع بست افزون کن و دریاب این مضمر
بشہ عادل مہ کامل یم سائل (۷۷۸) جسم والا	۱۱۴۰	بدل دانا بید دارا بجود اولیٰ بمجد اولیٰ
ازین پیش از برای ہیچ شاہی اندرین صنعت		برون نا ورد (۳۶۲) دعوا صنعِ بحرے اینچنین گوہر
کتب موجود یاران مورّخ ہر ہمہ حاضر		بدعوی گر عزیزی پیش آید وا کند دفتر

بود فال مبارک این همه تکثیر اعدادش … بطول عمر شاهِ دین پناه وسعتِ کشور

دعاے شاه از عبد الجلیل و از ملک آمین … همیشه باد روشن اخترِ شاه جهان پرور

اگر خواهی که استخراج این اعداد دریابی … ببرهان مے کنم خاطر نشین طبع دانشور

بود ترکیب این بیت طرب افزو ششش ارکان … که در ارکان او ممکن بود تقدیم یکدیگر

پس از رکن سوم نسبت بهر دو ششش صورگردد … که از ضرب سه در دو بے تکلف شش بود اظهر

درین شش باز چون رکن چهارم را بضرب آری … برآید بست ابیات و چهار افزون برو بنگر

برین منوال گر ارکان باقی را بضرب آری … بضرب آری این اعداد بیشک میشود منجر

چو تفصیل صور در ده مجلد میتواند شد … ازین رو کرده ام مجمل مطلب رهنمون پی بر

اگر خواهی نخواهی ضبط تفصیلِ صور خواهی … دبیر چند چابکدست آر و کاغذ و مسطر

که من این نسخهٔ رنگین مرتب کرده ام زین رو … نشانے تا بود باقی بعالم تا دم محشر

الٰهی تا جهان باشد شه ما کامران باشد … بتخت و تاج و عدل و داد و جود و بخششِ اکبر

اس صنعت کا بھید صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے اولٹ پھیر اور تقدیم و تاخیر سے وزن شعر مین نقصان نہ آئے اعداد ارکان مین کوئی خاص قاعدہ مقرر نہین ہے۔ اون کے اعداد جو کچھہ بھی ہون۔ تقدیم و تاخیر سے اصل مادہ مین کوئی نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبد الجلیل بلگرامی پہلے شخص ہین جنہون نے اس صنعت مین تاریخ لکھی۔

(۲۴) صنعت تنقیط | صنعت تنقیط اوس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف مہملہ کو جو مادۂ تاریخ مین واقع ہون نقطہ دار فرض کرکے اون کے عدد محسوب کرین یعنی (ح) کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ) (ع) کو (غ)۔

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادّہ قرار دیا جاویگا اوس کے مجموعی حروف سے صرف حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتھ حساب مین شمار کیا جاویگا اور باقی حروف حساب مین داخل نہ ہون گے بعضون نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہون گے۔ اس اختلاف کا تصفیہ جبتک نہ ہولے اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاوین صنعت تنقیط پر عمل ہو سکے گا بدین وجہ کہ یکسوئی لازم ہے لہذا ہم صورت اوّل کے پابند ہین اگر دو عملی قائم رکہی جائے تو ہر مادّہ کے ذیل مین اس کی صراحت کرنی ہو گی کہ فلان طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعت تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجہا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کو ناقص قرار دے گی بنا برعلیہ ہماری راے یہ ہے کہ شائقین جمل اس صنعت کی تعریف مین صورت اول الذکر کے پابند رہین۔

مندرجہ ذیل تاریخ اسی صنعت مین لکہی گئی ہے جو کسی دکہنی کی طبعزاد ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

نوکری کہو کر ہیے محتاط آپ	دشمنون نے آپ کو چوکس کیا
کر دکہایا ایک تنکے کو پہاڑ	ان حریفون نے تمہین بے بس کیا
جو ہوا قاصد تیری امداد کا	دیکہے جمل بیرنگ اُسے واپس کیا
پہنس گیا آفت مین بےچارہ غریب	گہر گیا حملون مین اور بس بس کیا
صنعت تنقیط مین ہے اس کا سال	ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا

مصرع تاریخی مین صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہوئی ہے اور (ر)

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف معیّنہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادّہ مین قابل تنقیط تھے ۔

تمثیلی تاریخون مین اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہین مؤرّخ خود اس کے ذمہ دار ہین ہمکو صرف مادّۂ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے ۔

یہ صنعت صرف ہندیون کی ایجاد ہے ۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت مین ہماری نظر سے نہین گزری ۔

(۲۵) صنعت سلب نقط | صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر مادۂ تاریخ مین (ج) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کرکے دونون کے لئے (ح) کے عدد محسوب ہون گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو (ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو (ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط مین داخل ہے ۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہین ۔ سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہین گزری ۔

بعض اہل فن نے ایک ہی مادّہ مین دونون صنائع کو جمع کیا ہے ایک ایک عجمی شاعر نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔ وہو ہذا

نور النساء بمہر علی از دواج یافت	نوشاہ را عروس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال	با مشتری خجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
حاصل صنعت تنقیط و سلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
اعداد	۶۰	۷	۸	۸	۳۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۸۳

(۲۶) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام مین لانے سے لوح طلسمی متعدد تاریخون کو پیش کرتی ہے۔

۲۱ مدارج اور ۲۱ مراتب کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے۔ جس کے ہر ایک خانہ مین مفردات و مرکبات سے خانہ پری کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکبات در حقیقت حامل تاریخ ہوتے ہین۔ سائل کو اختیار ہے کہ اون کل خانون سے جس خانے کو وہ چاہے مبدا قرار دے اور اسی مبدا سے اکیس خانے شمار کرکے اکیسوین خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھہ لیوے پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کرے اور پھر اکیسوین خانہ کا نوشتہ اوسی کاغذ پر ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے سطرون مین لکھتا ہوا چلا جاے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانہ ما قبل مبدا پر ختم ہو۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلۂ خانہ ہاے سطور فوقانی مبدا کو اس سلسلۂ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیئے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سنۂ مطلوب کے مساوی ہون گے۔

نقشۂ مندرجۂ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استادی مولوی وجہ الدینخان معنی تخلص نے نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک مغفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کی تقریب وزارت پر مرتب فرمایا تہا۔

وہو ہذا

لوحِ طلسمی الموسوم بیادگارِ معنی

بح	ب	خ	مبا	ز	بجو	ز	بگر	ملا	ب	فد	لا	سر	بر	ز	ع	ج
ال	ب	س	بیا	م	شں	ہے	ہ	گو	شں	بر	و	را	شد	ا	لی	ا
ا	ا	جب	ہا	ہی	گر	گو	دا	د	دسا	س	ا	ہر	دل	ق	د	کر
دا	ے	را	عد	یو	ہل	شب	لنے	تا	د	ن	د	ا	ل	ا	لتے	با
شں	د	د	د	را	و	ح	ا	ا	ح	و	ا	بو	او	ا	و	لعد
ار	لا	بیے	ر	دہ	ا	ر	ہ	ب	جہ	صو	بیاہو	ن	کر	د	مد	د
بو	ین	لت	از	د	ر	کں	سی	گر	نشں	حجا	با	ان	ا	ل	ے	ب
ست	ا	ہ	سا	د	ر	و	اف	ا	کر	عا	د	یا	عا	پ	حجا	د
و	اب	و	ل	ال	گر	بر	کن	ما	یا	جا	ضا	لا	من	لم	ست	ن
لم	ا	ب	ر	جا	و	ے	ند	حق	مع	خو	چو	ن	ست	ہ	ل	شا
سو	کن	عطا	بس	فر	بر	عا	گا	نم	جا	بہر	و	نا	نی	ا	مر	ند
از	ا	ع	ن	پ	دسا	ے	از	و	مہر	لی	ہ	کہ	نے	سو	ے	م
ہم	ن	کر	پر	د	بہ	نہ	با	می	لا	با	بیے	ز	نو	م	اق	د
ی	می	کہ	س	از	جو	ا	کا	جو	در	یز	قبا	اس	ر	م	ما	لم
ر	نز	صی	ر	ا	فت	بعد	لم	دو	دو	ین	را	د	گر	و	ل	م
ی	ر	می	عد	د	لت	جا	عز	ف	د	لا	سل	لت	ے	ز	نف	او
د	ا	عج	جز	د	ا	گی	ز	ہ	ا	ہ	نشا	تہ	چو	ت	می	بر
کنو	م	لک	ہم	دے	ہب	ب	ہی	و	د	نے	یب	پ	ل	او	ر	صر
ن	نا	بر	د	ن	یزا	گر	یشم	قر	سجا	دیو	لو	را	و	س	ا	نہا
ح	در	ا	جا	گو	ہی	ہا	ز	مہما	یک	دا	با	با	ن	ان	می	ن
ے	ان	و	ن	ق	بان	و	ن	ے	شد	ن	للہ	ن	زہ	ان	و	ن

اس لوح طلسمی کے تیار کرنے کے لئے ۱۲ مادۂ تاریخ کا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ ۲۱ فقرے ہوں یا ۲۱ مصرعے پھر اکیسوں مادّوں کو ۱۷ اجزا پر تقسیم کریں اور ۳۵۷ اجزا سے اس لوح کی خانہ پری اس ترتیب کے ساتھ کی جائے کہ کل کا جزو اول لکھا جاوے اور اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جزو دوم پھر جزو سوم اسی طرح ۲۱ کے ۱۷ اجزا کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بھر دیں۔

اس عمل میں حواس برجا رہنے چاہییں۔ اگر کسی ایک حرف کی بھی غلطی ہوگی تو ساری لوح بے کار ہو جائے گی۔

(۲۷) صنعت مجمع الاقسام | مجمع الاقسام اوس صنعت کا نام ہے جس کے مادّۂ تاریخ کی الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر لیں۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل وسیط اور بعض میں جمل کبیر یعنی ایک ہی مادّہ میں زبر یا بیّنات یا زبر و بیّنات کا استعمال ہو صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مؤلف ارمغان نے لکھا ہے کہ یجوز فی المعمیٰ

والتاریخ ان یوخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یوخذ بطریق الزبر والبیّنات

وان یوخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضها بالزبر والبیّنات وح یجب ان یشار الیہما بوجہ تا لئلا یلزم خلاف المقصود۔ یعنی جائز ہے معمّے اور تاریخ میں یہ کہ لئے جائیں اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بطریق زبر و بیّنات یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بعض اونہیں کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد بعض کے بطریق زبر و بیّنات (یعنی جمل کبیر) اور اِس وقت میں واجب ہے یہ کہ اشارہ کیا جائے ان دونوں کی طرف کسی اشارہ کے ساتھ تاکہ نہ لازم آئے خلاف مقصود اور التباس نہ ہو۔

اس صنعت کی مثال جناب مرزا دبیر مغفور کی "تاریخ" ہے جسپر صاحب ملخص تسلیم نے ناحق ونارواحملہ فرمایا ہے اور ہماری رائے مین یہ تاریخ نہایت قابل تعریف ہے

سال تاریخش بہ زبر و بیّنہ شد زیب نظم		طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس ۱۲۹۱

فاضل مؤلف نے اس تاریخ مین بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیّنہ بعض مین دونون اور مختلف طریقون سے تاریخ نکالی ہے۔

(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنہ (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و منبر بے انیس کا زبر و بیّنات (۷۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال فوت ہے۔

(ب) طور سینا بے کا زبر و بیّنات (۵۸۶) کلیم اللہ کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر و بیّنات (۴۰۰) بے انیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(ج) طور سینا کا زبر و بیّنات (۵۷۲) بے کلیم اللہ و کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر و بیّنات (۴۱۴) انیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنات (۲) پھر کلیم اللہ کا زبر و بیّنات (۵۳۲) پھر و منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پھر بے کا بیّنہ (۲) لیا اور انیس کا زبر (۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ہ) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنہ (۲) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) منبر بے کا زبر (۳۰۴) انیس کا بیّنہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵) جو سنہ ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔

(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنات (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و کا بیّنہ (۷) منبر کا زبر و بیّنہ (۴۰۰) بے کا بیّنہ (۲) انیس کا زبر (۱۲۱)

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو ۱۲۹۱ھ ہجری کا مساوی سال ہندی ہے،
اب محققین فن انصاف فرماوین کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہین۔
سچ یہ ہے کہ اس مین طبّاعی کو بہی کامل دخل نہین ہے بلکہ تائید ایزدی اس مین شریک اور
وہ میر انیس مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (مورخ لاثانی) کی نیک نیتی
کا سبب ہے کہ اون کے لئے اُنکی استادی سے ایسی تاریخ لکہی گئی سبحان اللہ شاد اللہ
ایسی تاریخین کہان ہوتی ہین۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتہ خاص دلچسپی رکہتے
ہین تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخین خود ہم نے لکہین اور کئی ہزار تاریخین متقدمین
اور متاخرین کی ہماری نظر سے گزرین ہم کہہ سکتے ہین کہ اون سب مین یہ تاریخ
اپنی ہی آپ مثال ہے۔ جزاہ اللہ فی الآخرۃ
جن حضرات نے اپنی تالیف مین اس کو بگاڑ کر دکہلایا ہے اونہون نے اپنی
تالیف کی عزت گہٹائی ہے خدا اونکو بخشے۔

(۲۸) مجمع الصنائع | جس مادّہ تاریخ مین متعدّد صنائع جمع ہون اوس کا نام مجمع
الصنائع ہے۔ متاخرین سے باقر گیلانی نے اس فن مین اپنے معاصرین پر تفوّق
حاصل کیا ہے اور متاخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے نعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مین ۱۷۸ تاریخی مسجّع فقرے کہے ہین جن مین سے ہر ایک حامل
تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہا ہے جس سے چار ہزار
پانسو بارہ تاریخین حاصل ہوتی ہین۔
فقرہ ہاے تاریخی مین گیارہ فقرے ایسے ہین جن مین پہلے فقرہ کے حروف
مساوی ہین دوسرے فقرہ کے۔

ہم نے قصیدۂ متذکرہ کو کتاب ہذا کے حصۂ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس کے نو اشعار مین یہ صنعت ہے کہ ہر ایک مصرع مین سنہ مطلوب ہے اور ہر ایک مصرع کے حروف معجمہ اور مہملہ تعداد مساوی ہین اور عدد کے اعتبار سے بہی مساوی - ہر مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کو کسی اور مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کے ساتہ جمع کرنے سے بہی سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

صنائع تاریخ کے گزشتہ حصہ مین بعض بعض تاریخین گزری ہین جنپر مجمع الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اوسی مقام پر اس کا اشارہ بہی کر دیا ہے بنا برآن علیہ اس موقعپر ہم کسی خاص تمثیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہین خیال کرتے

(۲۹) صنعت بسیط | صاحبان لغت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکہے ہین لیکن اصطلاح اہل جمل و جفر و تکسیر وغیرہم مین بسط اوس عمل کا نام ہے جو ایک حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے - صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون نے لکہا ہے اور صاحبان معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے بہی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط (۳۶۰) ہین یعنی صنعت بسط کا استعمال (۳۶۰) طریقونپر ہوسکتا ہے لیکن ان اقسام کا مکمل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متاخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے - بہرحال ہم اس کتاب مین انہین (۲۸) اقسام کا ذکر کرین گے جو ہمکو تصانیف متعددہ سے حاصل ہوئے اور گنتی مین (۲۸) حروف ابجد کے مساوی ہین -

مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور شمس المعارف کبریٰ اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر و معدن الجواہر و کتاب المداخل و ملخص تسلیم وغیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوتے ہین وہ حسب ذیل ہین —

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تاریخ سے موسوم نہین کیا ہے بلکہ جہان کہین اونہون نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتہ بسط کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ بہی فرمادیا ہے صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک متعلق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنی طرز بیشت اور سلسلۂ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو صنائع و بدائع تاریخ مین جگہ دین۔

(**الف**) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے۔

اور یہ دو اقسام پر منقسم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی۔

(۱) بسط عددی حرفی۔ وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہین انکے حروف کو ایک دوسرے سے جدا کرین۔ اور پہر اون حروف کے اعداد جمل کو لکہین اور جمع کرلین اور مجموعہ اعداد سے پہر حروف بناوین۔ اس عمل آخرین کو اہل جمل نے استنطاق کہا ہے۔

پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہوگا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا مثلاً ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کرین تو اس کے حروف کو جدا جدا لکہا یعنی ۔ح ۔ ا ۔م ۔ د ۔ پہران چارون حروف کے اعداد ۔ ۸ ۔ ۱ ۔ ۴۰ ۔ ۴ ۔ کو جمع کیا ۵۳ حاصل ہوئے پہر ۵۳ مین عمل استنطاق کیا تو ۳ سے ج حاصل ہوا۔ اور ۵ سے ہ پس (ج ہ) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کا۔

اس قسم کو جمل سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو ہدیۂ ناظرین کی البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے۔

(**استنطاق کی تعریف**) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کرانے کے

ہین - اور اصطلاح اہل جمل ہین سطر اعداد سے بقاعدۂ خاص حروف پیدا کرنے کو استنطاق کہتے ہین - مثلاً - (۶۵۲) - کا استنطاق ب - ہ - و - ہے - اگر درمیان سطر اعداد مین ایک یا کئی صفر واقع ہون تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا اور باقی صفر چہوڑ دیئے جائین گے - مثلاً (۶۰۰۲۷) کا استنطاق - و - ر ز - ہے - اور ۲۰۰۰۳ - کا استنطاق ب - ش - یعنی عدد ۲ سے (ب) حاصل ہوئی اور ۳۰۰۰ سے بقاعدۂ بالا ایک صفر ترک کرکے ۳۰۰ کا (ش) محسوب ہوا - دو سے زیادہ صفر اس لئے ترک کر دیتے ہین کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہین حاصل ہو سکتا اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتھ تین صفر ہونے کی حالت مین اوس سے (غ) حاصل ہو سکتا ہے لیکن چونکہ الوف کے درجہ مین (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہین ہے لہذا اصول عام کے لحاظ سے یہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لین -

صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعریف سے کنارہ فرمایا ہے لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات مترشح ہے کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہین مثلاً ۶۵۲ سے ب - ن - خ (ب) اس لئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد مین ہے اور (ن) اسلئے کہ ۵ کا ہندسہ درجۂ عشرات مین ہے - اور (خ) اس لئے کہ ۶ کا ہندسہ درجۂ مآت مین ہے - ہم یہ کہتے ہین کہ اگر استنطاق مین مراتب سے کام لیا جاوے تو پہر استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف مستنطقہ کے اعداد ہین - پہر استنطاق کا طول عمل بیکار اور بے ضرور ٹھہرا -

اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ ہزار سے تین غین حاصل فرمائے ہین

اور ہندسہ ۰۰۰ ۳ ہین نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائین گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے تیس غین حاصل ہونگے اور جب تیس غین مستنطقہ کے عدد لئے جائین گے تو وہی ۰۰۰ ۳ ہون گے۔ پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹھیرا۔
ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے اور دیگر محققین نے اس نازک بحث سے مطلق کنارہ کشی کی ہے اور یہ کبھی مناسب نہ تھا اس لئے کہ متعدد صنائع مین استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔
پس شائقین فن جمل کو چاہیئے کہ ہماری عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالین تاکہ عمل مین کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔
پس ہمکو بسط عددی حرفی کی تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتھ اتفاق ہے لیکن تمثیل کے نتیجۂ حاصلہ سے اتفاق نہین ہے یعنی ہماری رائے مین ۵۳ کا استنطاق ج۔ ہ۔ ہے نہ۔ ج۔ن۔ جیسا کہ لائق مؤلف موصوف نے لکھا ہے کیونکہ آپکا عمل تعریف استنطاق کے مغائر ہے۔
اگر یہ سمجھا جاے کہ یہ صنعت صرف ایسے لفظ پر جاری ہوسکتی ہے جس کے اعداد ہزار کے درجہ سے نہ بڑھین۔ تو ایسی تخصیص اس تعریف عام سے پیدا نہین ہوتی جس کو صاحبان فن نے بیان کیا ہے اور پھر ایسے استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے اعداد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور پھر لفظ جن سے عدد تاریخ مین (۵۳) محسوب کیے تو استنطاقی عمل محض بے کار قرار پایا۔

بنائے علیہ ہماری رائے مین وہی عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر ہمنے کیا ہے پس عمل استنطاق مین ہم کو مراتب اعداد سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیئے ۔

(۲) بسط عددی ترکیبی۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدۂ متذکرۂ قسم اول جمع کر کے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہون اون کو بپابندی سلسلہ مرکب کر کے لفظ بنا دین ۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کرنیکے بعد اس کے استنطاق سے حروف ج ۔ ن ۔ حاصل ہوئے اور ان دونون حروف سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری رائے کے مطابق جس کی صراحت بضمن تعریف قسم اول ہوئی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا ۔

محققین فن نے جابجا اپنی تصانیف مین اس کا ذکر تو فرمادیا ہے مگر کسی بزرگ نے یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریخگوئی مین کس طرح ہو سکتا ہے ۔

ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتین اس کے استعمال کی پیدا کی ہین جن کو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک طباع مورخ کو کام دیسکتی ہے یعنی جب روشن خیال مورخ کسی واقعۂ تعزیت پر مرثیۂ تاریخی لکھنا چاہے تو وہ اسی صنعت کے ذریعہ سے مادۂ تاریخ اور نام مرحوم یا مادۂ تاریخ اور اشعار مرثیہ مین تعلق پیدا کر سکتا ہے ۔

فرض کرو کہ ابوطالب نام ایک بزرگ کی رحلت سنہ ۶ ہجری مین واقع ہوئی تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے لکھی تو یہ تاریخ صنعت (بسط عددی ترکیبی) کہلائیگی اس طرح پر کہ

ابوطالب کے ۷ حرف ہین ا۔ ب۔ و۔ ط۔ ا۔ ل۔ ب۔ اوران ساتون حروف کے عدد ۱۔ ۲۔ ۶۔ ۹۔ ۱۔ ۳۰۔ ۲ ہین انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا استنطاق الف اور ہا۔ اوران دونون حرف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہین جو سنہ وفات کی خبر دیتے ہین۔ اسی صنعت مین ہم نے ایک منظوم تاریخ ہدیۂ ناظرین کی ہے۔

زین جہان وا سوی ملک بقا شد راہی	صائم الدہر ابوطالب فرخندہ صفات
نام مغفور بہ (بسط عددی ترکیبی)	صورت آہ بود حاصل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے طبّاع مورّخ کو اول مادّہ تاریخ لکھہ لینا چاہیئے۔ پہر اوس کے حروف جدا جدا قائم کرکے ہر ایک کے ذیل مین اوس حرف کا عدد لکہدینا چاہیئے اور اون اعداد کو بقاعدہ مقطعہ ترتیبی اعداد اشعار مرثیہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیئے۔

ہم اسی مضمون کو ایک مختصر سی تمثیلی تاریخ کے ذریعہ سے جو ۱۳۰۲ھ ہجری مین لکہی گہی ہے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو۔

ایزد از لطف بسید علی ماہ جبین	داد آرام دل راحت جان۔ نور نگاہ
۴۴۶	۱۲۸۶
سال تاریخ ببسط عددی ترکیبی	شد ز اشعار ہمین قطعہ ہویدا چون ماہ
۲۱۰۵	۱۳۰۲

اس قطعہ کے تمام الفاظ مین یہ صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۴۴۶) ہین۔ اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶)۔ اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۳۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م۔ا۔ہ) ہے۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہین جو مساوی ہین سنۂ تاریخ ولادت کے

ہم نے پہلے اس ولادت کا مادۂ تاریخ لفظ ماہ سے حاصل کیا۔ پہر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکہا۔ م۔ا۔ہ۔ پہر ان حروف کے اعداد کو مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے۔ ۴۰ ۱ ۵۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکہین جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہون۔ پس ہم نے ہر چہار مصرعہاے متذکرہ بالا تصنیف کئے جن کے اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہین تو کہا جاویگا کہ الفاظ مجموعی ہر چہار مصرعہاے بالا کا (بسط عددی ترکیبی) لفظ (ماہ) ہے جس کے عدد ۴۶ سنۂ مطلوب کے مساوی ہین۔ پس مادۂ تاریخ کو بوجہ صنعت ہذا اشعار بالا کے ساتہ ایک خاص صنعتی تعلق ہے۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بہی لیا جاسکتا ہے یعنی ایسے الفاظ سے جن کے اعداد بہت زیادہ ہین تاریخ مطلوب حاصل کی جاسکتی ہے۔

مثلاً ایک شخص سنہ ۲۰ ہجری مین عازم سفر تہا اور مورخ نے اس کی تاریخ فاللہ خیر حافظا لکہی جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہین جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف۔ و۔ د۔ ط۔ ا۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی عدد ۲۰ ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجواہر یہ صنعت "ملفظ اعداد حروف سے متعلق ہے۔ اس کی تین قسم ہین۔ قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام بینات اور قسم سوم کا نام زبر و بینات جس کو بسط لفظی بہ

بسط ظاہری بھی کہتے ہین (انتہی) ہم یہ کہتے ہین کہ یہ تو بسط نہین ہے بلکہ یہ تینون اقسام جمل سے ہین جن کا بیان جمل صغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزرچکا ہے اور خود صاحب معدن الجواہر بضمن اقسام جمل اس کو لکھہ چکے ہین ۔ استادان فن نے اس کو ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط مین داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے اس کا اصلی نام بسط عددی ملفوظی ہے یعنی جب حرف کو ملفوظ کرکے اسم حرف کے اعداد سے بقاعدۂ استنطاق دوسرا حرف حاصل کرین تو اس کو بسط عددی ملفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی و ظاہری کہتے ہین ۔ مثلاً لفظ واحد سے (و) لیا جس کا اسم ملفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہین اور ۱۳ کا استنطاق ج ۔ ا ۔

پہر (ا) لیا جس کا اسم ملفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱۱ ہین جس کا استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پہر (ح) لیا جس کا اسم ملفوظ حا ہے اور حا کے اعداد ۹ اور ۹ کا استنطاق ط ہوا ۔

پہر (د) لیا اور د کا اسم ملفوظ دال ہے جس کے اعداد ۳۵ ہین اور ۳۵ کا استنطاق ہ ۔ ج ۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ط ۔ ہ ۔ ج ۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۴۲ ہین پس لفظ واحد کو بسط عددی ملفوظی کرنے سے اس کے عدد ۴۲ محسوب ہوئے ۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اسپر غور نہین فرمایا آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے ۔

اس صنعت کی ایک تاریخ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

گفتمش خلد آشیان خلد بریں ماوای اوست	عارفِ کامل شد از ملک فنا سوے الٰہ
در جوار رحمتِ خلاق اکبر جای اوست ۱۳۲۸	ہاتفِ غیبم بسالِ رحلتش ارشاد کرد

(التشریح)

ا	ل	خ	ت	م	ح	ر	ر	ا	و	ج	ر	د	حرف
الف	لام	خا	تا	میم	حا	را	را	الف	واو	جیم	را	دال	اسم حرف
۱۱۱	۷۱	۶۰۱	۴۰۱	۹۰	۹	۲۰۱	۲۰۱	۱۱۱	۱۳	۵۳	۲۰۱	۳۵	عدد
ااا	زا	وا	دا	ص	ط	با	با	ااا	اج	ہج	با	جہ	استنطاق
۳	۸	۷	۵	۹	۹	۳	۳	۳	۴	۸	۳	۸	عدد

(میزان)	ت	س	و	ا	ی	ا	ج	ر	ب	ک	ا	ق	حرف
	تا	سین	واو	الف	یا	الف	جیم	را	با	کاف	الف	قاف	اسم حرف
	۴۰۱	۱۲۰	۱۳	۱۱۱	۱۱	۱۱۱	۵۳	۲۰۱	۳	۱۰۱	۱۱۱	۱۸۱	عدد
	دا	اب	اج	ااا	اا	ااا	ہج	با	ج	اا	ااا	احا	استنطاق
(۱۳۲۸)	۵	۳	۴	۳	۲	۳	۸	۳	۳	۲	۳	۱۰	عدد

یہ صنعت درحقیقت صنعت الف کی دوسری قسم ہی ہے جو جمل کبیر میں

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو محققین نے جمل صغیر میں بیان کیا ہے بنا بر
علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کر کے داخل جمل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المربّی ہے جس کو محققین فن جمل نے بسط المقوّی بھی کہا ہے پس بعوض حروف مطلوب حروف مربّیہ و مقوّیہ سے کام لینے کو بسط المربّی یا بسط المقوّی کہتے ہیں جس میں پابندی مراتب لازمی نہیں ہے جیسا کہ بسط عزیزی میں لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول میں بذیل بیان الفاظ جمل ہم لکھہ آئے ہیں کہ کون کون حروف ناریہ اور مائیہ اور ہوائیہ اور ترابیہ ہیں پس اہل جمل نے حروف ناریہ کو حروف ہوائیہ کا مربّی و مقوّی قرار دیا ہے اور حروف ہوائیہ کو مربّی و مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائیہ کو مربّی و مقوّی حروف ترابیہ مانا ہے اور ترابیہ کو مربّی و مقوّی مائیہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے اور تمثیل میں آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی تمثیل خلاف تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد کا (بسط مربّی و مقوّی) کریں تو پہلے ہم نے اس کے حروف جدا جدا لکھے (ح ا م د) پھر ح کو جو مائی ہے بلالحاظ مرتبہ ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پھر الف کو جو ناریہ ہے اوسی کے ہم مرتبہ حرف ہوائیہ (ج) سے بدلا اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلالحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو ہوائیہ ہے اور د کو جو مائیہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مربّی و مقوّی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد ۱۰۷ ہیں

جب کبھی اس صنعت مین تاریخ لکھی جائے تو مورّخ کو ضرور ہی کہ اسکر ذیل مین ایک نقشہ لکھدیوے جس مین اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے عوض کونسا حرف مقوّی قرار دیا گیا ہے اور حساب مین محسوب ہوا ہے اس نقشہ اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات سات حرف ہین جن مین سے کسی ایک کا تبادلہ اُس حرف کے ساتھ جائز ہے۔

باب اول کی فصل دوم سے ابجد عناصر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے ساتھ سمجھہ مین آوے گا۔

اب ہم ذیل مین دو تاریخین عرض کرتے ہین (۱) بسط مقوّی کی تاریخ ہے اور (۲) بسط مرتّبی کی تاریخ۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کر دیا ہے

(۱) تاریخ بسط مقوّی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر سی آئی ای کے صاحبزادہ کے غرقابی کے موقع پر لکھی ہے۔

او غرقِ تہِ آب شد و غرقِ غمش ما
ای مادر فرزندکش از دست تو فریاد
جان بود مگر زندگی جسم جہان را
استاد شنابود و کمندش بدی کرد
ای سلسلہ جنبان قضا دست تو کوتاہ
ای کاتب تقدیر چرا فاش نکردی
واداز ستم دور سبک سیری افلاک
حیف ای فلک سفلہ کہ دستش نگرفتی

ای وای کہ این زندہ و صد حیف کہ آن مرد
تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد
تن زندہ بگورست اگر جان جہان مرد
ہیہات چرا افتاد ندانم کہ چسان مرد
زین حادثہ استاد شناسی نتوان مرد
آن راز نہفتہ کہ تہ آب نہان مرد
کشتی بسرش آمد و زین بار گران مرد
غربت بسفر داشت کہ بی تاب و توان مرد

حیف ست اگر شمع بمیرد سر مغرب	زانسان که چراغ سحری وقت اذان مرد
خاموش ولا نوحه بفریاد روانیست	کز حکم قضا چاره ندیداشت اذان مرد
شد مصرع سعدی سنه بسط مقوی	این ماتم سخت است که گویند جوان مرد

نقشه تبادله حروف مقویّه

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ق	ن	ر	ا	ت	ر	ق	ص	ت	ا	ق	ت	ک
نتیجه بسط مقوی	ک	د	د	ک	ج	ر	ک	م	ص	ر	ج	ط	ر	م
اعداد	۲۰	۴	۴	۲۰	۳	۲۰۰	۲۰	۴۰	۹۰	۲۰۰	۳	۹	۲۰۰	۴۰

حروف اصلی	ه	ک	د	ق	ن	د	ن	د	ا	ن	ر	ا	د	ه
نتیجه بسط مقوی	ج	م	ل	د	ل	ص	ط	ل	ز	ل	ک	ص	ص	ه
اعداد	۳	۴۰	۳۰	۴	۳۰	۹۰	۹	۳۰	۷	۳۰	۲۰	۹۰	۹۰	۰

میزان اعداد حروف (نتیجه بسط مقوی) ۱۳۲۶ ہجری

تاریخ (۲) بصنعت بسط مربیّ طبعزاد یکے از شعراے دکن

برادر زنت حق مارا گرفت	مریخ ازمن اے دوست الحق مُر
به بسط مربیّ نوشتم سنش	مربیّ بیار و مربی بخور

۱۲۸۴ھ

(تشریح)

حروف اصلی	ر	ا	ز	ہ	ز	ہ	ـ	ا	د
نتیجہ بسط مرتی	ق	ن	ح	ح	ح	ح	ک	ن	د
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸	۲۰	۵۰	۴

حروف اصلی	ر	ا	ز	ہ	ز	خ	د	ا	[illegible]
نتیجہ بسط مرتی	ق	ن	ح	ح	ح	ض	د	ن	
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸۰۰	۴	۵۰	۱۲۸۴

(د) بسط عزیزی۔ بسط کی چوتھی قسم ہے۔ حروف ناریہ وہوائیہ کا ایکدوسرے کے ساتھ بدرجہ مساوی بلحاظ مراتب تبادلہ یا حروف مائیہ وترابیہ کو باہمدیگر بلحاظ مراتب مساوی درجہ مین بدلنے کا نام بسط عزیزی ہے صنعت ماضیہ اور اس صنعت مین فرق اسی قدر ہے کہ اس مین مدارج و مراتب کی پابندی مشروط ہے اور اول مین من مانے عمل کیا جاتا ہے۔

(مثال بسط عزیزی) اگر ہم چاہین کہ لفظ (حامد) پر بسط عزیزی کا عمل کرین تو اس کے حروف جدا جدا لکھین ح ا م د پس (ح) کو جو مائی ہے اور دوسرے مرتبہ مین واقع ہے (د) سے بدلین جو خاکی ہے اور جس کا مرتبہ بھی دوسرا ہے پھر (ا) کو جو ناری ہے اور مرتبۂ اول مین واقع ہے (ج) کے ساتھ بدلین جو ہوائی اور مرتبۂ اول ہی مین ہے۔

اسی طرح (م) کو جو ناری ہے اور مرتبہ چہارم مین واقع ہے (س) سے بدلین جو ہوائی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے۔

علی ہذا (د) کو جو مائی ہے اور مرتبہ اوّل مین ہے (ب) کے ساتھ بدلین جو ترابی ہے اور اسی مرتبۂ اوّل مین ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (وجسب) ہوجائیگا جس کے عدد ۱۷ ہین۔

جہان تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض سے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مورخ کو اعداد حروف کے برابر کرنے مین زیادہ گنجایش حاصل ہو۔

اسی صنعت کی مثال مین ہم تاریخ ذیل کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو کسی طبّاع مورّخ کی طبعزاد ہے

آلہی بخش ۔ شیخ وفق و دعوت ۔۔۔ جعفرآباد تہا جن کے کرم سے
کسی شیطان کو شیشہ مین اتارا ۔۔۔ کسی ابلیس کو مارا قلم سے
فلیتہ سے کیا مفتون کسی کو ۔۔۔ کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے
گرا فالج تو سمجھے چڑھ گیا بھوت ۔۔۔ گرے بیت الخلا مین آپ وہم سے
مریدون نے کئے لاکھون اُتارے ۔۔۔ چڑھالئے بھیٹ بارا ایک دم سے
شیاطین کو ہوئی بے حد مسرّت ۔۔۔ کمر ٹوٹی پریزادون کی غم سے
غرض ناچار دنیا سے سدھارے ۔۔۔ ہوئی فرمایش تاریخ ہم سے
کہا بسط غریزی مین رسا نے ۔۔۔ الٰہی بخشدے اپنے کرم سے
۱۳۲۲

(نوٹ) مادہ تاریخ مین علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت تسجیع بھی ہے۔

اس مادّہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۳۵۵ ہین گر صنعت بسط غریزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ہ	ی	ب	خ	ش	د	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	ی	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۴۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	ی	ک	ر	م	س	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

میزان اعداد (نتیجۂ بسط غریزی) ۱۳۲۲ھ

نقشۂ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ مادّۂ تاریخ کے حروف مین بلحاظ مراتب۔ ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ ترابیہ سے یا ترابیہ کا مائیہ سے ہوا ہے۔ اور دستور العمل مین وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ جمل مین ابجد عناصر پر گزرا ہے گو یا وہ اس عمل کی جنتری ہے۔

(۵) بسط ترفّع عددی۔ بسط کی پانچوین قسم ہے۔ بسط ترفّع عددی سے مراد عدد و حروف کا اپنے درجہ و مرتبہ سے درجہ و مرتبہ اعلیٰ مین ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اوس کو درجہ عشرات کے اوسی مرتبہ مین ترقی دین جس مرتبہ مین وہ احاد مین تہا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اوس کو اوسی مرتبہ کے درجہ مآت مین لے جاوین اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ مآت کا ہے تو اوس کو الوف کے اوسی مرتبہ مین پہونچا دین محققین فن نے اسی کو بسط مراتبی بہی لکہا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترفّع سے کام لیا ہے جس کو ہم نے باب اول مین بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب او مدارج کو دکہلایا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔

پس اگر ہم الف کو بسط ترفّع عددی کرین تو (ی) ہو جاویگا اور اس کا عدد اسکے عوض ۱۰ ہو جاویگا اسی طرح اگر (ی) کو بسط ترفّع عددی کرین تو (ق) ہو جاویگا اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہون گے۔ علیٰ ہذا (ق) کا بسط ترفع عددی ہونے سے (غ) ہو جاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہون گے۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع عددی کرین جس کے عدد اس وقت ۵۳ ہین تو ح۔ ف۔ سے بدل جاویگی اور الف۔ ی۔ سے اور میم۔ ت۔ سے اور دال م۔ سے۔ پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہو جاوین گے۔

تاریخ مین اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو دہ گونہ کر دیتا ہے اور سادہ طریقہ پر جس قدر عدد مادّۂ تاریخ کے حاصل ہوتے ہین وہ اس صنعت مین دہ گونہ بڑہ جاتے ہین۔

ہم تاریخ ذیل کو جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

تاریخ تعمیر مکان مؤلف در عزیز باغ طبعزاد مؤلف کتاب

اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی	چھوٹا سا خانہ باغ بھی ہے جس مین پر بہار
بسط ترفّع عددی سے کہو ولاؔ	فصلی کا سنہ عزیز ولاؔ سے ہے آشکار

(تشریح)

حروف اصلی	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	میزان
بسط ترفع	ذ	ع	ق	ع	س	ش	ی	
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۶۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبد العزیز اور ہمارا خطاب عزیز جنگ اور ہمارا تخلص ولاؔ ہے اور لفظ وِلا انگریزی مین اوس مکان کو کہتے ہین کہ جو باغ کے ساتھہ وسیع رقبہ مین واقع ہو۔

پس شائقین فنّ جمل اس تاریخ کی خوبی کو خود سمجھہ سکتے ہین۔

(و) بسط ترفّع حرفی۔ بسط کی چھٹی قسم ہے۔ ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے۔ اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد مین بسط ترفّع حرفی کرین تو حؔ کو طؔ سے بدلین گے اور الفؔ کو بؔ سے اور مؔ کو نؔ سے اور دؔ کو ہؔ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۶۶ ہو جاوین گے۔ صاحبان معدن الجواہر و ملخّص تسلیم نے اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب ملخّص تسلیم نے لکھا ہے کہ ترفّع حرفی بدل کردن حرف ست بحرف مابعدش۔ ہم عرض کرتے ہین کہ آپ سے بیان تعریف

مین تسامح ہوا ہے یہ تعریف تنزّل حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آوے گا۔
ترفع حرفی مین ایک حرف کا حرف ما بعد سے تبادلہ ہونا چاہیئے نہ ما قبل سے۔
اس صنعت مین ہم نے ایک تاریخ لکہی ہے جو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

رحمت اللہ خان نام آور شد بہ بسط ترفّع حرفی		ساخت حوضے نمونۂ صنعت سال تاریخ چشمۂ رحمت ۱۳۱۹	

(تشریح)

حروف اصلی مادہ	چ	ش	م	ہ	ر	ح	م	ت	میزان
حروف بعد بسط ترفع حرفی	د	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
اعداد	۴	۴۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹

(ز) بسط ترفّع طبعی ۔ بسط کی ساتوین قسم کا نام ہے حروف کو بحسب طبیعت ترقی دینے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے یعنی حروف مائیہ کو ہوائیہ سے بدلا جاے اور حروف ہوائیہ کو ترابیّہ سے اور حروف ترابیہ کو ناریہ سے ۔ اس عمل مین حروف ناریہ بحال خود رہین گے۔ اس لئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہین ہے جس مین اس کا ترفّع ہوسکے ۔ باب اول کی پہلی فصل مین بذیل الفاظ جمل جو نقشہ ابجد عناصر کا گزرا ہے اوس کے معاینہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے آخری درجہ حروف مائیہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر حروف ترابیہ اور اس سے بلند تر درجہ مین حروف ناریہ ۔
مثلاً اگر لفظ حامد کو بسط ترفع طبعی کرنا چاہین تو (ح) کو جو مائی ہے اسی کے

ہم رتبہ بالاتر درجۂ ہوائی مین (ز) سے بدلین اور (ا م) کو بحال خود رکہین
اس لئے کہ دونون ناریہ ہین اور ناریہ کے ترفع کے لئے کوئی بالاتر درجہ نہین ہے
پہر (د) کو جو مائیہ مرتبۂ اوّل ہے اس کے درجۂ بالا مین (ج) سے بدلین جس کا
مرتبہ ہوائیہ مین اول ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس عمل سے لفظ حامد کا بسط ترفع
طبعی ز ا م ج ہوا جس کے عدد ۵۱ ہین پس اس صنعت کا نتیجہ ہے کہ جب
ہم نے لفظ حامد کا استعمال کیا جس کے عدد اصلی ۵۳ ہین تو اس صنعت کی
وجہ سے اس کے عدد ۵۱ محسوب ہوئے۔

بعض محقّقین نے اس صنعت کے متعلق کہا ہے کہ اربعہ عناصر مین سب سے پہلا
اور فائق درجہ ناریہ کا ہے اور اس کے بعد ہوائیہ کا اور پہر مائیہ کا اور سب سے آخر
ترابیہ کا پس بسط ترفع طبعی مین حروف ترابیہ کو مائیہ سے بدلنا چاہیئے اور مائیہ کو
ہوائیہ سے اور ہوائیہ کو ناریہ سے اور ناریہ حروف بحال خود قائم رہین گے۔
صاحب معدن الجواہر نے بہی اسی سلسلہ کو بیان فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم بہی
اسی کے ساتہ متفق ہین۔ نقشۂ متذکرۂ الفاظ جمل مین جو ترتیب قائم ہوئی ہے وہ
باعتبار خاص ہے۔

ہم کو بہی محققین بالا سے اتفاق ہے۔ ہم نے اس صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے
جس کو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

ہجرت کی مُلّا واعظ نے
لو بسط ترفّع طبعی سے

افسوس دکن سے چلے واعظ
تاریخ سفر ہے خدا حافظ
۱۲۹۲

(تشریح)

حروف لفظ خدا حافظ	خ	د	ا	ح	ا	ف	ظ	میزان
حروف بعد بسط ترفع طبعی	ش	ج	ا	ز	ا	ف	ذ	
اعداد	۵۰۰	۳	۱	۷	۱	۸۰	۷۰۰	۱۲۹۲

الفاظ خدا حافظ کے حقیقی اعداد ۱۵۹۴ تھے لیکن بسط ترفع طبعی کے بعد اس کے اعداد ۱۲۹۲ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ح) بسط کی آٹھوین قسم بسط ترفع بالطبع ہے۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ہم ایک طبیعت کے حروف سے ایک حرف کو اسی طبیعت کے بلند مرتبہ حرف کے ساتھ بدلین یعنی اس کو ترقی دین۔

ملاحظہ ہو نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ فصل دوم باب اول جس مین حروف ناریہ۔ ا۔ ہ۔ ط۔ م۔ ف۔ ش۔ ذ۔ ہین۔ اگر ہم کو الف کا ترفع بالطبع مقصود ہو تو اُس کو ہ سے بدلین گے۔ جس کا درجہ باعتبار اعداد الف سے فائق ہے اسی طرح ہ کو ط سے بدلین گے اور ط کو م سے اور م کو ف سے اور ف کو ش سے اور ش کو ذ سے۔

پس اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع بالطبع چاہین تو ح۔ ل سے بدلیگی اور الف۔ ہ سے اور م۔ ف سے اور۔ د۔ ح سے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس عمل کے بعد ۱۲۳ ہو جاوینگے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت کی مثال ہے۔

ببین یہ نسخۂ نادر بفن طبعیات ضیا بہ صنعت بسط ترفع بالطبع		رسالہ ایست کہ تعلیم را بود موضوع رقم زدہ سنہ طبعش صحیفۂ مطبوع ۱۱۲۵

(تشریح)

حروف اصلی مادۂ تاریخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
حروف بعد بسط ترفع بالطبع	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اعداد	۴۰۰	۳۰	۵۰	۳۰۰	۹	۸۰	۴۰	۶	۱۰	۲۰۰	۱۱۲۵

(ط) بسط کی نوین قسم۔ بسط ترفّع اوتار ہے۔ اوتار عربی زبان کا لفظ جمع ہے وتر کی بمعنی عدد طاق و فرد۔ اور اعداد جمل کے ہر مرتبہ مین ۔ ۱ ۔ ۳ ۔ ۵ ۔ ۷ ۔ ۹ اوتار ہین۔ پس آحاد مین ۔ ا ۔ ج ۔ ہ ۔ ز ۔ ط ۔ اور عشرات مین ۔ ی ۔ ل ۔ ن ۔ ع ۔ ص ۔ اور مآت مین ۔ ق ۔ ش ۔ ث ۔ ذ ۔ ظ ۔ اور الوف مین غ حروف اوتار کہلاتے ہین۔ ترفّع اوتار اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین الف کے عوض ج لین اور ج کے عوض ہ اور ہ کے عوض ز اور ز کے عوض ط لیکن اگر ط واقع ہو تو وہ بحال خود رہے گی اس لئے کہ آحاد مین اس سے فائق درجہ اوتار کا نہین ہے۔

اسی طرح عشرات مین ی کی جگہ ل اور ل کے عوض ن محسوب ہوگا اور ن کے عوض ع اور ع کے عوض ص اور ص بحال خود رہیگا

علی ہذا مآت مین ق کی جگہ ش اور ش کے عوض ث اور ث کے عوض ذ اور ذ کے عوض ظ اور ظ بحال خود قائم رہے گی۔

اور الوف مین غ بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ اس سے فائق عدد کا حرف نہین ہے۔

اور حروف ازواج بحال خود قائم رہین گے ۔ حروف ازواج وہ ہین جو اوتار کے سوا ہون ۔ جن کا بیان آگے آوے گا ۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط ترفع اوتار ح ج م د ہے ۔ حرف اول بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے ۔ اور الف کو ج سے بدلا اس لئے کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ دونون اوتار نہیں ہین ۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے بعد اس عمل کے ۵۵ ہوگئے ۔

ہم تاریخ ذیل مثلاً عرض کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے ۔

گشت تعمیر مسجد عالی	بایدم گفت اے ولا "تاریخ
من بصنع ترفع اوتار	گفتمش خانۂ خدا "تاریخ ۱۲۸۷

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفع اوتار	خ	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰۰	۳	۷۰	۷	۶۰۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشۂ بالا مین خ ۔ د ۔ دونون بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروف اوتار نہیں ہین بلکہ ازواج ہین اور ا ۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب ہوا ۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پھر ا کے عوض ج ۔ اس صنعت کی وجہ سے الفاظ خانۂ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے ۔ ۱۲۸۷ ہوگئے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

(ی) بسط ترفّع ازواج ۔ دسوین قسم ہے بسط کی۔ ازواج ۔ زبان عربی مین
زوج کی جمع ۔اور زوج ۔ وتر کا ضد ہے جو اعداد طاق نہین ہین بلکہ جفت ہین
اون کے حروف کو ہر مرتبہ مین ترقی دینے کا نام بسط ترفّع ازواج ہے ۔
اعداد ازواج ۔۲۔ ۴ ۔ ۶ ۔ ۸ ۔ ہین ۔اور حروف آحاد مین ب ۔ د ۔
و ۔ ح ۔ اور عشرات مین حروف ۔ک ۔م ۔س ۔ ف ۔ اور مآت مین حروف ۔ر
ت ۔ خ ۔ ض ۔ حروف ازواج سے موسوم ہین ۔

پس ترفّع ازواج اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین ب کے عوض د لین
اور د کے عوض و ۔اور و کے عوض ح ۔اور ح بحال خود رہے گی اسلئے
کہ اس سے زیادہ آحاد مین کسی زوج کا درجہ نہین ہے ۔

اسی طرح عشرات مین حرف ازواج کا شمار ک کے عوض م اور م کے
عوض س اور س کے عوض ف اور ف بحال خود رہیگی ۔اس لئے کہ
عشرات مین ف سے فائق کوئی حرف زوج نہین ہے ۔

علیٰ ہذا مآت مین حروف ازواج کا شمار ر کے عوض ت اور ت کے
عوض خ اور خ کے عوض ض ۔ اور ض بحال خود قائم رہے گا اس لئے
کہ مآت مین ض سے فائق کوئی زوج نہین ہے ۔

اور الوف مین غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس سے ازواج کو
کوئی تعلق نہین ہے ۔

اور اس عمل مین اور تمام اوتار بھی بحال خود رہین گے اُسی طرح جس طرح صنعت
ماضیہ مین تمام ازواج بحال خود تھے ۔

اب ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع ازواج کرتے ہین - ح - بحال خود ہے - کیونکہ احادین اس کا درجہ سب سے عالی ہے - اور (الف) بھی بحال خود چھوڑا گیا کیونکہ اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدۂ بالا س سے بدلا گیا - د - و ہوگئی حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس صنعت سے ۷۵ ہوگئے - مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے

حکمت اسد خان طبیب دکن		بقدوم عروس شد خوش حال
من بہ بسط ترفّع ازواج		کدخدا شد حکیم گفتم سال

۱۲۷۷ھ

نقشۂ ذیل سے مادّۂ تاریخ مین صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے -

حروف اصل مادّۂ تاریخ	ک	د	خ	د	ا	ش	د	ح	ک	ی	م	میزان
حروف بعد بسط ترفّع ازواج	م	و	ض	و	ا	ش	و	ح	م	ی	س	
اعداد	۴۰	۶	۸۰۰	۶	۱	۳۰۰	۶	۸	۴۰	۱۰	۶۰	۱۲۷۷

بعض ائمہ جمل نے لکھا ہے کہ ایک ہی تاریخ مین بسط ترفّع اوتار و ازواج ہو سکتا ہے ہم یہ کہتے ہین کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لیا جا سکتا ہے

(ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تنزّل بھی تاریخ کی ایک صنعت ہے صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ اس کی چار قسم ہین (۱) بسط تنزّل عددی (۲) بسط تنزّل حرفی (۳) بسط تنزّل طبعی (۴) بسط تنزّل بالطّبع - اور یہ برعکس ہے بسط ترفّع کے - آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے قس علی ذٰلک فی کل الامثلۃ لان العاقل تکفیہ الاشارۃ - یعنی تمام امثلہ

ہین اسی پر قیاس کر لو بدین وجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پھر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط تنزّل اوتار و بسط تنزل ازواج بھی ایک قسم ہے جس کو صاحب مفتاحُ الاستخراج نے لکھا ہے من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس رجوع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محوّل علیہ مین بھی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتھ کرکے آگے بڑھین۔

پس بسط تنزل عددی بسط کی گیارہوین قسم ہے۔ اس سے مراد عدد حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبۂ ادنیٰ مین تنزل پانا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجۂ آحاد کا ہے تو اوس کا تنزل نہ ہوسکے گا اس لئے کہ آحاد سے کمتر کوئی درجہ نہین ہے۔

لیکن اگر وہ عدد حرف جس کا تنزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اسکا تنزل درجۂ آحاد مین بلحاظ مرتبہ ہوسکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات مین دوسرا ہے تو اوس کا تبادلۂ تنزّلی درجۂ آحاد مین ب کے عدد کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ بھی درجۂ آحاد مین دوسرا ہے۔

اسی طرح تات کا تنزل عشرات کے درجہ مین بلحاظ مرتبہ اور الف کا تنزل درجہ تات کے پہلے مرتبہ مین۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلۂ تنزّلی ق کے عدد کے ساتھ۔

پس اگر ہم لفظ زید مین بسط تنزل عددی کرنا چاہین تو ز کا عدد بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور ی کا عدد ۱۰ جو درجۂ

عشرات کے مرتبۂ اوّل کا عدد ہے درجۂ احاد کے مرتبۂ اوّل یعنی الف کے عدد کے ساتھ بدل کر بعوض ۱۰ اسکے (۱) رہجائے گا۔ اور دال کا عدد (۴) بحال خود رہیگا اس لئے کہ وہ بھی درجۂ احاد کا ہے۔ جیساکہ پہلے حرف کا عدد۔ پس اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صنعت سے (۱۲) ہو جائینگے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے جو ایک خمسۂ ہجو کا آخری بند ہے مصنّف تاریخ سے ہم آگاہ نہین ہین۔ (ع) متاع نیک ہر دکّان کہ باشد ؤ

خدمت گھٹی تو ظلم بڑھا ہائے رے غضب	.	تنخواہ کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
بسط تنزّل عددی کا ہے یہ سبب		خمسہ کا بند داخل تاریخ سب کا سب

سچ ہے حرامزادی کی رسّی دراز ہے

اس سالم بند کے حروف مین بسط تنزل عددی کرنے سے ۱۳۰۱ھ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

(تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ٹ	ی	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴	۴۰	۴۰۰	۲۰	۵	۴۰۰	۱۰	۴۰۰	۶	۹۰۰	۳۰	۴۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۴	۴۰	۲	۵	۴۰	۱	۴۰	۶	۹۰	۳	۴

حروف	ب	ڑ	ہ	ا	ہ	ا	ے	ر	ے	غ	ض	ب	
اعداد	۲	۲۰۰	۵	۱	۵	۱	۱۰	۲۰۰	۱۰	۱۰۰۰	۸۰۰	۲	
تنزل عددی	۲	۲۰	۵	۱	۵	۱	۱	۲۰	۱	۱۰۰	۸۰	۲	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع اول (۵۳۷)

مصرع دوم

حروف	ت	ن	خ	و	ا	ہ	ک	م	ہ	و	ی	ی	ت
اعداد	۴۰۰	۵۰	۶۰۰	۶	۱	۵	۳۰	۴۰	۵	۶	۱۰	۱۰	۴۰۰
تنزل عددی	۴۰	۵	۶۰	۶	۱	۵	۲	۴	۵	۶	۱	۱	۴۰

حروف	و	ز	ی	ا	د	ہ	ہ	و	ی	ی	ط	ل	ب
اعداد	۶	۷	۱۰	۱	۴	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۹	۳۰	۲
تنزل عددی	۶	۷	۱۰	۱	۴	۵	۵	۶	۱	۱	۹	۳	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع دوم (۲۲۷)

مصرع سوم

حروف	ب	س	ط	ت	ن	ز	ل	ع	د	ذ
اعداد	۲	۶۰	۹	۴۰۰	۵۰	۷	۳۰	۷۰	۴	۴
تنزل عددی	۲	۶	۹	۴۰	۵	۷	۳	۷	۴	۴

حروف	ی	ک	ا	ہ	ا	ی	ہ	س	ب	ب
اعداد	۱۰	۲۰	۱	۵	۱	۱۰	۵	۶۰	۲	۲
تنزل عددی	۱	۲	۱	۵	۱	۱	۵	۶	۲	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع سوم (۱۱۳)

مصرع چہارم

حروف	خ	م	س	ه	ک	ا	ب	ن	و	د	ا	خ
اعداد	۶۰۰	۴۰	۶۰	۵	۲۰	۱	۲	۵۰	۴	۴	۱	۶۰۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۶	۵	۲	۱	۲	۵	۴	۴	۱	۶۰

حروف	ل	ت	ا	ر	ی	خ	س	ب	ک	ا	س	ب
اعداد	۳۰	۴۰۰	۱	۲۰۰	۱۰	۶۰۰	۶۰	۲	۲۰	۱	۶۰	۲
تنزل عددی	۳	۴۰	۱	۲۰	۱	۶۰	۶	۲	۲	۱	۶	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع چہارم (۲۹۸)

مصرع پنجم

حروف	س	چ	ه	ی	ح	ر	ا	م	ز	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳	۵	۱۰	۸	۲۰۰	۱	۴۰	۷	۱	۴	۱۰
تنزل عددی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۷	۱	۴	۱

حروف	ک	ی	ر	س	ی	د	ر	ا	ز	ه	ی	
اعداد	۲۰	۱۰	۲۰۰	۶۰	۱۰	۴	۲۰۰	۱	۷	۵	۱۰	
تنزل عددی	۲	۱	۲۰	۶	۱	۴	۲۰	۱	۷	۵	۱	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع پنجم (۱۲۹) صد بجملہ ۱۳۴ از ابجدی

(ل) بسط تنزل حرفی - بسط کی بارہوین قسم ہے اور یہ عکس ہے بسط ترفع حرفی کا یعنی ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باعتبار عدد مابعد سے کم رتبہ رکھتا ہے - اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے -

اس صنعت مین الف بحال خود رہتا ہے اس لئے کہ اس سے کم مرتبہ کا کوئی حرف نہین ہے جس کے ساتھ اس کا تنزل ہوسکے -

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کرین تو ب - الف سے بدلی جائیگی اور کاف ی سے اور ر - ق سے - اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعوض ۲۲۲ کے ۱۱۱ رہجاوین گے - اسیطرح لفظ حامد مین ح - ز - سے بدلی جائیگی اور الف بحال خود رہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہین ہے - اور م - ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا - پس لفظ حامد کے اعداد مجموعی جو فی الحقیقت ۵۳ تھے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جاوین گے -

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے -

فضل حق[1] نے بچا لیا اون کو — رہ گیا سارا طمطراق یہان
ہوا سال تنزل حرفی — گرے گہوڑے سے برکت اللہ خان
(۱۳۰۷)

حروف اصلی	گ	ر	ے	گ	ہ	و	ڑ	ے	س	ے	ب
نتیجہ بسط تنزل حرفی	ی	ق	ط	ی	د	ہ	ق	ط	ن	ط	ا
اعداد	۱۰	۱۰۰	۹	۱۰	۴	۵	۱۰۰	۹	۵۰	۹	۱

[1] فضل حق خادم خاص کا نام تھا - جس نے آقا کو گرتے ہوئے تہام لیا تہا -

حروف اصلی	ا	ل	ذ	—	ح	ح	ه	غ	—	خ	میزان
نتیجہ بسط تنزل حرفی	ق	ی	ش	—	ل	ل	د	ث	—	م	
اعداد	۱۰۰	۱۰	۳۰۰	۱	۳۰	۳۰	۴	۵۰۰	۱	۴۰	۱۳۰۴

(۴) بسط تنزل طبعی۔ یہ اقسام بسط کی تیرہوین قسم ہے۔ یہ وہ ہے کہ حروف ناریہ کو ہوائیہ کے ساتھ اور ہوائیہ کو مائیہ کے ساتھ اور مائیہ کو ترابیہ کے ساتھ تنزل کیا جائے یعنی بدلا جائے۔

ہم نے بسط ترفع طبعی مین بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ناریہ کا ہے اور پھر ہوائیہ کا اور اس کے بعد مائیہ کا پھر ترابیہ کا۔ پس بڑے درجہ کے حرف کو اوس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزل طبعی ہے۔ اس عمل مین حروف ترابیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاوینگے بلکہ بحال خود رہین گے اس لئے کہ ترابیہ سے کم درجہ کوئی نہین ہے یعنی ترفع مین ناریہ کے ساتھ جو عمل تھا وہی عمل تنزل مین ترابیہ کے ساتھ ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خالد مین بسط تنزل طبعی کرین تو (خ) جو کہ آبیہ مین چھٹے مرتبہ کا حرف ہے خاکیہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ث) کے ساتھ بدلا جائے گا۔
اور (الف) جو ناریہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) ہوائیہ کے پہلی مرتبہ کے حرف سے بدلے گا۔ اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (ی) سے تبدیل ہوگا اس لئے کہ خاکیہ مین (ی) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزل (ب) سے ہوگا۔

اس عمل سے حاصل یہ ہوگا کہ خالد کے عدد حقیقی ۶۳۵ صرف ۴۱۵ رہجائینگے

تاریخ ذیل اسی صنعت مین پائی گئی ہے ۔

وہ زور و شور اب نہین باقی رہا جناب	خدمت جو آج ہاتہ سے ان کے نکل گئی
وہ نخوت و غرور کہان اور یہ انکسار	آثار اس کے ہین کہ طبیعت سنبہل گئی
اچہے رہین وہ ہم کو کسی سے ہے کیا غرض	شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
لکہو تو آ تنزل طبعی سے اس کا سال	بگڑی ہوا تو صاف طبیعت بدل گئی ۱۲۹۳ھ

حروف اصلی	ب	گ	ڑ	ی	ہ	و	ا	ت	و	ص	ا	ف	ط
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ل	ص	ی	ز	و	ج	ت	و	ص	ج	ق	ک
اعداد	۲	۳۰	۹۰	۱۰	۷	۶	۳	۴۰۰	۶	۹۰	۳	۱۰۰	۲۰

حروف اصلی	ب	ی	ع	ت	ب	د	ل	گ	ئ	ی
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ی	ن	ت	ب	ب	ی	ل	ی	ی
اعداد	۲	۱۰	۵۰	۴۰۰	۲	۲	۱۰	۳۰	۱۰	۱۰
میزان	۱۲۹۳									

(ن) بسط تنزل بالطبع ۔ اقسام بسط کی چودہوین قسم ہے ۔ ایک ہی طبیعت کے حروف مین ایک حرف کا تنزل حرف ماقبل کے ساتہ کرنے کو بسط تنزل بالطبع کہتے ہین نقشۂ متعلقۂ ابجد عناصر مندرجۂ الفاظ جمل متذکرۂ فصل ۲ باب اول کے دیکہنے سے واضح ہوگا کہ ا ہ ط م ف ش ذ حروف ناری ہین پس ہ کا تنزل الف کے ساتہ اور ط کا تنزل ہ کے ساتہ اور م کا تنزل ط کے ساتہ

اور ر کا تنزل م کے ساتھ اور ش کا تنزل ف کے ساتھ اور ذ کا تنزل ش کے ساتھ ہو سکتا ہے اور الف کا تنزل اس لئے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف ۔ حروف ناریہ مین نہین ہے ۔

پس اگر ہم چاہین کہ لفظ ہاشم کا بسط تنزل بالطبع کرین تو ہ کو الف کے ساتھ بدلین گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتھ ہوگا اور م کو ط سے بدلین گے اور اس عمل کی وجہ سے ہاشم کے اعداد بجای ۳۴۶ کے صرف ۹۱ رہ جاوین گے ۔

تاریخ ذیل کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے ۔

ستم شعار نہ کردی بجور و ظلم دریغ		برین نتیجہ کشیدت مآل افعالت
نوشت شوق بہ بسط تنزل بالطبع		شدہ تنزل خدمت سزاے اعمالت ۶۶۸

حروف اصلی	ق	د	ہ	ز	چ	ی	ح	ے	د	ہ	ز	ق
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ف	د	ـ	ص	ی	ج	ح	ر	د	ط	ص	ک
اعداد	۸۰	۴	۱	۹۰	۱۰	۳	۸	۲۰۰	۴	۹	۹۰	۲۰

حروف اصلی	ن	—	ا	—	ج	—	ہ	—	ح	ز	
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ج	—	و	—	ل	—	ط	—	ح	ص	میزان
اعداد	۳	۱	۶	۱	۳۰	۱	۹	۱	۸	۹۰	۶۶۸

(س) اقسام بسط کی پندرہوین قسم بسط تنزل اوتار ہے۔ اور
(ع) سولہوین قسم بسط تنزّل ازواج۔ حروف اوتار اور ازواج کی تعریف
ہم ذیل بسط ترفع اوتار و ازواج کر ذیل مین بیان کی ہے (دیکھو صنعت ط و ی)
پس اس خاص موقع کے لئے ہم ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو انہین
تعریفات ماضیہ کا لبّ لباب ہے۔

مدارج	حروف اوتار					حروف ازواج			
احاد	ا	ج	ه	ز	ط	ب	د	و	ح
	۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶	۸
عشرات	ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س	ف
	۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰
مآت	ق	ش	ث	ذ	ظ	ر	ت	خ	ض
	۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

پس ط کا تنزّل ز کے ساتہ اور ز کا تنزّل ه کے ساتہ اور ه کا تنزّل
ج کے ساتہ اور ج کا تنزّل الف کے ساتہ بسط تنزّل اوتار کہلائے گا۔ وقس
علی ہذا فی العشرات والمآت والالوف۔

اسی طرح ح کا تنزّل و کے ساتہ و کا تنزل د کے ساتہ د کا تنزّل
ب کے ساتہ بسط تنزل ازواج سے موسوم ہوگا۔ اور یہی عمل عشرات اور مآت
مین ہوگا۔

سمجھ رکھنا چاہیئے کہ حروف اوتار سے - ا - ی - ق - غ - کا تنزل ہوگا علیٰ ہذا حروف ازواج سے - ب - ک - ر - کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حروف اپنے اپنے مرتبہ مین کمترین حروف ہین جن سے زیادہ - کم درجہ کا کوئی دوسرا حرف نہین ہے -

اگر ہم ایک ہی لفظ مین یہ دونون صنعتین جاری کرین تو ہوسکتا ہے لیکن جب صرف ایک صنعت تنزل اوتار ہی جاری کرین تو ازواج بحال خود رہینگے یا اگر ہمکو صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروف اوتار مین کوئی تبدیلی نہ ہوگی -

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ہ - ج سے بدلیگی اور ن - ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروف ازواج سے ہے اور دوسری ہ بھی ج سے بدلی جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۰ محسوب ہون گے -

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین بسط تنزل ازواج کرین تو ہ اور نون بحال خود رہین گے اس لئے کہ یہ دونون حروف اوتار سے ہین اور د ب سے بدل جائیگی - اور دوسری ہ بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد اس صنعت مین بعوض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہون گے -

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین دونون صنعتین جاری کرین تو ہ - ج سے بدل جائیگی - اور ن - ل سے اور د - ب سے اور ہ - ج سے پس لفظ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) - اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جاوین گے -

اب ہم ذیل مین دو ایسی تاریخین پیش کرتے ہین جن مین ان دونون صنعتون کا استعمال ہوا ہے ـ

تاریخ بصنعت بسط تنزّل وتار

چور تہا کون کس نے پائی سزا
مثل مفقود کی منیجر نے
تنزلہ ریزد مگر بعضو ضعیف
زیبد ہے یہ تنزّل اوتار

ہاے کس کی بلا ہے کس کے سر
ذمہ داری مین پہٹ گیا ریڈر
ہیچو خاک ست بندۂ بے زر
آفت آتی ہے بے وسیلون پہ
۱۲۴۱

حروف اصلی	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ہ	ی	ب	ی
نتیجہ بسط تنزل اوتار	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ج	ی	ب	ی
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳	۱۰	۲	۱۰

حروف اصلی	و	س	ی	ل	و	ن	پ	ہ	تاریخ
نتیجہ بسط تنزل اوتار	و	س	ی	ی	و	ل	ب	ش	
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۳۰۰	۱۲۴۱

تاریخ بصنعت بسط تنزّل ازواج

مرد باآب و تاب شمس الدین
زور بازو سے وہ بنا تیراک

جو کہ ذرّے سے آفتاب ہوا
اپنے فن مین وہ لاجواب ہوا

تہا وہ استاد ایسا لاثانے	میر مچھلی جسے خطاب ہوا
نعش اک بہ چلی جو دریا مین	دیکھہ کر اسکو پیچ وتاب ہوا
چھوڑ تہا نشۂ جوانی مین	شام تہی مست نیمخواب ہوا
طرفۃ العین مین وہ کود پڑا	ایک عالم کو اضطراب ہوا
ہائے تقدیر سے لڑی تدبیر	ملک الموت کامیاب ہوا
تہی قضا اوس کے سر پہ آن کھڑی	ایک لمحہ مین انقلاب ہوا
اوس کی صورت نہ پہر نظر آئی	اوس کا جینا خیال وخواب ہوا
سال بسط تنزّل ازواج	کہو ہاتف وہ غرق آب ہوا ۱۳۲۲

(تشریح)

حروف اصلی	و	ہ	غ	ر	ق	ا	ب	ہ	و	ا	میزان
اعداد	۶	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۶	۱	۱۳۲۶
حروف بعد بسط تنزل ازواج	د	ہ	غ	ر	ق	ا	ب	ہ	د	ا	میزان
اعداد	۴	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۴	۱	۱۳۲۲

(ف) بسط کی سترہوین قسم۔ بسط تواخی۔ ہے صاحب مفتاح الاستخراج نے اسکا ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المداخل نے اس کو بسط تشابہ اور بسط تزوّج بہی کہا ہے۔ یہ اوس عمل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اوس کے مشابہ اور متشارک دوسرے حرف سے بدل کرین۔ جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تواخی رکہتے ہین یعنی اخوّت علی ہٰذا

ج ح خ مین بہی اخوّت ہے اسی طرح د ذ ۔ ر ز ۔ س ش ۔ ص ض ۔ ط ظ
ع غ ۔ مین ۔ بعض صاحبان تحقیق نے ۔ ف ق ۔ مین بہی اخوّت قائم کی ہی لیکن
اکثر اس کے خلاف ہین اور آخرین کا مذہب عام ہے اور ہم بہی اسی سے متفق ہین ۔
پس مادّۂ تاریخ مین ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ت کے عوض ب کے
یا ث کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا یا ج کے عوض ح کے اور ح کے عوض
ج کے یا خ کے عوض ح کے ۔ اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا ۔ یا
ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تواخی یا تشابہ یا تزوّج کہلائے گا ۔
مثلاً اگر لفظ حامد مین بسط تواخی کرین تو ح کے عوض ج محسوب ہوگا
اور الف اور م بحال خود رہین گے اور د کے عوض ذ لی جائیگی نتیجہ یہ
ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۷۴۴ ہوجائین گے ۔
بعض اہل تحقیق نے لکہا ہے کہ ب ت ث اور ج ح خ مین مؤرخ کو
اختیار ہے کہ ان تینون حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے
جس حرف کو چاہین بدلین ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ ان بزرگون نے اسپر غور نہین فرمایا
کہ اس آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تاریخ مین پیدا ہو جاویگا کہ جبتک
مؤرخ اپنے مادّہ کے ساتہ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کریگا دوسرا شخص
اوس مادّہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہوسکیگا ۔ اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے
جس کی صراحت ہم نے ابتدا مین بیان کردی ۔ ہماری رائے مین مؤرخ اوس کی
پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تاریخ صنعت بسط تواخی مین ہے
کافی ہے ۔ اور ہم اسی کے پیرو ہین ۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخر الذکر مذہب کی پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامد کے بسط تواخی مین ح کے عوض خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

ابن اخی ملاً احمد	مات شاباً واسفا
بسط تواخ فی عامہ	رضی اللہ عنہ الملاً ۱۳۲۵

حروف اصلی	ر	ض	ی	ا	ل	ل	ہ	ع
نتیجہ بسط تواخی	ز	ص	ی	ا	ل	ل	ہ	غ
اعداد	۷	۹۰	۱۰	۱	۳۰	۳۰	۵	۱۰۰۰

حروف اصلی	ن	ا	ل	م	ل	ا	میزان
نتیجہ بسط تواخی	ن	ا	ل	م	ل	ا	
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۳۰	۱	۱۳۲۵

(ص) بسط تجمع۔ بسط کی اٹھارہوین قسم ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہر ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط تجمع ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد کا بسط تجمع لفظ جعفر کے ساتھ کرین تو حامد کے حروف ایک سطر مین لکھین اور اس کے ذیل مین جعفر کے حروف جیسے $\frac{ح}{ج}$ $\frac{ا}{ع}$ $\frac{م}{ف}$ $\frac{د}{ر}$ پھر ح

عدد (۸) کو عدد ج (۳) کے ساتہ جمع کرین تو ۱۱ ہوئے جس کا استنطاق اسی سے
اور پہر الف کے عدد (۱) کو عدد عین ۷۰ کے ساتہ ملادین اس کا مجموعہ ۷۱ ہوا
اور اس کا حاصل استنطاق اع ہے پہر م کے عدد ۴۰ کو عدد ق ۸۰ سے
ملادین تو جملہ ۱۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک ق ہے۔ اسی طرح د کے عدد ۴
کو ز کے عدد ۲۰۰ کے ساتہ جمع کرین تو ۲۰۴ ہوئے جس کا استنطاق د ر ہے۔
پس حروف مستنطقہ (ا۔ی۔ا۔ع۔ک۔ق۔د۔ر۔) کے مجموعی عدد
۴۰۶ محسوب ہون گے۔

ہم کہتے ہین کہ حامد کے اعداد کو جو ۵۳ ہین جعفر کے اعداد ۳۵۳ کے ساتہ
جمع کرنے سے اس کی میزان بہی ۴۰۶ ہوتی ہے پہر اس صنعت مین کونسی جدت
اور کیا لطف ہے۔

ہماری راے یہ ہے کہ لائق مؤلف موصوف سے اس مقام پر بہی استنطاق
مین تسامح ہوا ہے جیسا کہ صنعت الف کے ذیل مین ہم نے بیان کیا ہے۔
اگر ہماری تحقیق کے مطابق عمل کیا جاوے تو ۱۱ کا استنطاق ا۔ا ہوگا اور ۷۱
کا استنطاق ا ز۔ اور ۱۲۰ کا استنطاق ک ا۔ اور ۲۰۴ کا استنطاق د ک
پس حامد اور جعفر کے بسط تجمّع سے ان دو لفظون کے مجموعی اعداد (۴۰۶)
صرف ۵۵ رہجاوین گے اس لئے کہ حروف ا۔ا۔ا۔ز۔ک۔ا۔د۔ک کے
اعداد کا مجموعہ ۵۵ ہے۔

ہماری راے مین یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اگر ایک مورّخ کسی شادی
کی تاریخ لکہے اور ہر ایک شعر مین اس کی پابندی کرے کہ مصرع اول مین دولہا کا

بیان ہوا در مصرعِ ثانی مین دولہن کا بیان اور ساتہ ہی اس کا بہی پابند ہو کہ دونون مصرعون کے حروف کو تعداداً مساوی رکہے اور پہر ایک مصرع کو دوسرے کے ساتہ بسطِ تجمّع کرے اور حاصل استنطاق سے سنۂ مطلوب برآمد ہو تو ایسی تاریخ نہایت تعریف کے قابل ہو گی۔

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکہی گئی ہے جو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد مبارک اقتران النیّرین سالش از بسطِ تجمّع برکشود	۱۲۷۶	شوہر نجم النّسا شد شمس دین مصرعِ اوّل بوصلِ آخرین

بسطِ تجمّع مصرعِ اوّل و دوم شعر اوّل

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ه	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۴۵	۳۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۴۵۰	۳۶۰
استنطاق	خ	ی	ه د	ب ک	ا ه	ج ک	س	ب	ل ا	ن د	س ب
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۲۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۴	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن	میزان
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن	
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۴۰	۹۰	۷۰	۲۰۴	۳۰	۱۰۰	
استنطاق	ب	ن ج	ه	ل ج	ص	ع	د ک	ک	ق	
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۷۰	۲۴	۳۰	۱۰۰	۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حروف مصرع دوم کے ساتھ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتھ یا ایک ہی مصرع مین ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتھ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہو سکتا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتھ اور دوسرے مصرع کو چوتھے مصرع کے ساتھ جمع کرین بشرطیکہ وہ دونون مساوی الحروف ہون۔ بہر حال جس طرز پر بسط تجمع ہوا ہو اوس کی صراحت شعر آخرین مین کر دینا چاہیئے۔

(ق) بسط کی انتیسوین قسم بسط تضاعف ہے۔ صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دوچند کر کے اوس سے بلقاعدہ استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے۔ مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا چاہتے ہین تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸۔ پھر استنطاقی عمل کیا تو ۱۶ سے و۔ا۔ اور ۲ سے ب اور ۸۰ سے ف اور ۸ سے ح حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ و۔ا۔ب۔ف۔ح۔ کے مجموعی عدد ۹۷ ہوئے۔ درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳ تھے۔

صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق مین بھی تسامح ہوا ہے اب ہم ذیل مین ایک تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم		مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہین بڑے نیکذات		خدا اور دے انکو اچھا ہوا

مقدر مین ان کے ترقی ہے اور ولاہم نے بسط تضاعف سے یون		ابہی کیا ہوا ہے ابہی کیا ہوا کہا سال رتبہ دو بالا ہوا ۱۳۰۸ھ

حروف اصلی	۱	۵۰	۱۰	۵	۶	۴۰	۱۰	—	۲	—	۲	۵	۴۰	—	
اعداد	۲۰۰	۲۰۰	۲	۵	۲	۴	۲	—	۲۰	—	۵	۴	—	—	جمع
تضاعف	۲۰۰	۲۰۰	۲	۱۰	۸	۱۲	۲	۲	۴۰	۲	۱۰	۱۰	۲۲	۲	
استنطاق	۵۰	۴۶	۶	۶۲	۶۴	۱۰	۶	۱۰	۶۲	۱۰	۶۲	۱۰	۱۲	۱۰	
اعداد حاصله	۲۰۰	۲۰۰	۲	۱۰	۸	۲۴	۲	۲	۴۰	۲	۱۰	۲۴	۲	۲	۱۲۳۴۸

(۲۰) بسط کی بیسوین قسم بسط تناصف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشرطیکہ وہ قابل تنصیف ہو۔ نصف کرکے استنطاق کرنے کا نام بسط تناصف ہی۔ حروف مستنطقہ کے اعداد کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تنصیف بدون کسرات نہ ہوسکے وہ بحال خود رکہے جاوینگے کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت مین آیۂ قرآنی ان المتقین فی ظلل وعیون سے حاصل کی ہے جن کی رحلت ۱۲۳۴ھ مین واقع ہوئی تہی۔ محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔

نقشۂ ذیل سے حسابی عمل بآسانی سمجھہ مین آسکتا ہے۔

حروف اصلی	ا	ن	ا	ل	م	ت	ق	ی	ن	ف
اعداد	۱	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۴۰۰	۱۰۰	۱۰	۵۰	۸۰
تنصیف	۱	۲۵	۱	۱۵	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۲۵	۴۰
استنطاق	ا	کہ	ا	یہ	ک	ر	ن	ہ	کہ	م
اعداد حروف مستنطقہ	۱	۷	۱	۶	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۷	۴۰

حروف اصلی	ی	ظ	ل	ل	و	ع	ی	و	ن	ابجد
اعداد	۱۰	۹۰۰	۳۰	۳۰	۶	۷۰	۱۰	۶	۵۰	
تنصیف	۵	۴۵۰	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵	
استنطاق	ہ	تن	یہ	یہ	ج	لہ	ہ	ج	کہ	
اعداد حروف مستنطقہ	۵	۵۴	۶	۶	۳	۸	۵	۳	۷	۴۳۴

(ش) صاحب ملخص تسلیم نے صنعت ماضیہ یعنی (بسط تناصف) کا ذکر نہین فرمایا ہے بلکہ بسط تنصیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط تناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسوین قسم قرار دیتے ہین آپ فرماتے ہین کہ بسط تنصیف مین اعداد قابل تنصیف کو اوس وقت تک نصف کرتے چلے جاوین جب تک کہ تنصیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تنصیف باقی رہ جائے گا وہی حساب مین محسوب ہوگا ہم کہتے ہین کہ اعداد غیر قابل تنصیف

بحال خود رہین گے۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو س کے عدد ۶۰ لئے جسکی تنصیف ۳۰ ہے اور پھر اس کی تنصیف ۱۵ ہے چون کہ ۱۵ کی تنصیف بلا کسر نہین ہوسکتی لہذا ہم نے س کا عدد (۱۵) قرار دیا۔

پھر ع لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہین جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ نا قابل تنصیف ہے لہذا ع کے اعداد ۳۵ قرار پائے۔

پھر ہم نے ی لی جس کے عدد ۱۰ ہین۔ ۱۰ کی تنصیف (۵) ہوئی اور (۵) نا قابل تنصیف ہین لہذا ی کے عدد (۵) قائم ہوئے۔

پھر د لی جس کے عدد ۴ ہین اور ۴ کی تنصیف کی تو ۲ رہے پھر ۲ کی تنصیف کی تو (۱) رہا اور ایک نا قابل تنصیف ہے لہذا د کا عدد ایک قرار پایا۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصلی عدد جو ۱۴۴ تھے (۵۶) رہ گئے۔

صاحب مخلص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح پر نہین کی ہے۔ اور ہمنے اور کتابون کے مقابلہ کے بعد نتیجۂ مستخرجہ کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہین کہ اعداد جمل کی ایک خاص جنتری اسی موقع پر ہدیۂ ناظرین کرین جس سے حساب اعداد مین بڑی سہولت حاصل ہوگی۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ا	نا قابل تنصیف	۱

عدد قائمہ	عمل تنصیف	حروف ابجد
۱	۲ بعد تنصیف ۱ -	ب
۳	۳ ناقابل تنصیف	ج
۱	۴ - ۲ - ۱ -	د
۵	۵ ناقابل تنصیف	ہ
۳	۶ - ۳ -	و
۷	۷ ناقابل تنصیف	ز
۱	۸ - ۴ - ۲ - ۱ -	ح
۹	۹ ناقابل تنصیف	ط
۵	۱۰ - ۵ -	ی
۵	۲۰ - ۱۰ - ۵ -	ک
۱۵	۳۰ - ۱۵ -	ل
۵	۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	م
۲۵	۵۰ - ۲۵ -	ن
۱۵	۶۰ - ۳۰ - ۱۵ -	س
۳۵	۷۰ - ۳۵ -	ع
۵	۸۰ - ۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	ف
۴۵	۹۰ - ۴۵ -	ص
۲۵	۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	ق

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ت	۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵ -	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵ -	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طبّاع شاعر نے ایک ظالم کی وفات کی تاریخ اسی صنعت مین لکھی ہے و ہو ہذا

تا روز جزا فتنہ گرے رفت بخواب	اورست ز خلق و رست خلقی ز عذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید	بگذشت ز خلق ظالم خانہ خراب

(ت) بسط کی بائیسوین قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہین) کے ایک حرف کو دوسرے لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے مثلاً ہم کسی شادی کی تاریخ کے لئے خالد کو دولہا فرض کرین۔ اور ہندہ کو اوس کی دولہن

تو خالد اصطلاح جمل میں طالب ہوگا اور ہندہ مطلوب۔ اور ان کے حروف مع اعداد حسب ذیل ہوں گے خ/۶۰۰ ا/۱ ل/۳۰ د/۴ × ہ/۵ ن/۵۰ د/۴ ہ/۵

پس (خ) کے عدد کو عدد (ہ) میں ضرب دینے سے	۳۰۰۰	حاصل ہوئے
اور (ا) کے عدد کو عدد (ن) میں ضرب دینے سے	۵۰	"
اور عدد (ل) کو عدد (د) میں ضرب دینے سے	۱۲۰	"
اور عدد (د) کو عدد (ہ) میں ضرب دینے سے	۲۰	"

اب ہم نے بقاعدۂ استنطاق ۳۰۰۰ سے ایک صفر چھوڑ کر ۳۰۰ سے (ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک-ا) اور ۲۰ سے (ک) پس ش ن ک اک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہیں اور یہی گویا سنہ مطلوب ہے

تاریخ ذیل ایک واقعۂ قتل کے متعلق اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

وصل معشوق عاشق ہو گیا بعد از قصاص	قاتل و مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سال سمت رند نے بسط تضارب سے کیا	جان ہی کر قتل شیریں کو کیا سردار نے

(التشریح)

حروف مقتول (شیریں)	ش	ی	ر	ی	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	ر	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض-ا	ر	ض	ی	ق
اعداد حروف مستنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

میزان اعداد حروف مستنطقہ ۱۹۱۱ سمت

(ث) بسط کی تیئیسوین قسم بسطِ تکسّر ہے۔ کسورِ صحیحہ حروفِ لفظِ مطلوب سے بقاعدۂ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسطِ تکسّر کہتے ہین۔

واضح ہو کہ کسور ۹ ہین

$\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{6}$ $\frac{1}{7}$ $\frac{1}{8}$ $\frac{1}{9}$ $\frac{1}{10}$

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد مین جو کسر جتنی بار کا ملًا تقسیم پاتی ہو یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھ لین۔ پھر اون کسرات سے بقاعدۂ استنطاق حروف حاصل کرین اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہو جائے تو حروف مستنطقہ کے اعداد کو جمع کر لین وہی نتیجہ ہوگا بسطِ تکسّر کا۔ جن حروف کے اعداد مین یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود رہینگے بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولے ہے۔ لیکن غلبہ صورت اول پر ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسطِ تکسّر کرین تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکھا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا $\frac{1}{2}$ = ۴ اور $\frac{1}{4}$ = ۲ اور $\frac{1}{8}$ = ۱ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔

پھر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسر پر تقسیم نہین پاتا لہذا اسکو بحال خود رکھا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پھر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہین اس کا $\frac{1}{2}$ = ۲۰ کے اور $\frac{1}{4}$ = ۱۰ اور $\frac{1}{5}$ = ۸ اور $\frac{1}{8}$ = ۵ اور $\frac{1}{10}$ = ۴ پس ۲۰ سے ک حاصل ہوا۔ ۱۰ سے ی اور ۸ سے ح اور ۵ سے ہ اور ۴ سے (د)

پھر د کو لیا جس کا عدد ۴ ہے اس کا $\frac{1}{2}$ = ۲ اور $\frac{1}{4}$ = ۱

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف۔

اب ہم نے حروف مستنطقہ د۔ب۔ا۔ا۔ک۔ی۔ح۔ہ د۔ب۔ا۔ کو جمع کرکے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے یہی ہے (حامد) کا بسط تکسیر۔

کسی چھپے رستم کی ایک تاریخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس میں اس نے اسی صنعت کا استعمال کیا ہے۔ اگرچہ اسنے ہجو کی ہے لیکن ہم اپنے کام سے کام رکھتے ہیں اور اس تاریخ کو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

اے مارِ سیاہ کس ندانست	این حال کہ بغتۃً بمیری
مالت برود بدست اغیار	زان ان کہ تو گویا فقیری
بود آن کہ مدام فاقہ بدست	تو دولت شد بعہد پیری
کیا شان خدا ہے ایک دم میں	دولت سے بدل گئی فقیری
ہے بسط تکسر اس کی تاریخ	میراث میں مل گئی اسیری

(نوٹ) معزز ناظرین ہم کو معاف فرمادیں کہ ہم نے بضمن لطائر حتی الامکان تواریخ ہجو سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعت مطلوبہ میں کوئی اور تاریخ ہم کو نہ ملی تو ناگزیر ایسی تاریخوں کو پیش کیا ہے جیسی یہ تاریخ ہے اور مورّخ کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے۔

(تشریح)

حروف	م	ی	ر	ا	ث	م	ی	ن	م	ل	ک	ی	ا	م	ی	ر	ی	میزان
اعداد و کسرات	۴۰	۱۰	۲۰۰	۱	۵۰۰	۴۰	۱۰	۵۰	۴۰	۳۰	۲۰	۱۰	۱	۴۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۰
۱/۲	۲۰	۵	۱۰۰	۰	۲۵۰	۲۰	۵	۲۵	۲۰	۱۵	۱۰	۵	۰	۲۰	۵	۱۰۰	۵	۶۰۵
۱/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰
۱/۴	۱۰	۰	۵۰	۰	۱۲۵	۱۰	۰	۰	۱۰	۰	۵	۰	۰	۱۰	۰	۵۰	۰	۲۷۰
۱/۵	۸	۲	۴۰	۰	۱۰۰	۸	۲	۱۰	۸	۶	۴	۲	۰	۸	۲	۴۰	۲	۲۴۲
۱/۶	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵
۱/۷	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱/۸	۵	۰	۲۵	۰	۰	۵	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۲۵	۰	۷۰
۱/۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱/۱۰	۴	۱	۲۰	۰	۵۰	۴	۱	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۴	۱	۲۰	۱	۱۴۱
میزان	۴۷	۸	۲۳۵	۰	۵۲۵	۴۷	۸	۴۰	۴۷	۳۹	۳۱	۸	۰	۴۷	۸	۲۳۵	۸	۱۳۳۳

تاریخ متذکرہ بالا میں مورخ نے لفظ ملگئی میں صرف ایک یا محسوب کی ہے ایسکا تسامح اور قواعد جمل سے ناواقفیت ہے۔

دوالف کے اعداد کو اس نے محسوب نہیں کیا ہے۔ یہ عمل درست ہے اس لیے کہ عدد والف کسرات پہ تقسیم نہیں ہوتا اور قاعدہ متذکرہ بالا نے اس کی اجازت دی ہے کہ ایسے حروف کے عدد خواہ محسوب کریں یا نہ کریں مورخ کو اختیار ہے۔

ہماری ذاتی راے یہ ہے کہ جب بسط تکسیر میں صرف کسرات سے کام لیا جا‌ئے تو ان حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیئے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پہ نہیں ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے۔ لائق مورخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے۔

(خ) بسط کی چوبیسویں قسم بسط تقوٰی ہے بقول صاحب معدن الجواہر اسکی تین قسم ہیں۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہیں جس کو اہل جمل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے پس ہمارے سلسلہ شمار صنائع بسط میں چوبیسواں نمبر اسیکا ہے۔ متقدمین محقق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے۔

ایک حرف کے عدد کو اوسی عدد میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن۔ یا بسط تقوٰی نمبر (۱) ہے۔ اصطلاح جمل میں باطن۔ عدد حرف کا نام ہے۔ اور ظاہر مرتبۂ حرف کو کہتے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بلحاظ سلسلۂ حروف تہجی قائم کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلۂ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہمکو اس سے اختلاف ہے ۔ ہماری رائے مین مراتب حروف کا نمبر سلسلۂ ابجد نوحی پر ہونا چاہیئے ۔

الحاصل صنعت ضرب باطن در باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش کرتے ہین جس کا بسط تقوّی نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے ۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہین جب ہم نے (۸) کو (۸) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق ۔د ۔ و ۔ ہے ۔

پھر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) مین ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار پایا جس کا حرف مستنطقہ وہی الف ہے ۔

پھر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰) ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ ۔ا ۔ حاصل ہوئے ۔

پھر (د) کے عدد (۴) کو (۴) مین ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا استنطاق و ۔ا ۔ ہے ۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د ۔ و ۔ا ۔ خ ۔ا ۔ و ۔ا کے اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے ۔ پس اس صنعت کی وجہ سے حامد کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے ۔

تاریخ ذیل کسی مؤرخ نے اسی صنعت مین لکھی ہے جو تمثیلاً پیش کی جاتی ہے ۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو — ششلیو پرشاد ہین قسمت کے دہنی
دانت اوس کے ہین مصفّا گوہر — لب جان بخش عقیق یمنی
جسم ہے حسن کے سانچہ مین ڈھلا — اور ٹیک پڑتی ہے نازک بدنی
مال و دولت کی ہے دیبی دولہن — شان و شوکت سے ہر وہ مستغنی
ضرب باطن سے ہوا سال عیان — واہ وا آج بنے کی ہے بنی
۱۸۵۶ء

(التشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	وج	ا	ہب	وج	ا	ا	ط	د	شب
اعداد	۹	۱	۷	۹	۱	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	میزان
اعداد	۱۰	۳۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہب	ق	د	شب	ق	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقوّی کی دوسری قسم ـ ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی پچیسوین

قسم ہے۔ حروف مادّہ کے اعداد مرتبہ کو انہیں اعداد میں ضرب دینے کا نام ضرب ظاہر در ظاہر یا بسط تضاریب ظاہر ہے۔ ہم بضمن تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہیں کہ اصطلاح جمل میں مرتبۂ حروف کو ظاہر کہتے ہیں۔

* صاحب ملخص تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اوسی درجہ میں ضرب دینے کا نام بسط ظاہر در ظاہر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے مرتبہ کو درجہ کہا ہے۔ مدارج حروف آحاد۔ عشرات۔ مآت۔ اور الوف کو کہتے ہیں اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد ہے نقشۂ ذیل میں ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبر وار کیا ہے" تاکہ اس صنعت کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

درجۂ آحاد	نام حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	نمبر مراتب	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	اعداد حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
درجۂ عشرات	نام حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	نمبر مراتب	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
	اعداد حروف	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
درجۂ مآت	نام حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	نمبر مراتب	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
	اعداد حروف	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
درجۂ الوف	نام حروف	غ								
	نمبر مراتب	۲۸								
	اعداد حروف	۱۰۰۰								

بعض اہل جمل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہا ہے ۔
نقشۂ بالا کے خانہ ہائے مدارج کے ذیل مین مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے سامنے ہے اوسکی ضرب اوسی عدد مین دیجاتی ہے ۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد مین یہ صنعت جاری کرنا چاہین تو ح کے نمبر مرتبۂ ۸ کو ۸ مین ضرب دین گے اور حاصل ضرب ۶۴ سے بروے استنطاق حروف د ۔ و ۔ حاصل کرین گے ۔
پھر الف کے عدد مرتبۂ (۱) کو (۱) مین ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے الف حاصل کرین گے ۔
اسی طرح م کے نمبر مرتبۂ ۱۳ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹ حاصل ہون گے جن سے حروف مستنطقہ ط و ا لئے جائین گے ۔
علی ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ مین ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶ سے حروف و ا ۔ کا استنطاق کرین گے ۔
بالآخر حروف مستنطقہ د ۔ و ۔ ا ۔ ط ۔ ا ۔ و ۔ ا ۔ کے اعداد مجموعی ۲۸ ۔ لفظ حامد کے اعداد قرار پائین گے ۔
ہماری راے مین اس صنعت کا تعلق جمل سے نہین ہے بلکہ من وجہٍ اسکو بذیل جمل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مروّجہ مکمّل ہون ۔
کسی طبّاع مورّخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی ہے جس کو ہم تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

ہوئے گھائل رضا خان ایک دم مین	ہمارا دم کبھی حق کی رضا مین
اوسی دم چلدئے ملکِ فنا سے	ہوئے ممتاز اقلیم بقا مین

شہید خنجر ظالم ہین مظلوم		ملی خلد برین اس کی جزا مین
ہوا سال شہادت ضرب ظاہر		چلو قربان ہوئیے راہ خدا مین ۱۲۴۰ھ

(التشریح)

حروف	چ	ل	و	ق	ر	ب	ا	ن	ہ	و	ے
نمبر مراتب	۳	۱۲	۶	۱۹	۲۰	۲	۱	۱۴	۵	۶	۱۰
حاصل ضرب	۹	۱۴۴	۳۶	۳۶۱	۴۰۰	۴	۱	۱۹۶	۲۵	۳۶	۱۰۰
استنطاق	ط	قمد	لو	شسا	ت	د	ا	قصو	کہ	لو	ق
اعداد	۹	۹	۹	۱۰	۴۰۰	۴	۱	۱۶	۷	۹	۱۰۰

حروف	ے	ر	ا	ہ	خ	د	ا	م	ی	ن	
نمبر مراتب	۱۰	۲۰	۱	۵	۲۴	۴	۱	۱۳	۱۰	۱۴	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱	۲۵	۵۷۶	۱۶	۱	۱۶۹	۱۰۰	۱۹۶	
استنطاق	ق	ت	ا	کہ	تعو	یو	ا	قسط	ق	قصو	میزان
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱	۷	۱۸	۷	۱	۱۶	۱۰۰	۱۶	۱۲۴۰

(ض) صنعت بسط کی چھبیسوین قسم اور بسط متقوی کی تیسری قسم بسط تضارب باطن در ظاہر ہے جس سے عدد حرف کو نمبر مرتبہ حرف مین ضرب دینا مقصود ہے بعض متاخرین نے اپنی روشن خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر متقدمین نے

نہین کیا۔ البتہ صاحب معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔
صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تعریف مین بہی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے۔
اور ہماری راے مین یہ صرف تسامح ہے۔

حاصل یہ ہے کہ عدد حرف کو نمبر مرتبہ مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استنطاق حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب ظاہر در باطن یا باطن در ظاہر ہے۔

مثلاً لفظ حامد سے ح کو لو جس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۸ ہے پس ۸ کو ۸ مین ضرب دو۔ حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د۔و۔ کا استنطاق کرو۔

پہر الف کو لو جس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بہی (۱)۔ اور حاصل ضرب بہی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پہر م کو لو جس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳۔ پس ۴۰ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اسکا استنطاق۔ک ہ۔

پہر د کو لو جس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۴ ہے۔ پس ۴ کو ۴ مین ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کے استنطاق سے حروف و ا۔ ہاتھ آئے۔

اب کل حروف مستنطقہ د۔و۔ا۔ک۔ ہ۔و۔ا۔ سے اعداد مجموعی ۴۳ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تاریخ ہونگے
رند ناکپوری نے اسی صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے جس کو ہم ذیل مین

ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

ادہر دل لگی مین اشارہ ہوا
ادہر آنکھہ مین تیرگی چہا گئی
ارے ہاتہ لگنا بہانہ ہوا
فریسون کی یان عقل چکرا گئی
سدہاری وہ دنیا سے اک آن مین
کسی نے کہا کچہہ نہ کچہہ کہا گئی
کھلا کچہہ نہ اسکی حقیقت کا راز
غرض اپنے عاشق کو پٹوا گئی
جو کی فکر تاریخ ۔ ظاہر کے ساتہ
ہوئی ضرب باطن قضیا آگئی
۱۹۹۵ سمت

(تشریح)

حروف	ق	ض	ا	ا	گ	ی	ی	جمع
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۳۰	۱۰	۱۰	
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۳۳۰	۱۰۰	۱۰۰	
استنطاق	ظ ـ ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق	
اعداد	۹۰۱	۸۲۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) صنعت بسط کی ستائیسوین قسم (بسط تمازج) ہے ۔ صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتہ فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ طالب کے حروف کو مطلوب کے حروف کے ساتہ امتزاج دینے کا نام بسط تمازج ہے ہم کہتے ہین کہ صرف اس قدر تعریف سے واضح کا مقصد مشتاقان فن کی سمجہہ مین نہین آسکتا

یہ صنعت دراصل دو حروف یا دو الفاظ یا دو نام یا دو فقرون یا دو مصرعون یا دو اشعار مین ہوسکتی ہے بشرطیکہ دونون کے حروف تعداداً مساوی ہون

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب ۔
پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کے پہلے حرف کے عدد کے ساتھ بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کریں اور آخر پر اون اعداد مجموعہ کی میزان دیدیں تو حاصل جمع سنہ مطلوب ہوگا ۔
مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت میں لکھیں دولہا کا نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل میں طالب کہیں گے اور دلہن کا نام ہندہ جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے ۔ پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو مطلوب کے حرف اول ہ کے ۵ عدد کے ساتھ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت عمل کریں گے اور میزان کل سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا ۔ ملاحظہ ہو نقشہ ذیل جس میں حامد و ہندہ کا تمازج ہے ۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمازج اعداد بترتیب مقطعات
ح	۸	ہ	۵	۸ ۵
ا	۱	ن	۵۰	۱ ۰ ۵
م	۴۰	د	۴	۰ ۴ ۴
د	۴	ہ	۵	۴ ۵
میزان کل یعنی سنہ مطلوب				۳ ۵ ۰ ۱

خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۱۰۵۳) سنہ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمازج سے حاصل ہوا ۔

تاریخ ذیل جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارے دوست دیبی داس یکتا		ہوئے جس دم گجا بائی سے منسوب
صفا سے کہہ دیا اہل جمل نے		ہین راجہ طالب اور رانی ہین مطلوب
بحسن صنعت بسط تمام تاریخ	۱۹۱۱	کہا سمّت کا سنہ بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تاریخ اعداد بترتیب مقطّعات
د	۴	گ	۲۰	۴ ۰ ۲
ی	۱۰	ج	۳	۰ ۱ ۳
ب	۲	ا	۱	۲ ۱
ی	۱۰	ب	۲	۰ ۱ ۲
د	۴	ا	۱	۴ ۱
ا	۱	ی	۱۰	۱ ۰ ۱
س	۶۰	ی	۱۰	۰ ۶ ۰ ۱
میزان کل				۱ ۱ ۹ ۱ سمّت

(ع) بسط کی اٹھائیسوین قسم (بسط مداخل اربعہ) ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم و مجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے۔

اس صنعت کا طریقۂ عمل یہ ہے کہ مادّۂ تاریخ کے ہر ایک لفظ مین ادغامی عمل کرین۔ اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد و حروف کے چار قسم

قرار دیئے ہین۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر
(۱) عدد کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدۂ جمل حاصل ہو۔
(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبۂ احاد کو دوسرے مرتبۂ عشرات مین ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے۔
(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اُس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام گھٹ جائے
(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اوسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو

پس ان ہر چہار درجون مین بقاعدۂ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیئے اور آخر پر اس مجموعۂ حروف سے اعداد جمل حاصل کرنا چاہیئے۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد و عشرات و مآت و الوف یا اس سے زائد ہون تو ۳ بار یکے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا۔ اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہون یعنی آحاد و عشرات و مآت تو عمل ادغام بھی صرف دو بار ہو گا۔ اسیطرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہون یعنی آحاد و عشرات تو اون مین عمل ادغام بھی صرف ایک دفعہ ہو گا۔ لیکن کل حالتون مین یہ صنعت بسط مداخل اربعہ سے موسوم ہو گی اس لئے کہ بشرط گنجایش چار درجہ تک اس مین استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرما دیا ہے لیکن غالبًا خود اس کو سمجھا نہین یہی وجہ ہے کہ تمثیل کے عمل مین غلطی کی ہے اور صاحب معدن الجواہر نے مؤلف موصوف کے بیان کی نقل فرما دی ہے۔

اب ہم مشتاقان فنّ جمل کے سمجھانے کے لئے ۳ نظیرین پیش کرتے ہین

(۱) لفظ وزیر اعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہین۔ (۲) لفظ معدلت جس کے اعداد ۵۴۴ ہین اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳ ہین

(**تمثیل اول**) وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد کبیر ہے۔

ہم نے بقاعدۂ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے پھر ہم نے ۱۲۳۴ مین مرتبۂ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۲۷ ہوگئے یہ عدد وسیط ہے جس سے بقاعدۂ استنطاق ز ب ا حاصل کیا۔ پھر ۱۲۷ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۹ ہوے اور یہ عدد صغیر ہے جس سے حروف مستنطقہ ط۔ ا حاصل کئے۔ پھر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۰ ہوگئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیر اعظم کے بسط مداخل اربعہ سے حروف د ج ب ا ز ب ا ط ا ی۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۴۰ ہے اور یہی عدد شامل حساب مادۂ تاریخ ہوگا۔

(**تمثیل دوم**) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہین اور یہ عدد کبیر ہے۔

اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د د ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے آحاد کے ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس سے حروف مستنطقہ ح ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے ۵۸ کے احاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطقہ ج ا ہین۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ آت سے زائد نہین ہین) اس کا عدد اصغر ۴ ہے اور حرف د۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو د د ہ ح

ہ ج ا، حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۱۴ ہین - اور یہی اعداد شامل حساب مادّۂ تاریخ ہون گے -

(تمثیل سوم) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطقہ ج ہ - جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس کا حرف مستنطقہ ح ہے - بدین وجہ کہ لفظ حامد کے اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل نہ ہوسکا - اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ہ ح کے مجموعی اعداد ۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب مادّۂ تاریخ ہون گے -

اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کے عوض مادّۂ تاریخ مین صرف ۴۰ محسوب ہوئے - اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۳۴ داخل حساب مادّۂ تاریخ ہوئے اور لفظ حامد کے ۵۴ عدد کے عوض حساب مادّہ مین بوجہ صنعت صرف ۱۶ لئے گئے

افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا ورنہ ہم اوس سے معلوم کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اوس نے کس طریقہ پر کی ہے -

ہم اس موقع پر صاحب ملخص تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کردیتے ہین تاکہ اگر ہم سے عملاً کچھہ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اوس کی تصحیح فرماسکین ہم نے اوکی عبارت پر جدولی علامت کی ہے اور جابجا فارسی زبان مین اوس پر جرح بھی -

آپ فرماتے ہین کہ ہر لفظ یا عبارتے را کہ خواہند بحساب ابجد عدد برآرند و از عدد حروف حاصل کنند - و عدد حروف بر چہار گونہ است کبیر

وسیط ـ صغیر ـ اصغر ـ کبیر آن که عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد هر قدر که بود
و عدد وسیط آن ست که یک مرتبه آن را از طرف آحاد کم کنند ـ و عدد صغیر آن ست
که از وسیط یک مرتبه کم کنند ـ و عدد اصغر آن ست که از ان هم یک مرتبه
کم کنند ـ مثلا لفظ سعید ـ یک صد و چهل و چهار عدد ست حروف آن ـ دم
ق ـ این کبیر باشد و درین عدد سه مرتبه واقع شده یکے آحاد که چار ست و
دوم مرتبهٔ عشرات که چهل ست ـ و سوم مرتبه مآت که صد ست ـ چون این عدد
را وسیط کنیم یک مرتبهٔ آحاد را در مرتبهٔ عشرات ادغام نمائیم بدین صورت
یک صد و هشت شد ـ بنده گوید که هجده شد یا بر مرتبهٔ آحاد اگر صفر را باقی
داریم یک صد و هشتاد شد وحروف آن (ح ق) و چون خواهیم که این را
صغیر کنیم صفر را که حافظ مرتبهٔ عشرات ست در آحاد که هشت ست ادغام
نمودیم هجده شد بنده عرض مے کنم که صفر را در هشت ادغام باید کرد نه هشت را
در صفر باقی حال هجده چه طور شد همان یک صد و هشتاد ماند و هجده در آن صورت
باشد که حافظ مرتبه را محو کنیم بر خلاف عمل ادغام اوّل بدین صورت حروف آن
ح ی ـ و چون خواهیم که این را اصغر کنیم آحاد را در عشرات ادغام نمودیم
پس نه شد بدین صورت (۹) و حرف آن ط ـ بنده گوید که در ادغام اوّل
صفر را به حفاظت مرتبه قائم داشتن و در ادغامات ما بعد بر خلاف آن مراتب را
کم کردن چه معنی دارد ـ پس مجموع حروف که از بسط مداخل اربعهٔ لفظ سعید حاصل
شد این ست د م ق ح ق ه ق د ی ط انتهی کلامه من میگویم
که نه چنین باشد بلکه د م ق ح ق ح ی ط باشد ـ بر اصول مصنف مذکور

واضح ہو کہ استنطاقِ حروف مین جو اختلاف کہ ہم کو صاحب مخص تسلیم اور صاحب معدن الجواہر کے ساتہ ہے اوسکو ہم نے گزشتہ حصہ مین بضمن صنعت (الف) بیان کر دیا ہے۔ لائق مؤلف کی فارسی عبارت مذکورۂ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سمجھ کر نہین لکہا ہے۔ پس جو کچہ ہم نے سمجہا ہے وہ اوپر عرض کر چکے ہین اور بطور تمثیل ایک لطیف تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو ہماری طبعزاد ہے۔

از چار طاق یافت بنا خانۂ خدا	کاندر دکن بمسجد عالی ملقب ست
تاریخ از مداخل اربع شود عیان	گر جالش بصنع تناصف مرتب ست

اس تاریخ مین دو صنعتون سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعت مداخل اربعہ۔ (۲) صنعت تناصفِ مرتب۔ اور بدین لحاظ اس کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین واضح ہو کہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہین جن کے حروف مستنطقہ (ح ا ب) ہین۔

جب آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعدۂ استنطاق حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پہر ۹ کو ۲ مین ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ (ا-ا) ہین۔

پہر ا کو ا مین ادغام کیا تو ۲ ہو گئے جس کا حرف بقاعدۂ مذکور (ب) ہے اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح-ا-ب-ط-ب-ا-ا-ب) کے اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعت مداخل اربعہ کا حاصل ہے۔ پہر اسکی تنصیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بحمد للہ صنائع تاریخ کا بیان ختم ہو چکا۔ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جس طرح ابجد کے ۲۸ حرف ہیں۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہیں جن کی تعریف ہم نے حصۂ گزشتہ میں عرض کی

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ جمل کی غایتِ دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد سے لینا اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ میں اعداد کا کام حروف سے لیتے ہیں اور ترقیم میں حروف کا کام اعداد سے۔ سنسکرت نے اس سے بہت کچھ کام لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا ان کے پاس الفاظ خاص کے بھی اعداد ہیں یعنی متعدد الفاظ ایسے ہیں جن کا عدد صرف (۱) ہے اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک چلا گیا ہے۔ عربوں نے زمانۂ سلف میں اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی زماننا اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم میں بھی اس کا رواج بہت کم ہے ایک قدیم شعر فارسی ہے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے منسوب کیا ہے صرف اس قدر پتا چلتا ہے کہ عجم میں بزمانۂ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل عمر میں تو ہندوؤں میں مراسلت ہوتی ہوئی دیکھی ہے لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اسکا یادگار کسی قدر زبان سنسکرت میں باقی رہ گیا ہے۔ اور کچھ عجب نہیں کہ اختصار و اخفا ہی کے لئے واضع جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔

برہمنوں کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد و دیا بھوشن ترکہ سرمنی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین متعدد تصانیف اسی طریقہ پر ہندسون مین ہین
اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتھ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے
ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو عرض مطلب مین نہایت اختصار کے
ساتھ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام نگاہون سے ایک حد تک اخفا بھی ملحوظ رکھا گیا ہے
آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگون کے قیمتی نصائح اور بعض خاص فنون کی کتابین صرف
ہندسون مین لکھی گئی ہین ۔ (انتہی)

سردست ہندوستان مین اس طریقہ کتابت کی بو باس اوسی شعر سعدیؒ
کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعہ
اعداد مین ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندسہ کے بعد خط فاصل
کی ضرورت باقی نہین رہی ۔ اور وہ شعر یہ ہے (س) احد بخط نرسد لیک میرسد
عشرات ؛ مآت بگزرد از خط الوف کج سوی راست ؛

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کھینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہندسون
مین عرض مطلب ہوتا ہے ۔ آحاد یعنی اکائیان تو خط سے کسی قدر بلند رہتی
ہین ۔ اور عشرات یعنی دہائیان خط سے ملجاتی ہین ۔ اور مآت یعنی سیکڑے خط
سے گزر جاتے ہین ۔ اور الف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدہی جانب مائل
ہوتا ہے ۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور
مآت اور الوف مین صفر حذف کر دیئے جاتے ہین ۔ اور ایک عدد سے دوسرے
عدد کے درمیان کسی خط فاصل کی ضرورت نہین ہوتی ہم نے ذیل مین الفاظ
غرائب الجمل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر لکھا ہے تاکہ ناظرین کو مثال کا

کام دیوے (۱ ۲ ۱ ۱ ۲ ۱ ۳ ۳ ۴ ۳) بعض طلبا عالن ہند نے اسی مقصد کو ایک دوسرے طریقہ پر حاصل کیا ہے یعنی وہ اعداد مطلوب کو بدون جدول مسلسل لکہتے ہین اور عشرات و مآت و الوف مین صفر کو ترک کرکے زیر و زبر اور پیش سے کام لیتے ہین یعنی ہندسۂ آحاد تو بحال خود رہتا ہے لیکن عشرات پر بترک صفر ایک اشارہ زبر کا لکہدیا جاتا ہے۔ اسی طرح مآت پر اشارہ زیر کا اور الف پر الٹا پیش۔ ملاحظہ ہو تمثیل ذیل جس مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ أ ۲ ۱ آ ۲ ۱ ۳ ۳ ۴ ۴ ۔ ہماری راے مین طریقۂ اوّل الذکر اس سے بہتر اور آسان ہے اس لئے کہ اُس مین اعراب مغسر و ضدگی پابندی ہنین ہے۔

بعض نے عشرات کے نیچے ایک صفر۔ اور مآت کے نیچے اور اوپر دو صفر اور الف کے نیچے اور اوپر اور سیدہی جانب تین صفر لکہنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ اس طریقہ مین گویا عشرات و مآت و الف کے اصلی صفر قائم رکہے گئے ہین مگر اون کے اصلی مقام کو بدلا گیا ہے تا کہ جگہ کم صرف ہو اور ناواقفین قاعدہ کو دہوکا ہو۔ تمثیل ذیل مین ہم نے غرائب الجمل کو اسی قاعدہ پر لکہا ہے۔ ۱۰ ۲ ۱ ۱ ۲ ۱ ۳ ۳ ۴ ۳ ۔ ہماری راے مین اس طریقہ مین بہی صفرون کا گورکہ دہندا ہے۔ طریقۂ اوّل الذکر ہی اس سے افضل ہے۔

ہم کو بہت افسوس ہے کہ اِن ہر دو طریقہ ہاے مابعد الذکر کی نسبت بہی ہمکو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اِن کا موجد کون ہے۔ بعض قدما کا قول ہے کہ طریقۂ دوم امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ اس قول کی تصدیق قابل وثوق ذرائع سے نہ ہو سکی۔

طریقۂ آخر الذکر کی نسبت تو کچھ بھی پتا نہین چلا۔

سنسکرت کا عمل | سنسکرت کے ایک عالم نے کہا کہ ہم معمولی طور پر اعداد حروف کے ذریعہ سے جو مخفی تحریرات کرتے ہین اون مین آحاد کے سیدھی جانب ایک صفر دیتے ہین اور عشرات کو دو صفر نیچے اوپر۔ اور مآت کو بھی ایک صفر مگر دائین جانب اور آلف کو بدون صفر لکھتے ہین یہ ایک استاد کی ایجاد ہے جو پانچہزار برس قبل گزرا ہے اور اہل تاریخ نے زبان سنسکرت مین اس کی صراحت کی ہے۔ افسوس ہے کہ وہ نہ کتاب کا نام بتا سکے اور نہ موجد کا نام۔ ہم نے ذیل مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ سے بطور تمثیل لکھا ہے ۲۱ ۱۰۰ ا ۳۰ ۱۰۲۰ ۳۰ ۳۰ ۳۰ ۔ انہین بزرگ نے کہا کہ سنسکرت مین ہزار کے بعد لاکھہ کا عدد ایک خاص حرف کے لئے معین ہے۔ اور کروڑ کے لئے بھی ایک خاص حرف ہے اور یہ سلسلہ ختم حروف تہجی تک بڑھتا چلا گیا ہے (جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی فصل اول مین بضمن حروف جمل بیان کیا ہے) پس لاکہ کے لئے ہندسہ کے ذیل مین ایک زیر کی علامت لکھی جاتی ہے۔ اور کروڑ کے لئے زبر۔ اور اس سے بلند درجہ کے لئے زیر و زبر کے ساتھ پھر صفر دیا جاتا ہے۔ اور اس کا تفصیلی بیان سنسکرت کے متعدد کتب مین ہے۔

ہماری اس قدر تحقیق سے یہ بات تو متحقق ہو چکی کہ فن جمل زبان سنسکرت مین بہ نسبت زبان عربی کے زیادہ وسعت کے ساتھ ہے۔ اور غایت جمل یعنی تاریخ و ترقیم دونون کے پاس متحد ہے۔

پنڈت وشہلا چاری نے جو علم سنسکرت کے ایک بڑے عالم ہین ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین بعض کتابین ایسی ہین جن کی کتابت اسی طریقۂ ترقیم مین ہے

لیکن ترقیم مین آحاد و عشرات و مآت و الوف کے لئے کونسا خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے اوس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالا ینحل سمجہا گیا ہر این کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم روحانیہ سے متعلق ہین۔ بعض پرانے کتب خانون اور خاص خاص خاندانون مین ان کے کچہہ کچہہ اوراق ہین اور اکثر تاڑ کے پتّون پر نہرلی سے کندہ ہین اور بطور تبرّک پوجا مین رکہے جاتے ہین الغرض

ہم سمجہتے ہین کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے علمی ذخیرے پوجا کے تبرّکات بن چکے ہین ہماری غفلتون کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس فن کی اس قدر خدمت نہ کرتے تو آیندہ صدی تک فن جمل کے بہت سے مطالب صفحۂ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللّٰہ التّوفیق۔

ہم نے طریقۂ ترقیم کو ایک خاص فصل مین صرف تکمیل مطالب کتاب کے لئے لکہدیا۔ آج کل تاریخ کا رواج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمد للّٰہ ہماری کتاب ختم ہو چکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہین۔

خاتمہ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصّہ تاریخ سنین کے بیان مین

بیان عام

ہندوستان مین بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہین قریب قریب اون تمام سنین مین تاریخین لکہی جاتی ہین اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالیم مین خاص

سنین کا رواج ہو۔ بنا برعلیہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ میں اون سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیۂ ناظرین کریں۔ اسی موقع پر یہ بات قابل بیان ہے کہ مورّخ کو مادہ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادّہ فلان سنہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ مادّۂ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ ہی ایک حد تک سنہ کی خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعۂ اعداد سے اسکی اطلاع ناظرین کو صحّت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے۔ فرض کرو کہ ایک مادّۂ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) عدد حاصل ہوتے ہیں تو ہم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ یہ ۹۰۰ سنہ ہجری ہے یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ ہمکو نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخی کتاب یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اوس مطابقت کے ذریعہ سے اوس مادّہ کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہیں کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ ہے لیکن اس اور دوسری کا متحمل ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ پس ہر مورخ کو لیے مناسب یہی ہے کہ اپنے مادّۂ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کردیا کرے کہ اس مادّہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض اہل جمل کی یہ رائے ہے کہ مادّۂ تاریخ سنہ ہجری کے لیے اس صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔ متقدمین چون کہ اکثر سنہ ہجری ہی میں تاریخ لکھنے کے پابند رہے ہیں لہذا اونہوں نے اپنے قطعات تاریخ میں اس صراحت کی پابندی نہیں کی ہے۔ اور متاخرین سے جن محتاط مؤرخین نے غیر ہجری

سنہ مین تاریخ لکھی ہے اونہون نے صراحت کو لازم گردانا ہے ۔ بہرحال ہماری راے مین صراحت اولے ہے ۔

ذیل مین ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اون کی صحت مطابقت کے لئے افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بنا برعلیہ ہم نے صرف حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتی الوسع کبیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہین لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین ہمکو معاف فرمائین جس قدر سنین کا ذکر ذیل مین ہوا ہے اون سے بعض سنین ایسے بھی ہین جنکا رواج ہند مین بہت کم ہے یا مطلق نہین ہے ہم نے اون کو ترک کر دینے سے زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً اون کا بھی ذکر کر دین تاکہ طبّاع مورّخین کو اپنی کسی تاریخ کے مرصّع کرنے مین اس خاتمہ سے مدد ملے ۔

(۱) سنہ آدمی

سنہ آدمی سے ابتداے آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے ۔ صاحب غیاث اللغات نے بحساب شمسی سنہ ۷۱۸۴ کو ۱۲۴۲ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی حساب سے ۱۳۲۵ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفاوت ۱۱ الی ۲۵ شمسی سنہ آدمی ۷۲۵۱ ہونا چاہیئے ۔

بادی النظر مین ناظرین کتاب خیال فرمائین گے کہ ہند کو اس سنہ سے کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم مین یہ سنہ رائج نہین ہے ۔ لیکن جب صنعت ترصیع مین تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتھ سنہ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی سے خالی نہین ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا ۔ یا فرض کرو

کسی ایسے مادۂ تاریخ سے جو سنین مروّجہ مین سے کسی ایک سنہ مین لکھا گیا ہے صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بہی حاصل ہوا تو بے شک اوس تاریخ کی منزلت دو بالا ہو سکتی ہے ۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ایسے کثیر الاعداد سنہ مین مادۂ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے ۔ ایک روشن خیال مورّخ بہت کچہہ کرسکتا ہے ۔

(۲) سنۂ براہیمی

سنۂ براہیمی وہ سنہ ہی جو ابراہیم علیہ السلام کی نبوّت سے قائم ہوا ہے ۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو ۱۲۴۳ھ ہجری کا مقابل ۴۲۱۸ء براہیمی قرار دیا ہے ۔ اور یہ شمسی حساب سے ہی ۔ پس کسراتِ دہ روزہ کے وضع کرنے کے بعد ۱۳۲۵ھ ہجری مین یہ ۴۲۹۷ء قائم ہوتا ہے ۔

برہمنون کی تقاریب مین اگر سنۂ مروّجہ کی تاریخ کے ساتہ سنۂ براہیمی کا بہی کوئی مصرع ہو یا اسی تاریخ مین کسی صنعت کے ذریعہ سے سنۂ براہیمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پر مذاق ہوگی ۔ امّت ابراہیمی سے دنیا خالی نہین ہے پس برہمنون کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سی کام لینا اور براہیمی سنہ سے قطع نظر کرنا چہ معنی دارد ۔ ہم نے انہین تمام لحاظات سی سنۂ براہیمی کو بہی اس بیان مین جگہ دی ہے ۔

(۳) سنۂ داؤدی

بقول صاحب غیاث اللغات ۱۲۴۳ھ ہجری مین سنۂ داؤدی ۳۵۴۲ تہا اور اسی حساب سے ۱۳۲۵ھ ہجری مین اس کی مطابقت ۳۶۲۳ ہوتی ہی ۔ ہم اس

سنہ کو خاص موا قع پر کام مین لا سکتے ہین اور اپنی تاریخ کا حسن دو بالا کر سکتے ہین
اس سنہ کی ابتدا داؤد علیہ السلام کی پیدایش سے شمسی سالون کے حساب پر ہوئی
دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام سے خصوصیت کا دعویٰ ہو

(۴) سنہ موسوی

سنہ موسوی کی حرمت کرنے والی قوم ہندوستان مین موجود ہے یعنی یہود اپنے پیمبر
موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ سنہ اوسی کا
یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات ۱۲۴۲ھ ہجری مین سنہ موسوی ۳۲۱۴
تہا۔ پس ۱۳۲۵ھ ہجری مین بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیے۔ لیکن یہودیون
کے پاس ۳۰ ذی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری کو ۳۲۱۷ سنہ موسوی ہے۔

(۵) سنہ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنہ انگریزی سے موسوم کیا ہی اور اسکے مہینے حسب ذیل بارہ ہین
(۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فبروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا
(۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا
(۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگسٹ (۳۱) یوم کا (۹) سپٹمبر (۳۰) یوم کا
(۱۰) اکٹوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) ڈسمبر (۳۱) یوم کا
فبروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتہے سال ۲۹ یوم کا

اس سنہ کا مبدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے
اس کو عیسوی سنہ بہی کہتے ہین۔ اس کتاب کے سال تالیف مین ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ھ
ہجری مطابق ہے ۳ فبروری ۱۹۰۸ء عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے مہینوں میں کبیسہ کا قاعدہ ایک مشہور نظم میں بیان ہوا ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔ ہ

جنوری فبروری و مارچ و اپریل و مئی	جون و جولائی اگسٹ و نیز سپٹمبر بدان
ہست اکٹوبر نومبر ہم ڈسمبر آخرین	از شہور سال انگریزی بسان رومیان
پس بود اپریل و جون و نیز سپٹمبر دگر	شد نومبر اینہمہ سی روزہ باشد درمیان
فروری دو کم بود لیکن بسال چارمین	یک برین افزا کبیسہ بست نہ گردد عیان
ہفت باقی سی و یک و زست گر قسمت کنی	سالہای عیسوی بر چار تا ای مہربان
بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد ہمین	ور برآید پس بترک کسر کن تقسیم آن
گر یکے ماند ز سال ہے کبیسہ اول ست	در دو دوم در سہ سوم سال باشد بیگمان

مؤرخین ہند نے اکثر تاریخیں اس سنہ میں لکھی ہیں اور کرسچینوں میں عموماً یہی سنہ مروج ہے ۔ بدین وجہ کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہی عموماً سرکاری اور تجارتی کاروبار اسی سنہ میں ہوتا ہے ۔

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنۂ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت ۱۳۱۳ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۲۶ ہجری ۔ مولوی نظام الدین حسن نیتنوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور صدر الصدور اودہ نے اپنی تقویم میں لکھا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ مارچ ۱۸۹۶ء عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے ۔ کیونکہ اس سال پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا روز پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روز دوشنبہ بتاریخ ۲ ثور ہے او معدل
النہار سے فصول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سال محمدی کے مہینے یعنی شہور محمدی
منطقۃ البروج کے ناموں سے موسوم ہیں۔ معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سال کبیسہ
۳۶۶ کا تقویم غریغوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس میں آپ سے
تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے اس سال کو ولادت محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور یہ مانی
ہوئی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمر شریف ۵۱ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت
چالیسواں سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سالہ فرق خود اس بات کو ثابت
کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوت باکرامت کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سال محمدی کو
سال ولادت ہی تسلیم کریں تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۱۵ سال کے تفاوت کے ساتھ
سنہ ۱۳۷۶ ہوگا۔ پس یا تو سنہ ۱۳۳۶ کو سال نبوی کہا جائے یا سال محمدی کو سنہ ۱۳۷۶
مانا جائے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک سنہ اور ہاتھ آگیا
اللّٰھم زد فزد۔

مولانا نے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینوں کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل　(۲) ثور　(۳) جوزا　(۴) سرطان　(۵) اسد　(۶) سنبلہ
(۷) میزان　(۸) عقرب　(۹) قوس　(۱۰) جدی　(۱۱) دلو　(۱۲) حوت

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مہینے جو عربوں میں زمانہ جہالت یعنی قبل ولادت
باسعادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہیں وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے سنہ
ہجری کے ذیل میں کیا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بھی

انہیں سے کام لیا گیا۔ پس ہمکو سنۂ ولادت یا سنۂ نبوّت کے لئے انہیں مہینوں سے کام لینا چاہیئے۔

(۷) سنۂ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ سنۂ ہجری کے مشہور قمری مہینوں کا نام یہ ہے

(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاولیٰ (۶) جمادی الثانیہ (۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجہ

رویت ہلال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرہ کہتے ہین اور بروز رویت۔ ماہِ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہین۔ اور اوسطاً چھہ مہینے ۳۰ دن کے ہوتے ہین۔ اور چھہ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلا لحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ ۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنۂ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہین۔

اس سنہ کی ابتداء زمانہ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے ہوئی جب کہ آپ نے مکّہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینۂ منوّرہ کا ارادہ فرمایا۔ اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہین اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب ہذا (۱۳۲۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مین ابی موسیٰ اشعری حاکم مین نے آپ کو لکھا کہ دار الخلافت کے مکاتیب مین تاریخ نہین ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ وہ کب لکھے گئے ہین مناسب یہ ہے کہ اونپر تاریخ لکھی جایا کرے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے استشارہ فرمایا۔ بعض کی راے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعۂ عظیم ہے بعضون نے یہ رائے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آراء مین اختلاف ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رائے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محققین نے لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۷ صفر کو مکۂ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ مطہرہ مین داخل ہوئے اور سنہ ہجری کا قرار داد ۱۷ھ ہجری مین بزمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت کا ارادہ آغاز محرم سے تھا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جمل نے ماہ اول سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔ ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولیٰ ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الاخریٰ۔ ماہ ہفتم سے رجب ماہ ہشتم یا ماہ شب برات سے شعبان ماہ نہم یا ماہ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجہ۔ یہ اشارات قسم صوری ومعنوی مین کام دیتے ہین۔ جیساکہ کسی استاد نے صنعت ترفیع حرفی مین کسی واقعہ ۱۰۲۸ھ سنہ ہجری کا مادۂ صوری ومعنوی لکھا ہے (ع) دو شنبہ سوم ماہ چہارم

حرف اصلی																		
ترفیع حرفی	ہ	ز	ت	س	ج	و	ع	ز	ن	ن	ب	و	د	و	ب	ش	ن	میزان
اعداد	۵	۷	۴۰۰	۶۰	۳	۶	۷۰	۷	۵۰	۵۰	۲	۶	۴	۶	۲	۳۰۰	۵۰	۱۰۲۸

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر اوج تخلص خلف الصدق جناب دبیر مغفور نے اپنی بے بہا تالیف ارمغان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت باسعادت حضرت صاحب الزمان ادام اللہ ظلہ العالی کا زمانہ مراد ہے - فرماتے ہین کہ ولادت آنحضرت کی ۲۵۵ھ مین مذکور ہے - اور بقول دیگر ۲۵۸ھ ہجری مین -

چنانچہ روایت اولی کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴ - پھر آپ ارشاد فرماتے ہین کہ "یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتدائے غیبت کا زمانہ ہے - اس مین بھی دو قول ہین - ایک ۲۶۰ھ ہجری اور دوسری روایت سے ۲۶۵ھ ہجری پس بنابر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارمغان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ ہے اور بربنائے قول ثانی ۱۰۲۷ واضح ہو کہ سنہ ولادت ۱۵ شعبان المعظم روز یکشنبہ سے شروع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معین ہوا - (انتہی)

کتاب ارمغان کی تالیف ۱۲۹۳ھ ہجری مین ہے جس پر اس وقت یعنی ۱۳۲۵ھ ہجری مین ۳۳ سال گزر چکے ہین پس سنہ مہدوی از روئے ولادت بقول اول اس وقت ۱۰۷۰ ہے - اور بقول ثانی ۱۰۶۷ اور سال آغاز زمانۂ غیاب بقول اول ۱۰۶۵ ہے - اور بقول ثانی ۱۰۶۰ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہین کہ سنہ ہجری مسلمانون کے لئے ہے اور سنہ مہدوی مؤمنین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیون کے لئے اور سنہ بکرماجیت اہل ہنود کے لئے - ہم نے مسلمانون اور مومنون کا فرق اچھی طرح پر

نہیں سمجھا۔ لغت عرب میں مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہیں اور مسلم بمعنی اسلام قبول کرنے والا۔ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اور جب مومنین کے لئے مہدوی سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رہگیا۔ اور پھر یہی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے۔ اور اسکی صراحت نہیں کی کہ امیرالمؤمنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر مومنین کے لئے۔ اس خلجان نے ہمکو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ با صحاب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بناے تاریخ بر وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعہ عظیم ست خلیفہ را (بوجوہ) پسند نیامد بعضے گفتند کہ بناے کار بر مبعث آن سرور موجودات باید ساخت۔ این معنی ہم (بوجوہ) نہ پسندیدند پس این عقدہ لاینحل اپیش علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرستادند آن حضرت اشارت بہ ہجرت فرمودند پس بنا بر اشارت آنحضرت مبدا تاریخ از ہجرت نمودند چہ ہجرت ابتدائے ظفر و نصرت و قوت اسلام بود الخ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت میں ہے۔ مرزا صاحب نے سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا۔ یہاں تک پہونچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہوں جیسا کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل تشیع) لکھے ہیں بے شک یہ بات دل کو لگتی ہوئی ہے۔ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام نے مؤمنین کے لئے سنہ مہدوی کی تخصیص کی بشارت دی ملکہ
ہم برابر دیکھہ رہے ہین کہ تیسرے معنی کے مؤمنین بھی سنہ ہجری ہی سے کام لیتے ہین
اس لئے کہ وہ اون کے نبی برحق علیہ الصلوۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے
کسی مؤمن مؤرخ کی تاریخ سنہ مہدوی مین لکھی ہوئی پائی جہان تک ہم نے غور کیا ہے
معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہے خواہ وہ اہل تسنن سے ہو
یا اہل تشیع سے کیون کہ دونون مسلمین مین داخل ہین اور کچھہ عجب نہین کہ خارجی اس
سنہ کو نہ مانتے ہون ۔ اگرچہ رسول برحق کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کے نہ ماننے
کی نہین ہے لیکن کیا عجب ہے کہ بدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے اونہون نے اپنے
لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مؤمنین اوج لکھنوی نے مہدوی
سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیون کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک
نہین سنا اور نہ اہل تشیع کی تخصیص سنہ مہدوی سے اب تک ہمکو معلوم تھی ۔
اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان مین ہماری بصیرت بڑہی ۔

(۹) سنہ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ترکی کو ایغوز اور غازلم کہتے ہین ۔ اور اس کے
مہینون کے نام حسب ذیل ہین ۔ (۱) آرام آی ۔ (۲) اے کندی آی
(۳) اوچونچ آی ۔ (۴) ترتینچ آی ۔ (۵) آمیشنچ آی ۔ (۶) التنچ آی ۔
(۷) اینچ آی ۔ (۸) سکینچ آی ۔ (۹) توقرنچ آی ۔ (۱۰) اوتونچ آی ۔
(۱۱) اوینرنچ آی ۔ (۱۲) اون ایکنچ آی ۔
آپ فرماتے ہین کہ ترکون کا سال مثل ہندیون کے قمری ہے یعنی رویت ہلال پر

کبھی تیسا مہینہ اور کبھی انتیسا ہر تیسرے برس پر کبیسہ کا ایک مہینہ بڑہا کر سال ۳۵۴ یوم
کو ۱۳ مہینہ کا کر دیتے ہین اور اوس تیرہوین مہینہ کا نام سوا آی رکھدیتے ہین
اور ابتداے سال شمس و قمر کے اجتماع سے (برج دلو مین) محسوب ہوتا ہے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے
سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین یہ سنہ ۱۸۰ کے مطابق تہا اوسی حساب سے اس وقت آخر ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵
ہجری مین سنہ ترکی کی مطابقت ۲۰۲ ہے۔ اسوقت ممالک ترکی مین سنہ ہجری نبوی رائج ہے

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکہا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہین
دکن مین سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی ۱۳۱۷ ہے جو مطابق ہے ۱۳۲۵ ہجری کا۔
اور یہی ۱۳۱۷ فصلی ہندوستان مین سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے مہینون کے
نام دونون جگہ متحد ہین۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔
(۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفندار ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۱ یوم (۶) اردی بہشت ۳۱ یوم
(۷) خورداد ۳۲ یوم (۸) تیر ۳۱ یوم (۹) امرداد ۳۱ یوم (۱۰) شہریور ۳۱ یوم
(۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انکی شمار ایام کرلئے ایک شعر نظم کیا ہے

لل کط و کط لل شہور کوتہ است	لا و لا لب لا و لا لا شش مہ است

آغاز سال دونون جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن
تاریخون مین کچہہ خفیف سا اختلاف ہے یعنی دکن مین تاریخ ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری
روز دوشنبہ مطابق ۳ فبروری ۱۹۰۸ عیسوی موافق ہے یکم فروردی ۱۳۱۷ فصلی کے
اور اہل ہند نے اپنی جنتریون مین آخر ۱۳۲۵ ہجری کی مطابقت ۳ فروردی ۱۳۱۵

فارسی سے کی ہے۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونون کا نتیجہ ایک ہے۔

صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی اور نیز یزدجردی لکھا ہے اور اس کا آغاز ماہ فروردین سے اور اختتام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ سال تعداد ایام مین سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز یزدجرد کی بادشاہی سے ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ سنہ تالیف غیاث اللغات کے وقت یعنی ۱۲۴۲ھ ہجری مین مطابق ہے ۱۱۹۶ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور فارسی مین ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی مین صرف ۸ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا ۱۳۱۷ ہے اور ہجری ۱۳۲۵۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دکھنیون اور ہندیون نے سلطنت یزدجرد سے اس کی ابتدا نہین مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبدا کیا ہے۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے ہین کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہین پس ہماری رای مین ۱۳۱۷ کو فصلی ہی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا چاہیئے۔ واضح ہو کہ دکن مین ماہ ہاے متذکرہ بالا کو جو اسی سنہ فصلی کے مہینے ہین ماہ الٰہی کہتے ہین۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی جنتریون مین ایک جدا سنہ قائم کیا ہے جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی مہینون کا استعمال کیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہین ہین اور اس موقع پر صرف اس قدر صراحت کر دیتے ہین کہ اگرچہ حیدرآباد مین اس وقت ۱۳۱۷ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان میں فصلی ہی کے نام سے ۱۳۱۵ھ فصلی کا رواج ہے۔

صاحب مخض تسلیم نے سنہ فصلی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ فصلی ایجاد جلال الدین اکبر بادشاہ است دران وقت شمار ہجری نہ صد وہفتاد و یک بود اتفاقاً گرشد و آینده خواہد شد وجہش این کہ سال قمری کوتاه باشد از سال شمسی بده روز و پنجاه گھڑی و نہ پل و سال شمسی دراز باشد از سال قمری ہفت گھڑی کم از یازده روز۔ ہمین زیادت یک ماه را ہندیان (لوند) گویند بعد انقضائے مدت صد سال شمسی زیادت سہ سال وچند روز بر صد سال ہجری یعنی قمری بظہور آید وابتدایش از چیت۔

اس بیان سے لائق مؤلف کا غالبًا یہ مقصد ہوگا کہ وہ اوس وقت یعنی اپنی کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہیں چاہتے تھے اس لیے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ جب اس سنہ کا آغاز ۹۷۱ھ ہجری سے ہے تو پھر ۱۳۲۵ھ ہجری میں از روئے حساب اس کی مطابقت ۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسرات متذکرۂ بالا) وضع کریں تو (۳۵۴) سال کے لئے (۱۱۸) مہینے یعنی (۹ سال ۱۰ مہینے) قابل وضعات قرار پاتے ہیں اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی ۱۳۴۴ھ ہوتا چاہیے درحالیکہ اس وقت ہندوستان کا سنہ فصلی ۱۳۱۵ ہے اور دکن کا فصلی سنہ ۱۳۱۷۔ ہمارا فہم اس سنہ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے اگر آپ کا مقصد آلہی سنہ سے ہے جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہے تو اس کے لئے ملاحظہ ہو بیان مابعد۔

(۱۱) سنہ آلہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہین کہ سنہ آلہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ سے ہے جو ۳ ربیع الآخر ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ اس سنہ کے مہینے وہی ہین جنکو سنہ فصلی کے ذیل مین ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہین کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنہ ہجری ۱۲۴۲ ہے اور سنہ آلہی ۲۷۱۔ اس حساب سے تالیف کتاب ہذا یعنی ۱۳۲۵ ہجری مین سنہ آلہی بعد وضع کسرات دہ روزہ ۳۵۲ ہونا چاہیئے۔

(۱۲) سنہ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنہ ملک شاہی بھی کہتے ہین۔ اس کے مہینے وہی ہین جو فصلی سنہ کر ذیل مین بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر مہینہ کو ۳۰ روز کا مہینہ قرار دیتے ہین اور خمسہ مسترقہ کو ماہ اسفندار پر بڑھا دیتے ہین اور ہر سال چارم مین کسرات کا ایک دن اسی اسفندار پر بڑھا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہین۔ اس سنہ کر مجموعی ایام ۳۶۵ ہین۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی ۱۲۴۲ھ ہجری مین سنہ جلالی ۷۴۹ تھا۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری مین بعد وضع کسرات پنج روزہ تقریباً سنہ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیئے۔

(۱۳) سنہ بنگلہ کا بیان

سنہ بنگلہ بنگالیون مین مروّج ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکہا ہے کہ در بعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح وبسط مدوّن ہست

بایدوید ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ ہم نے تاریخگویون کی امداد اور مشتاقان فن جمل کی بصیرت بڑہانے کے لئے جب کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصّہ رکہا ہی تو ایسا اجمال کبہی جائز نہین ہے جس سے کم سے کم اس قدر بہی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہین ۔

سنۂ بنگلہ بنگالیون کا سنہ ہی اور اس وقت یعنی ۱۳۱۵ھ ہجری کا مطابق ۱۳۱۴ بنگالی ہے ۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے مین جب تو ڈرمل نے بنگال کا بندوبست کیا تو اوس وقت سنۂ ہجری کو جو قمری مہینون پر مبنی تہا فصلی کر دیا اور زمانۂ آیندہ مین اس کو شہور قمری سے غیر متعلق کر کے ہندی مہینون سے اس کا حساب رکہا تاکہ کاشتکارون کو مالگزاری کے اغراض مین سہولت حاصل ہو ۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت تو ڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال مین رائج ہی اور اس وقت سنۂ ہجری کے ساتہ سنۂ بنگلہ مین ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری مہینون کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے ۔

حیدرآباد کے سنۂ فصلی کے ساتہ اس مین دو برس کا فرق بہی اعتبار ہی اور درحقیقت دونون کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد مین بہی کسی نہ کسی سنہ مین ایسا ہی عمل ہوا ہو ۔

بنگال کے سوا ممالک مغربی و شمالی وغیرہ مین سنۂ فصلی ۱۳۱۵ مروج ہی اس کی بنیاد بہی غالبًا ایسی ہی ہو ۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنۂ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہین ۔ اور سنۂ فارسی درحقیقت سنۂ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے۔

(۱۴) سنہ فارسی و یزدجردی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنہ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا ترجمہ سنہ فصلی کے ذیل مین ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری راے مین دکن اور ہند کے رواج کے لحاظ سے ہمنے اس کو سنہ فصلی ہی سے موسوم رکھا ہے لہذا ہم سنہ فارسی کی نسبت اس موقع پر صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ بقول صاحب غیاث سنہ فارسی یا سنہ یزدجردی ۱۲۴۲ ہجری مین ۱۱۹۶ تہا تو اس حساب سے اسوقت بعد وضع کسرات دہ روزہ یہ ۱۲۵۵ ہونا چاہیئے۔ فی زمانا پارسیون کے پاس مروج ہے اور ۱۳۲۵ ہجری ۱۲۷۵ کا مطابق۔ اس کے مہینے وہی ہین جو سنہ فصلی کے ذیل مین بیان ہوئے۔

(۱۵) سنہ ساکہا و سنبت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ سال ہندی جس کا نام سنبت ہے ۱۲ مہینے کا سال ہے جن کے نام یہ ہین (۱) چیت (۲) بیساکہ (۳) جیٹھ (۴) اساڑہ (۵) ساون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کاتک (۹) اگہن (۱۰) پوس (۱۱) ماگہہ (۱۲) پہاگن۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے۔

منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو وسنی اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا۔ اور اس کا نام ساکہار کہا۔ پس ان دونون سنون کے لئے وہی مہینے رائج ہین جو اوپر بیان ہوئے۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت۔ ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مطابق ہے ۱۸۲۹ ساکہا کے جس کو اہل ہند و دکن

ساکی اور شاکہی بہی کہتے ہین ۔ اور راوسی تاریخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۴ جس کو
بکرمی کہتے ہین ۔

ہندوستان مین پروسٹ کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہے جو سمت کے سوا ہے

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیون کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین اور انہین کو شمسی
مہینے بہی کہتے ہین ۔ (۱) تشرین اول سی ویک روزہ (۲) تشرین آخر سی روزہ
(۳) کانون اول سی ویک روزہ (۴) کانون آخر سی ویک روزہ (۵) شباط ۲۸ روزہ
(۶) اذار سی ویک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ایار سی ویک روزہ
(۹) حزیران سی روزہ (۱۰) تموز سی ویک روزہ (۱۱) آب سی ویک روزہ
(۱۲) ایلول سی روزہ ۔ ان بارہ مہینون کے مجموعی ایام ۳۶۵ ¼ ہین۔ ماہ شباط
ہر چوتھے سال ۲۹ دن کا محسوب ہوتا ہے ۔

اس سنہ کی ابتدا عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور ۱۳۴۳ ہجری کا مطابق
۲۲۳۸ رومی کہا گیا ہے ۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مین بعد وضع کسر
۲۲۱۹ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیئے ۔

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت ۔ نوروز سے مراد ہر نئے شمسی سال کا پہلا دن ہے
ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان علم ہیئت
آفتاب عالمتاب جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکہتا ہے برج حوت سے گزر کر برج
حمل مین جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک ہی

رونق دیتا ہے اور سردی کے سکٹے ہوے اور موسم خزان کے ستم رسیدونکو خلعتہاے نوروز و قباہاے سبز و فیروزی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے۔

نوروز فصل بہار کا روز اول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن لیل و نہار کے زنگی و فرنگی بالکل مساوات پر باہم ملتے ہین یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہین اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے۔

یون تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام مین ہر نئے شمسی یا قمری سال کے اول روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نوروزون کا ذکر کرنا پڑے گا مگر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف نوروز مشرقی اور نوروز مغربی کا ہی حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سنۂ عیسوی کے مطابق نوروز مشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نوروز مغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نوروز مشرقی ہی حقیقی نوروز ہے کیونکہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے۔

نوروز مشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران مین شمسی سال کو رواج دیا۔ اسنے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جسکا نام تخت جمشید رکھا اور جس دن خورشید خاور پہلے خانۂ بہار یعنی برج حمل مین داخل ہوا جمشید نے اس شہر کی شاہی محل خاص مین بیٹھکر جشن نوروز منایا اور رعایا کو زر و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نوروز منایا کرے۔

ہندوستان کی تقویم مین آخر ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری کو ماہ دلو ۱۸۲۹ نوروز کی ۱۵ تاریخ ہے۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

متقدمین و متاخرین و معاصرین کے کلام سے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو غور گیر کی بھرتی نہ خیال کریں جن حضرات کو فن جمل سے دلچسپی ہے اون کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا۔ ہر ایک تاریخ نئے اسلوب اور نئے ڈہنگ پر ہوتی ہے۔ صرف میلادی کی تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے کہ موزخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤں سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ وفات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ سے شائقین جمل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی۔ وہ مادۂ تاریخ کے مختلف رنگوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ ہم نے اس حصۂ کتاب میں بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام بھی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصرین کے نتیجۂ فکر سے اوس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۰ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے۔

(الف) قصائد نعتیۂ تاریخی۔ (ب) تواریخ ولادت۔
(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی (د) تواریخ ختان۔
(ہ) تواریخ شادی عروسی (و) تواریخ سالگرہ و جوبلی۔
(ز) تواریخ غسل صحت (ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی۔
(ط) تواریخ فتوح (ی) تواریخ وزارت۔
(ک) تواریخ خطابات (ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔
(م) تواریخ خیر مقدم (ن) تواریخ شکار۔

(س) تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔
(ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔
(ق) تواریخ رہائی (ر) تواریخ وفات۔

معاصرین مین ہم نے اپنے استادان جمل قدر بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔ داغ دہلوی۔ راقم مدراسی۔ ذکا سے نیلوری۔ معنی حیدرآبادی کے سوا بعض مشاہیر ہند کا تاریخی کلام بہی اسی حصہ مین داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔ عبدالجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مرادآبادی۔ ان بزرگون کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بہی جن کی تاریخین قابل تعریف تہین۔ اور بندۂ ہیچمدان کا تاریخی کلام بہی اہی حصۂ آخر مین داخل ہے۔

افسوس ہے کہ استادان فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت بڑا ستم یہ ہے کہ اس فن مین اون کے جانشینون کے خانہ مین صفر ہے۔ محققین نے باقر گیلانی۔ اور محتشم کاشی۔ اور سنجر طہرانی کو امام الجمل فی المتاخرین کہا ہے اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگون سے قدر بلگرامی اور ذکی مرادآبادی اور معنی حیدرآبادی کو اس لقب سے یاد کرین۔

متقدمین کے تاریخی کلام کا نقش صفحۂ روزگار پر بہت کم ہے اور جسقدر ہے اوس کے بڑے حصہ کو ہم نے جابجا۔ موقع موقع سے اس کتاب مین بطریق استناد عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم متقدمین کے کلام مین وہ لطف اور خوبیان نہین پاتے جن سے متاخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ اونکو اس کا مذاق نہ تہا یا اون کا قابل قدر کلام ہمکو دستیاب نہین ہوا۔ ہمارا خیال یہ ہے

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تاریخ کے وہ مطلق پابند نہ تھے جیسی طرح وہ لوگ غزل۔ قصیدے۔ مثنوی وغیرہ میں استاد مانے گئے ہیں۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متاخرین اور معاصرین کیے وہ افراد ہیں جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بعض متاخرین اور معاصرین کو اس خاص فن میں متقدمین پر ترجیح نہ دیں۔ علم کسی کی میراث نہیں ہے مَن جَدَّ وَجَدَ۔

جن متقدمین و متاخرین کے کلام پر ہمنے کہیں کہیں بطور (افادہ) اعتراض کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہیں ہے اور یہ اگرچہ استاد سخن بلکہ پیمبر سخن گزرا ہے لیکن فن جمل میں اوس کی لغزش یا اُسکا تسامح کبھی ہمارے لئے سند کا کام نہیں دے سکتا اور کبھی وہ اپنے خطاب یا لقب کی وجہ سے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اس باب میں جس قدر تاریخی کلام میر اور بھی ہمنے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جا بجا مختلف نوٹس کئے ہیں جن سے ہمکو نکتہ چینی اور حرف گیری مقصد نہیں ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانا مقصود ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر محمول کریں گے۔

بعض تاریخی قصیدون اور مرثیون اور نوحون میں ہم نے اشعار بالائی کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مادۂ تاریخ کا لطف بغیر اون اشعار کے ظاہر نہیں ہو سکتا اگر ہم اختصار کو مد نظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا اون کے انتخاب سے کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سو دس بیس ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بحیثیت اوس نقصان کی تلافی نہ کرسکتی جو مذاق مین پیدا ہو جاتا۔

(الف) قصائد نعتیہ تاریخی

قصیدۂ نعتیہ طبعزاد جناب باقر گیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج و مجمع الصنائع جس کا ہر ہر مصرع حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ این لطف زائد ہے کہ ہر مصرع مین حروف مہملہ و منقوطہ عدداً و تعداداً مساوی ہین۔ اور کسی ایک مصرع کے حروف معجمہ اور کسی ایک مصرع کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ اور اس طرز عمل سے بہت سے مادّے حاصل ہوتے ہین۔

و ہو ہذا

اساس عالم مجد آفتاب ہر دو جہان	۱	ملک پناہ و رسل تاج و انبیا سلطان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
شفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	۲	پناہ ناموران اشفع زمین و زمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سواد عین ہدایت امیر ملک و ملل	۳	بزرگ کل رسل رہنمای کون و مکان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
خلاصۂ دو جہان ماہ ساطع لولاک	۴	شہ جہان و فلک قدر و صاحب احسان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سمای حلم و سخا و مہ جلال و کمال	۵	پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ چنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ اہل نبوت بہ رہ بہار علو	۶	گل مراد ملل آبروے گلشن جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

مطلع دین و جہان تاج صاحب معراج			۷	سپہر مجد محمد شفیع عالمیان		
۱۰۶۸				۱۰۶۸		
کمال زہد و ورع آبروئے موجودات			۸	جہان جود و حیا مصطفٰے رفیع الشان		
۱۰۶۸				۱۰۶۸		
امام کل رسل تکیۂ زمین و زمان			۹	نبی تاج امم زیب عصر ماہ مہان		
۵۳۴ منقوطہ	۱۰۶۸ ہجری	۵۳۴ معطلہ		۵۳۴ منقوطہ	۱۰۶۸ ہجری	۵۳۴ معطلہ
مغز زین رسل ماہ و کام وحی توان			۱۰	قوی و زین ہمہ کہ عز و عرش مکان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
نبی و تاج ملک مہر علم و زیب جہان			۱۱	بزرگ عالمیان فخر کعبہ تاج جہان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
پناہ ملک رسالت کمال فہم و ادب			۱۲	نصیر ملک بقا اوج علم زیب شہان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
سحاب طبع محمد قوام امن و شرف			۱۳	سراج اہل عطا عزت زمین و زمان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
مطلع کل عرب تاج دین گزیدہ نسب			۱۴	مہ سحاب کرم و آفتاب عدل و امان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
پناہ فتح و ورع ماہ و صاحب لولاک			۱۵	حیات و مغز رسل ماہ زہد دین سلطان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
سحاب لطف بد مہر عدل و شوق کن ماہ			۱۶	علو جاہ و محل زیب دین سپہر توان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴

پناہ حلم و شرف کام ملک مطلب حق	١٧	حبیب زین اُمم کوہ علم و تاج سران
۳۴۴ منقوطہ · ۱۰۶۸ · ۳۴۴ معطلہ		۳۴۴ منقوطہ · ۱۰۶۸ · ۳۴۴ معطلہ
	مطلع ثانی	
سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	١٨	شہاب عدل و اہل کام و مطلب فان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
عزیز کون مکان ماہ کل و سدرہ نشین	١٩	اساس عز و عطا زین دین و مہر نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبیؐ زیب رسل مجد رشد طٰہٰ لقب	٢٠	شہاب عدل و یقین بدر حلم معجزہ کان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مہ زبرج عطا یوح مکہ منبع کنت	٢١	سحاب دین ہدی مجد علم و راست بیان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امین اہل یمین بدر جاہ شاہ براق	٢٢	ماہ داور یکتا لئے نائب سمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ تاجوران کوہ داد کرسی زیب	٢٣	رسول داد دہ و بدر آفتاب آوان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ملیک زیب و ملک ملک مجد پرتو حق	٢٤	نبیؐ زین بشر مہ لوا و مہر جہان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ماہ عز نبیین مطاع و تاج رسل	٢٥	سحاب دین و کرم زیب مجلس ملک ستان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

سرو امام رسل بوستان لطف ابد	۲۶	سحاب داد و یقین بحر علم عالی نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی ماہ شرف مصطفٰے سحاب عطا	۲۷	شہاب عدل و امان عہد کن ازل فرمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
حیات ندی و منبر باب حکم و صلی علیہ	۲۸	عزیز جملہ شہان ابر علم و قبلۂ جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
بہار جاہ و نبیؐ شفیع روئے زمین	۲۹	سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
بزرگ کون و مکان مجتبیٰ سمائے عطا	۳۰	مدار و ماہ ادب آفتاب داد گران
۱۰۶۸		۱۰۶۸
آب گل رسل گلستان انس و ادب	۳۱	نبیؐ ماہ زمین ابر علم و شمس جنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

(نوٹ) الف ممدودہ اس قصیدہ مین متعدد مقامات پر مستعمل ہوا اور اس کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے اور قاعدہ مندرجۂ کتاب ہذا کی سند ہے۔

شعر پنجم مین لفظ سما کے بعد بقاعدۂ فارسی (یا) حساب مین محسوب ہوئی ہے اور ہمزہ بعد الف کے قاعدہ مین جو اصول بیان ہوئے ہین اون کی سند ہے۔

(ب) تواریخ ولادت

تاریخ ولادت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ طبعزاد جناب خواجہ جلال طہرانی مغفور

سال تاریخ ہمایونش نوشت	زادک اللہ تعالے قدرگا ۹۱۳ھ

من برم یک الف ش از تاریخ	تا کشم میل بچشم بدرا

(نوٹ) مصرع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) ہین مؤرخ نے الف کے ایک عدد کا تخرجہ کیا ہے

تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع زاد
یکے از استادان عجم۔ از مخلص تسلیم

شاہ روے زمین شاہ جہان	لمعۂ آفتاب عالم گیر
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس تاریخ مین بہی الف ممدودہ کا عدد (۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعدہ ہے

ایضاً از جناب کلیم ہمدانی

بحمد اللہ که از پرتو خورشید عدم	سایۂ مرحمتے بر سر عالم آمد
نیرّے از فلک بادشہی کرد طلوع	شاہ شاہان جہان قبلۂ عالم آمد ۱۰۰۰ھ

(نوٹ) مادۂ تاریخ مین لفظ آمد شریک نہین ہے۔ مضمون مصرع اسکا متقاضی ہے کہ سالم مصرع مین تاریخ ہو۔ نیز تاریخی اشارہ بہی نہین ہے۔

قصیدۂ جناب سنجر طہرانی مغفور بتقریب تولد صاحب قران ثانی
شاہ جہان بادشاہ بصنعت ترصیع

خدا وجود و بقا داده عالم امکان	برائے شاہ جہان بادشاہ کل جہان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز لطف یزدان ز عدل و جود هفت اقلیم	بود با فسر و پاگاه زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز جود شاہ جہان بادشاہ ملک آرای	پدید آر در شاہوار صدف عمان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

ز جام قوّت او باد باحیات ابد	مدام بادۂ الطاف و قدرت یزدان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
نشاط و شادی کام طرب بداد آلہ	ببادشاہ جہان مہر جاہ کام رسان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بداد وجود و باحسان شہنشہِ آفاق	علیم و عالی و دانا نواز و ملک ستان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بود چو گوہر ازان صاحب قران کہ بدو	نبودہ چون آن صاحبقران بہیچ قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بدہر ثانی او این پناہ ملک بود	کہ صد قران نزید این ہمال از قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود	شہنشہے کہ بود زندگیّ عالمیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار قرن بماناد آن کہ مردہ ازو	بود بدورِ جہان صد ہزار جان شادان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بمدح شاہ جہان طبع این دوازدہ بیت	ز قسمت ازل آورد از دلم بزبان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ازان دوازدہ ہر مصرعے بکار نگاہ	کند تولّد شاہ جہان پناہ بیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس قصیدہ میں جہاں کہیں الف ممدودہ مستعمل ہے اُس کا عدد ایک لیا گیا ہے اور قاعدہ متذکرۂ کتاب کی سند ہے۔

اور جہان کہین کاف منفصلہ لکہا گیا ہے اوس کے عدد ہائے مختفی کے سا تہ ۲۵ محسوب ہوئے ہین اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے -
اور جہان کہین بائے عربی کا استعمال ہے وہ متصل لکہی گئی ہے اور اوس کے عدد ۲ لئے گئے ہین اور یہ بہی قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے -

تاریخ جشن تولد سپہر شکوہ سپہر دارا شکوہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی مغفور بصنعت ترصیع

زین جشن زمانہ کامرانی دارد	تا در عنوان زشادمانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ
افزود گل نشاط واکنون در دہر	زنہار ہر سوے گلفشانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ

(نوٹ) اس باعی کے ہر ایک مصرع مین تاریخ ہے مصرع اوّل کے حروف معجمہ کو مصرع ثانی کے حروف معجمہ کے ساتہ جمع کرین تو اون کے مجموعی اعداد مین بہی تاریخ ہے اگر مصرع اول شعر اول کے حروف مہملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف مہملہ کے ساتہ جمع ہون تو تاریخ نکلتی ہے - اور یہی صنعت بیت دوم مین بہی ہے -

تاریخ میلاد میر غلام نبی بن سید محمد باقر طبعزاد جناب میر عبد الجلیل بلگرامی مغفور

نور چشم میر باقر گفت با من	چون گل خورشید در عالم مہیدم
سال تاریخ تولد خود نگفتم	نور چشم باقر عبد الحمیدم ۱۱۱۱ھ

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ یہ مادۂ خود مولود نے عالم رویا مین مؤرخ سے کہا یجوز للشاعر مالا یجوز لغیرہ کا مصداق پورا

ہوا ۔ (مؤلف)

تاریخ ولادت دختر طبعزاد جناب مومن مغفور ۔

دخت روشن وان ہوئی پیدا — کیا ہی چمکا ہے اختر مومن
نال کٹنے کے ساتھ ہاتف نے — کہی تاریخ دختر مومن
۱۲۵۹

(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) این جن مین سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا تخرجہ ہوا ہے ۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے ۔

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

بسید محمد رضا خان من — خدا داد پورے با قبال جفت
نشاندم زہے نخل تاریخ او — نخل نور سید از نہال شگفت
۱۲۷۴

تاریخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس — پسرے نام خدا یافتہ عالی نسبی
نازکی ناز فروشی صنمی عشوہ گری — گلرخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی
لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی — موی مشکین ختنی چہرہ صافش حلبی
بشگفان غنچہ تاریخ ولادت ای قدر — بر دمید این گل عباس ز نخل عجبی
۱۲۷۶

تاریخ میلاد سید مصطفیٰ ابن علی برادر مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور بہ صنعت ترصیع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز — از عیش پسر شدہ جہانے لبریز
۱۲۷۷ھ — ۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع — این نجم جمالست صباحت انگیز
۱۲۷۷ھ — ۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت اطفال توام بخانۂ ڈپٹی مرزا خدا داد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

ساتھ دو طفل خدا داد کے یون پیدا ہوئے	ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شیم
اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار	اک کلی سے نکلے دو ننھے وہ دونون تازہ دم
عیسوی سال ولادت قدر نے یون لکھ دیئے	مشتری و ماہ نکلے برج سے توام بہم

تاریخ میلاد صاحبزادۂ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا	یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہے برج اقبال روشن	یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہ بحر کرم کا دُرِ بے بہا ہے	یہ ہے پھول امید کے گلستان کا
کھلا غنچۂ آرزو سے خلائق	کھلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا
ملے اس کو عمر ابد یا الٰہی	یہ لوٹے مزا عشرتِ جاودان کا
پھلے پھولے یہ نونہال امارت	تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا
جب ای داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی	ندا آئی خورشید ہے آسمان کا

تاریخ ولادت شاہزادۂ بلند اقبال سرکار نظام دام ظلہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شاہزادے کی ولادت کا ہمایون سال ہے	یا فروغ دیدہ لکھون یا چراغ دودمان
مجھ سے ہاتف نے کہا ای داغ یہ تاریخ لکھ	چاند سا بیٹا مبارک ہے شہ کیوان مکان

تاریخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم

ہر دم ہون ترقیان خدا دن وہ دکھائے	مان باپ کا دل بڑھ کے یہ فرزند بڑھائے
اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر	اقبال کے ساتھ عمر روز افزون پائے

تاریخ ولادت فرزند آنریبل راجہ پرکاش لال بہادر مدار المہام ریاست ٹراون طبعزاد ایضاً

ہوا فرزند پیدا خانۂ فرزند ذی شان مین — مبارک ہو کہ دین و دولت کی مورت راج جوگ آیا
امیر اچھی ولادت کی ہے یہ تاریخ سمت مین — بکرماجیت کے گھر نیک صورت راج جوگ آیا
۱۹۵۲ سمت

تاریخ ولادت فرزند نواب منزل اللہ خان بہادر رئیس بہیکم پور طبعزاد ایضاً

ہو مبارک ولادت فرزند — جس سے روشن ہوا یہ گھر سارا
نور کی ہے امیر یہ تاریخ — دل کی ٹھنڈک ہے آنکھوں کا تارا
۱۳۰۱

تاریخ ولادت صاحبزادی مرزا بہبود علی طبعزاد مؤلف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترصیع

در سرا سے آن محب مہر دوست — نو گلے از باغ لطف کبریاست
۱۲۹۱ فصلی — ۱۹۳۹ سمت
خامۂ ما اے وَلا سالش نوشت — بنت بہبود علی میرزا است
۱۸۸۲ عیسوی — ۱۲۹۹ ہجری

تاریخ ولادت برخوردار غازی الدین احمد فرزند مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

خداوندا بشکر نعمت نتوان سخن گفتن — بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے
بجوش اعتراف مرحمت گوید وَلا سالش — خدائے بے نیازم داد و طالع مند فرزندے
۱۲۹۹

تاریخ میلاد نظام النسا بیگم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دام دولتہٗ طبعزاد مؤلف

خوشا صبحی کہ در عہد بہار از فضل یزدانی — شود دستان سرا بلبل بجوش تہنیت خوانی
ہمایون روزگارے کاختر برج مراد ما — بگردون حصول مدعا دارد درخشانی
زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر را — رسید از یمن طالع وقت جشن مملکت رانی
تعالی اللہ چہ ہنگامے کہ در مشکوی شاہ ما — مہ تابان تولد گشتہ با سیمائے نورانی
رخش چون نیر انور قد از شمشاد زیباتر — دہانش حقۂ گوہر لبش لعل بدخشانی

بہ پیشِ فرِّ اقبالش چہ دارا و چہ اسکندر　　بجنبِ طالعش شرمندہ شد بختِ سلیمانی
ز میلادش بہرسو غلغلِ شادیست در عالم　　بہر یک کوچہ می بینیم رنگِ جشنِ قاآنی
بشکلِ مہر زر بخشی کند شاہِ جوانِ دولت　　ز ابرِ دستِ جودِ او شود پیہم درافشانی
بہ یغمائے بساطِ خوانِ نعمتہای الوانش　　رعایا راست در درگاہِ آصف حکمِ مہمانی
دعاگویانِ دولت را رسد منّت سے منّت　　ز رحمِ شہ رہا گشتند محبوسانِ زندانی
صدای تہنیت از ہر در و دیوار می آید　　وزد باد طرب در گلشنِ سرکارِ دیوانی
ولا ای شہسوار ساحتِ مدحِ شہِ والا　　بدہ شدید ز طبعِ خویشتن یک رنگ جولانی
باآبِ زر رقم کن مصرعِ سالِ ولادت را　　ہمایون بادشیہ را نوبرِ گلزارِ سلطانی
۱۳۲۵ھ

تاریخ میلاد صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم طبعزاد مؤلف کتاب

نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان کو　　کیے حق نے عطا دو دُرّۃ التاجِ شہنشاہی
سرور و راحتِ جان نورِ عینینِ شہِ ذیشان　　یہ وہ نعمت ہے جس سے با مراد و نکو ہے آگاہی
ملی ہے نعمتِ عظمیٰ مرے آقائے نعمت کو　　غلاموں کی خوشی ہے اپنی دولت کی بہی خواہی
ولی عہدِ خلافت کے ہیں دونوں قوتِ بازو　　ہمیشہ انکی قسمت میں ہو تائیدِ ید اللٰہی
ولاؔ گلدستۂ سالِ ولادت نذر دو شہ کو　　گرامی ہیں یہ دونوں نونہالِ گلشنِ شاہی
۱۳۲۵ھ

تاریخ میلاد نبیرۂ باوقار سرکار عالی تبار حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

حق نے جب بیٹا ولی عہدِ ریاست کو دیا　　ہو گئی مسرور اعلیٰ حضرتِ ظلِّ اللٰہی
عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے ولاؔ　　آپ کو پوتا مبارک ہو حضورِ آصفی
۱۳۲۵ھ

ایضاً　　ولہ

سپہرِ تمکنت شاہِ دکن آقائے نعمت کو　　دیا اللہ نے اپنے کرم سے چاند سا پوتا

اسی سے جان مین جان آگئی ارباب دولت کی
بڑا ہنسمکہ ہر چہرہ حسن صورت اسکو کہتے ہین
ولا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف مین
بڑے الفت مین جب شہ نے لیا ہاتف نے فرمایا
ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی مین نے

کہین گر خضر سے آب بقا کا پہوٹتا سوتا
کبھی بہولے سے بہی ننہا سا شہزادہ نہین روتا
کہو سرکار کو ہووے مبارک چاند سا پوتا
۱۳۲۵ھ
مبارک شاہ آصف جاہ کو ہو گود مین پوتا
۱۳۲۵ھ
جہان پرور مبارک ہو مرے سرکار کو پوتا
۱۹۰۷ء

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرمانروائے دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب مولوی محمد عبد القادر طاہر

✓

در تقریب بسم اللہ
سال ہمایون گفت خرد

عالم شاد و خرم ماند
اقرار باسم ربک خواند
۱۲۸۸

تاریخ تسمیہ خوانی میر ابرار حسین طبعزاد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابرار حسین
کرد تسلیم بتاریخ رقم

سرو قد خواست دل بسم اللہ
شادی مشتمل بسم اللہ
۱۲۹۳

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادۂ والا تبار ولی عہد ریاست دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شہزادہ ہوا ہے زیب مکتب
سورۂ اقرا کی آج سن لی
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے
اس رسم کی داغ تو بہی تاریخ

✓

سحبان نہ ہو ثانی ولی عہد
سلطان سخن زبانی ولی عہد
پیری و جوانی ولی عہد
لکھے تسمیہ خوانی ولی عہد
۱۳۰۱

تاریخ تسمیہ خوانی نور الحق ابن لطف حسن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نور اسحق ابن لطف حسن چار سالہ شد	الشکر والثنا لرب الذی خلق
سال سعید تسمیہ اش زد رقم ولا	اقرأ باسم ربک فرمود نور حق ۱۳۲۱ھ

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ ختان سید مصطفیٰ برادر زادہ مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چون ختنۂ مصطفیٰ شد از چالاکی	گلچین شدہ حجام بفرخ ناکی
ما سال ختان او نوشتیم ای قدر	شد سنت مصطفیٰ ادا در پاکی ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان صاحبزادہ یکے از اعزائے لکھنو طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج تخلص

منت خدای را کہ درین ختنہ ہاے سعد	گل گل حدیقۂ دل تلمیذ ما شگفت
تاریخ طبع اوج سخنور بقلب صاف	حجام گل گرفت ز شمع ہلال گفت ۱۲۸۵ھ

تاریخ ختان میان الطاف احمد ابن مولوی نعمت اللہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

لو مبارک ہو میان الطاف کو ختنہ کی رسم	جس کی خاطر دہوم سے کنبہ کی مہمانی ہوئی
رسم گلپوشی کا جلسہ ہم بھی لین گے عنقریب	خاطر احباب یہ تقریب ہر مانی ہوئی
عرض کرو دای ولا سال بیان واقعی	نور عین نعمت اللہ کی مسلمانی ہوئی ۱۳۰۴ھ

(ہ) تواریخ شادی کدخدائی

قصیدۂ تاریخی طولی شاہزادہ داراشکوہ بصنائع مختلفہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی

۱	بحمد للہ کہ شد دیگر بسعی نائب سلطان	رواج التیام افزون حد و وصل آباد ان	۱
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	

۶	صلای امن و داد دند بهر طوس شاهزاده
	۱۰۴۳
ب	درین دولت که بازد جاودان باد از وجود او
	۱۰۴۳
۲۰	تعالی الله زهی گردون ما بر بادی کامل
	۱۰۴۳
۱۰	زهی شاها نکو آیین که مانده پای اقبالش
	۱۰۴۳
۱	یم از صیت عطای او کند از مفلسی ناله
	۱۰۴۳
۱	یقین دانم که قصد او کند حل همه مشکل
	۱۰۴۳
۵	نوید جشن شهزاده وصل آمد بحمد الله
	۱۰۴۳
۱۲	برو در سایهٔ شاه جهان طالب لقای او
	۱۰۴۳
ب	لوای جود او هر جا بمقصد سایه افگن شد
	۱۰۴۳
ب	وجود جاه او باد اصفای حکم رحمت
	۱۰۴۳

قبول یکدلی یابی ازین جشن عمادارکان	ج
۱۰۴۳	
مزین شد دلم گلگل ز لطف او در بستان	ب
۱۰۴۳	
دلیل موبد و دانا بعهد دانش و عرفان	ب
۱۰۴۳	
یمین عهد را بازو یسار جود را سامان	۶
۱۰۴۳	
در از قید تو ام او بهم اند صدف نالان	ب
۱۰۴۳	
مدیح جود او دارد دلا هر مشکل آسان	ب
۱۰۴۳	
قرین فر که ایزد باد عهد حاجب دوران	ج
۱۰۴۳	
زهی شاه جهان جاوید عدل امین محیط ایمان	۱
۱۰۴۳	
امل اینجا رسد کامل کشاده دل بکف دامان	—
۱۰۴۳	
نوید بزم او سازد دل پژمرده را شادان	ج
۱۰۴۳	

[illegible]

[illegible]

حسود بدگوی او را نحوست مائل طالع	مرید کلک و باد اسعادت از بن دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
مراد و مقصد مادح شہاب الدین الدنیا	ہمہ زیب و ہمہ برنا ہمہ ہمت ہمہ احسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
حصول سروی قائم با آن طوبی لقا ایدون	رواج عدل باقی باد زین جشن نکو بنیان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
محبت بین کہ دارد بر دوام جود کد او	بود پیش کف نامی وی سنگ و گہر یکسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
لوا راجیش و قائد جہان را داد و انجم	ابد با جود او ہمدم ستم را عدل او زندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
شہے گر باز لطف وی کند چون شہ ہدی دائم	مسیح آید چو بیماران بعطار از پی درمان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
الٰہی تا ابد باد الوای جیش وی برپا	قیام ملک و ہم زنگ باد الطف را سامان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
ہمیشہ فر با اقبال او با وقع و با آئین	ہمیشہ حاسد احوال و بیچارہ و سرگردان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
بصد تزئین بلوح محمل شاہ	رقم دیدم قران مہر باماہ
۱۰۴۳	۱۰۴۳

(نوٹ) اس قصیدہ تاریخی کو باعتبار صنائع مختلفہ مجمع الصنائع کہنا چاہیئے

(۱) ہر ایک مصرع سے مادہ تاریخ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے۔

(۲) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اعجام تاریخ نکلتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونوں مصرعوں سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزان میں نوسۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ہر ایک مصرع کے حرف اول کو بصنعت توشیح جمع کریں تو ایک تاریخی شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر میں بھی صنائع ترصیع و اعجام و اہمال موجود ہیں۔

(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر پنجم کے پہلے مصرع میں۔ اور باقی تمام قصیدہ میں (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں ایک ہی مؤرخ کی دو عملی قابل غور ہے۔ ہماری رائے میں مؤرخ کا تسامح ہے۔

(۲) شعر ہشتم کے دوسرے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔

سہرا تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادہ ڈپٹی مرزا عباس بیگ طبعزاد جناب قدرؔ بلگرامی مغفور

رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	آئینہ مُنہ سند بخت سکندر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
حلقۂ شوق ہے یہ ہاتھ میں کنگنا دلخواہ	دامن حسن ہے فیّاض کے سر پر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین گر تو نہیں	دیکھے اِن کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء

مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے	کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک	سب جبین صبح ہے منہ چاند ہے اختر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہے	صید اخلاص کرے سہر کے پنچھا ور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
سب کے تار نگہ شوق ہین الٹے معکوس	ہے سجا رخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	دامن ظل علمدار دلاور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	کہین اس زور کا ہے قدر سخنور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء

تاریخ کدخدائی نواب اصغر علیخان لکھنوی طبعزاد ایضاً

سلو نواب اصغر خانصاحب	تمہارا گھر بسا شادی مبارک
کہا یہ قدر نے مصراع تاریخ	نشاط خانہ آبادی مبارک
	۱۲۹۷ھ

ایضاً ولہ

ننّن صاحب بعقد مہد آرا شد	وین عقدہ بشہر فتحپورش واشد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ	با زہرہ قران مشتری آنجا شد
	۱۸۸۰ء

تاریخ کدخدائی دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اودہ طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نواب با حشم شرف الدولہ ذی ہمم	جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ

اچھّے کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہے جہاں میں — وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
ہیں رنگ و بوئے باغ شرف دختر و پسر — دونوں دُر یگانہ دریائے عزّ و جاہ
دونوں کی شادیاں ہوئیں ایوان ثریا کی زیب — گلشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ
تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیر — یہ مہ قرین زہرہ و زہرہ قرین ماہ
۱۲۷۳

ایضاً

زمین و آسمان دونوں ہیں نازاں — گہر دو پاسے ہیں درج شرف کے
یہ سال عقد ہے نورٌ علیٰ نور — قمر دو آئے ہیں برج شرف میں
۱۳۱۱

(نوٹ) لفظ آئے میں مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہمکو اختلاف ہے (مؤلف)

تاریخ رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خجستہ عہدی خجستہ فصلی خجستہ سالی خجستہ ماہی — خجستہ روزی خجستہ صبحی خجستہ شامی خجستہ آوان
چہ عہد عہدی کہ شد مکرم بیمنت مہد پیش عالم — چہ فصل فصلیکہ شد مسلّم بہار او جلوۂ گلستان
چہ سال سالیکہ ماہ و روزش مثال نوروز دلفروزش — چہ ماہ ماہیکہ شمع روشن چراغ روشن کند فروزان
چہ روز روزیکہ شاہ خاور بپیش نوشہ شود برابر — بعارضش سہرۂ منوّر چہ نیّر آفتاب تابان
چہ صبح صبحے کہ در جوانی نسیم گلزار کامرانی — غلام محمود را تو دانی ز عقد او کردہ گل بداماں
چہ شام شامیکہ خوان نعمت بدشمن و دوست شد قسمت — چہ شام گاہیکہ زیب زینت کند شب وصل ہجران
خجستہ جشنی بود قران اعروس نوشاہ جسم جانرا — خجستہ آنیکہ این دو آنرا قرین کند در حضور قرآن
چہ عہد محبوب فصل مرغوب سال میمون مہ ہمایون — چہ روز محمود صبح مسعود شام امید آن زمان
خجستہ تاریخ حسب حالش ز روز تاریخ و ماہ و سالش — و لا رقم زد کہ روز آدینہ بست و پنجم ز ماہ شعبان
۱۳۴۲

تاریخ رسم عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری معتمد پیشی سرکار نظام الملک طبعزاد مؤلف

الی ابشر للذی ترک المناہی خاشعا — لاشک من تبع الہدی بالطوع فہو مہذب
وقع النکاح بجلسۃ شرعیۃ ارخ الولا — فلقد تزوج ابنت احمد حسین مطیب
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

جشن دامادی مہر کرم است — بزم شادی شد از و جلوہ فروز
ہاتف سال عروسی است ولا — نوشہ الطاف حسین ست امروز
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

لو میاں آج چڑھی بیل منڈھے — آرزو پوری ہوئی کیجیو چین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے — کتخدا ہو گئے الطاف حسین
۱۳۲۵ھ

سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف

ندیدستی مگر در رسم ایران سہرہ بر عارض — نقاب بر بیش ہودای سخندان سہرہ بر عارض
بسفتم گوہر مضمون بتار فکرت نازک — دہد تا جلوۂ لولوے غلطان سہرہ بر عارض
اگر داری ہوای موشگافیہای مضمونش — توان دریافت از زلف پریشان سہرہ بر عارض
سحرگاہان شو و صد عندلیب دل فدای او — کہ سرتاپا بدارد گل بداماں سہرہ بر عارض
بسیج دارد عروس نہ فلک زرین نقابے را — کشد از پنجۂ خورشید تابان سہرہ بر عارض
رگ گل سلک گوہر میکشد از قطرۂ شبنم — عروس باغ دارد در گلستان سہرہ بر عارض
زتار نغمۂ بلبل زگل گشتہ زری بفتی — بوصلت کتخدائی راست سامان سہرہ بر عارض
عروسی خانۂ فانوس دارد شمع محفل را — کہ دامادی پروانہ پنہان سہرہ بر عارض
باب زر بود بر مصحف رو صد خط روشن — غلاف تارکش بر جلد قرآن سہرہ بر عارض

بچشم آنکہ خار آرزوئے نشکستہ در دل | پسند د مردم چشمش مژگان سہرہ بر عارض
چکد صد قطرۂ شرم از رخش در رونمائیہا | ز سلک گوہرین کرد ابر نیسان سہرہ بر عارض
برحل خط فروزد مصحف رو جلوۂ روشن | غلافی میکشد بالای فرقان سہرہ بر عارض
بتقریبے کہ باشد از رگ جان ساز و سامانش | سزد تا رنگہ با صد دل و جان سہرہ بر عارض
وگرنہ از ماخذ این رسم ہندستان خبر دارم | کہ دعوای تفوق میکنند زان سہرہ بر عارض
بشکوہ مہاراجہ یمین السلطنہ جشنے | کہ شد رونق فزا داماد و دیوان سہرہ بر عارض
بیان واقعی ہم صنعت انجام سالش | ز ہر دو مصرعم نوشاہ ذیشان سہرہ بر عارض
مبارک عقد صاحبزادی شاد ہست تاریخے ۱۳۲۶ | ہمایون باد یارب دست سلطان سہرہ بر عارض ۱۳۲۶

ایضاً قصیدۂ تاریخی ولہ

شاد شد دلہا کہ تابان گوہر برج مراد | شد بآب و تاب با زیور کشش لبند شاد
چشم ما روشن کہ رخشان کوکب برج امل | در شبستان طرب بر اوج شادی جلوہ داد
حبذا روزیکہ خورشید درخشان امید | بر سپہر خاطر عالم بر آمد بامداد
اے خوشا فصلیکہ اشک شادی اہل طرب | صبح عشرت در چمن زار تمنا آب داد
گل بدامن ہای عالم ریخت رنگ انبساط | تا نسیم جانفزائے غنچۂ دلہا کشاد
شادی داماد دخت یمین السلطنہ | یافت از افضال خلاق دو عالم انعقاد
آن مہاراجہ وزیر اعظم ملک دکن | آیۂ رحمت لقب دارد بلطف و عدل و داد
اعتبارش ہمسر بخت سکندر طالعان | انکسارش حلقہ در گوش شہ آصف نژاد
جان نثار شاہ شاگرد رشیدش در سخن | تابع ہر لفظ و معنی پرور حسن رشاد
آنکہ ذات او بقصر مملکت رکن رکین | وانکہ رائے مستقیم اوست دولت را عماد

آنکہ صلح کل بود وابستۂ حسن معاش	وانکہ از حسن عمل وارستۂ فکر معاد
فطرت دشمن نوازش دوست دار خاص عام	نیّت اعداگدازش قامع اصل عناد
دشمن از لطف عمیمش غرقۂ آب حیا	دوست از دست کریمش میکشد جام مراد
دوست کز طرز عمل بہر رعایا معتمد	دوست کز حسن عمل شد را بذاتش اعتماد
این بود مردی کہ با خویشان ندارد اختلاف	وین بود شخصے کہ با بیگانگانش اتحاد
باشد او را با امامان شریعت اعتراف	باشد او را با بزرگان طریقت اعتقاد
در طریقت مسلک او جادہ پیمائے صفا	در شریعت رہنمائے او طریق اجتہاد
اقتدارش قدردان پایۂ ارباب فضل	قدرتش جوہرشناس مایۂ اہل سواد
دارد او ذوق سخن آن مایہ در نطق عجم	کز کلامش میکند فکر نظامی استفاد
مدحتش از حیطۂ فکر است بیرون اے ولا	حرف وصفش را بود صد معنیِ نو مستزاد
بر دعا ختم سخن اولٰی کہ پایان مشکل است	قول (خاموشی بود حدّ ثنا) دارم بیاد
زانکہ در فن جمل نازد بید طولائے من	در دعا ہر مصرعہ من طرح تاریخے نہاد
حق نگاہش دارد از ہول حوادث دائما	گو نگہدارد بوضع عافیت حق العباد
۱۳۱۷ فصلی	۱۹۶۵ سمت
بادعمر او بظلّ سدرۂ آصف دراز	عسکر اقبال روز افزون بود دولت زیاد
۱۹۰۸ ع	۱۳۱۵ بنگلہ
دوستانش را میسّر باد گنج بے شمار	خاک در چشم رقاہ دشمنان بدنہاد
۱۹۶۵ سمت	۱۹۶۵ سمت
یارب این جشن ہمایونش شود رنگ طرب	چشم او روشن بود دائم دل او شاد باد
۱۸۳۰ شالیوہن	۱۳۲۶ ہجری

(و) تواریخ سالگرہ وجوبلی

تاریخ سالگرہ ولیعہد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادہ کی	✓	رہے ہمیشہ الٰہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھتا تاریخ		زیادہ تا بہ ابد ہو شمار سال گرہ
		[illegible]

تاریخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اللہ دولتہ طبعزاد ایضاً

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہ والا کی		خجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ		کھلے نصیبوں کی یا ربّ ذو الجلال گرہ
ہزار دانۂ یاقوت کی بنے تسبیح	✓	بڑھے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہے داغ نے یہ اس کا مصرع تاریخ		ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ
		[illegible]

تاریخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

خوشا جشنے کہ در عہد بہار از فضل یزدانی		گرہ بندان چہل سال ست در ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم مہمانی		نواسنجان باغ ہیچ محو تہنیت خوانی

مہ و ناہید شد شمع شب افروز گلستانش
زمین تا آسمان محو تماشاے چراغانش

ہوا جویان دولت در ہواے سیر گلزارش		نواسنجان مدحت چشم بر دست گہربارش
تمنّاے مراتب در دل ارباب دربارش		بقدر ہمت خود فکر ہر کس در پئے کارش

دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد
دعا گوئش سر نوک زبان ذوق دعا دارد

الٰہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا		شود تا حرف مشکین بر بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر جبین پیدا | کند تا صنعت حکّاک نقشے بر نگین پیدا

کتابین چہرهٔ محبوب ما با خال وخط باشد
طراز نکتهٔ چین محکوک چون حرف غلط باشد

مداد این حرف بر کاغذ کند تا عنبر افشانی | ز شنجرف این قلم آتش خورد تا لعل رمّانی
بود تا حلیهٔ بین السطور صبح نورانی | کشد تا پنجهٔ خورشید از جدول پیشانی

الٰہی تا براوراق جہان نقشیست از صولت
بود شیرازه بند مملکت شاه جوان دولت

الٰہی تا بود نوک زبان را لذّتِ گفتن | ہمی تا در نقاب لفظ معنی است بنہفتن
سخن گفتن بود تا در مثال بکر جان سفتن | الٰہی تا مضامین راست رنگ و بو ز بشگفتن

نگار لفظ را تا جان معنی در بدن باشد
نظام الملک آصف جاه محبوبِ دکن باشد

الٰہی تا بود مضمون رنگین در تهٔ فکرت | بتابد تا براوج طبع نورانی مه فکرت
عروس نظم تا پنہانست در خلوتگہ فطرت | الٰہی تا بود اقلیم معنی را شہ فکرت

زبان خسرو ما طوطی شکّر شکن باشد
کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد

بسطح ارض تا نظم ممالک است آئینے | ضوابط را بود تا در جہان ترتیب و تدوینے
نواسنجان مدحت راست تا مضمون رنگینے | زمین و آسمان را تا بود تحریک و تسکینے

الٰہی شاه معنی پرور ما در جہان باشد
زمین نظم را فکر بلندش آسمان باشد

بظلّ ایزدی طوبائے ذاتت پر ثمر بادا — ولی عہد تو برخوردار در ظلّ پدر بادا
بزیر سایہ ات نخل مرادش باروَر بادا — زابر قدرتت سیرابیش از آب زر بادا

زمژگان آب و جاروبے کشم بر سطح ایوانت
ضیائے چشم عالم باد قندیل گلستانت

گرہ بر گوش بدخواہان نہد پیر فلک پیہم — بکوتاہی گراید رشتۂ عمر عدو ہر دم
گرہ افتد بکار بدسگالان جفا توأم — گرہ از کار یارانش کشاید خالق عالم

ولا سال گرہ بندان بود دلخواہ آصف را
ہمایون باد این جشن ہمایون شاہ آصف را
۱۳۲۳ھ

(ز) تواریخ غسل صحت

تاریخ غسل صحت مہاراجہ دگبجے سنگہ والی ریاست بلرام پور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

دگبجے سنگہ آنریبل کے سی ایس آئی خطاب — آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد وار پاش
چشمہا بر داشت اندر صید شیران ورکنام — شد زبون چون مردمان چشم تن سرتا بپاش
ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر — ہر یکے دست و زبان بر داشت از بہر عاش
غسل صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش — عمر عیسیٰ مژدہ گوی آمد زلبہای شفاش
قدر از دست دعا بنوشت سال عیسوی — بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش
۱۸۸۰ع

تاریخ صحت نواب اعظم الدینخان مدار المہام ریاست رام پور طبعزاد جناب داغ دہلوی

کرم گستر داغ جنرل بہادر — ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم — مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور دکن دام اقبالہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور		
رہے شاہ دکن یارب سلامت	ک	ضیا حاصل ہے جب تک مہر و مہ کو
لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت		مبارک دور صحت بادشہ کو ۱۳۰۹ھ

ایضاً ولہ

میرے حضور الٰہی جئیں ہزار برس	ل	شفا سے جن کے سکون ہر دل زمانہ کو
لکھا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان		خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو ۱۳۰۹ھ

تاریخ جشن صحت نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور بروز عید طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مژدہ اے طالبان شاہد عیش	کہ ہوئی صبح عید شام امید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا	مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو	وصل مین وصل اور دید مین دید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر	کیا ہی روح القدس نے کی تائید
ہوئی تاریخ جشن و عید بہم	جشن مین جشن اور عید مین عید ۱۲۸۱ھ

ایضاً ولہ

شرف وان مہر کو ہر یان عروج ماہ دولت ہے	عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کسے سال ہمایون ہاتھ آتا ہے امیر ایسا	مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے ۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بھوپال طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

عمر خضر نصیب میرے دستگیر کو	چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا	اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو ۱۳۱۳ھ

تاریخ غسل صحت جناب مولوی حسن الزمان محمد دام فیوضہم طبعزاد مولوی محمد ابراہیم سعد تخلص حیدرآبادی

شکر حق باز یافت بینائی	چشم حق بین شیخ پاک نہاد
سال آن فی البدیہہ تسعد گفت	چشم ما روشن و دل ما شاد ۱۳۳۶ھ

تاریخ غسل صحت حضرت اقدس و اعلیٰ حضور پر نور نظام دکن مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کل تیرے دشمنوں کی ناساز تھی طبیعت	حامی ترا خدا ہے ملک دکن کے والی
شکوے تجھے کو وہ تن ہیں اور مصلح بدن ہیں	حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لایزالی
منت منا رہے ہیں صدقے بھی آ رہے ہیں	اور مرکز دعا ہے درگاہ ذوالجلالی
خیراتیوں کی کثرت داد و دہش کی شہرت	سب کچھ تری عطا ہے وجہ فراغبالی
تیرے کرم کے صدقے تیری عطا کے قربان	جیبیں وہ بھر رہا ہے تھا جس کا ہاتھ خالی
خوشیوں کے ہیں ترانے صحت کے شادیانے	موجود جا بجا ہے رنگ خجستہ حالی
تاریخ غسل صحت لکھو ولا بعجلت	رد تیری ہر بلا ہے اے بندگانعالی ۱۳۳۶ھ

(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی

تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبعزاد جناب آقا امیر شوقی مغفور

بادشاہ جہان و شاہ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق عالم	تا جہان باد در جہان باشد ۱۰۳۷ھ

(نوٹ) اس قطعۂ تاریخ کے مصرع سوم میں کوئی اشارہ تاریخ کا نہیں ہے۔
یہ طرز متاخرین کے پاس جائز۔ ہماری رائے میں اشارہ تاریخی ضرور ہے۔

انتخاب از قصیدہ تاریخی دوازدہ شعر منشی مراد آبادی بتقریب جلوس نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد

جوہر ناطق منم مشہور از حسن بیان			وجہ اشعارم ز دل بینید کنون کو قدردان		
۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲

نیستمند از جوہر اہل دول گہ بام قدر		یاد دارم از دل عجب نکتہ ہا کو قدردان
۶۲۲ ۔ ۱۳۴۴ھ ۔ ۶۲۲		۶۲۲ ۔ ۱۳۴۴ھ ۔ ۶۲۲
دیدہ ام من در جہان دقت بلاز راہ املال		ہر کہ می دارد سند سازد باوقات جہان
۶۲۲ ۔ ۱۳۴۴ھ ۔ ۶۲۲		۶۲۲ ۔ ۱۳۴۴ھ ۔ ۶۲۲
قلبِ ورا کم شناسد از مدار جہاے نطق		درکِ عاقل میدہد از جوہر قابل نشان
۶۲۲ ۔ ۱۳۴۴ھ ۔ ۶۲۲		۶۲۲ ۔ ۱۳۴۴ھ ۔ ۶۲۲

(نوٹ) ہر ایک مصرع مین حروف معجمہ کے اعداد ۶۲۲ ہین۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۶۲۲ اور دونون کا مجموعہ ۱۲۴۴ ۔ اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

اسمین صنعت ترصیع کے ساتہ صنعت ازدواج ۔ اور مجمع الصنائع بہی ہے ۔

ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مرادآباد سے بہیجی تہی مگر اوس کے اکثر اشعار مین لفظی غلطیان بہت سی تہین اعداد پورے نہین ہوتے تہے لہذا ہم نے اون سے صرف ۳ اشعار کو منتخب کر لیا جن کے عدد صحیح تہے ۔

تاریخ جلوس مسند نشینی نواب محمد مشتاق علیخان بہادر والی ریاست رامپور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت	ل	بنا ہے غیرت فردوس مصطفےٰ آباد
جہان جہان ہر خوشی عیش انبساط سرور		زبان زبان ہے ادا نغمۂ مبارک باد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت		نفس نفس سے یہ آواز ہے کہ آئی مراد
دہن دہن سے دعاے بقاے دولت و عمر		سخن سخن مین ہر شکر و سپاس حد سے زیاد
عروج و دولت و اقبال و شان و شوکت تہے		بنا ہے عالم بالا یہ عالم ایجاد
ہوا وسادہ نشین روز جمعہ کو نواب		نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد

زہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر
قدم جما کے سنبھلتا ہے باغ مین شمشاد

۱ وہ جوش رنگ ہے ہوا ہے نیشتر بہی شہاب
جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصّاد

مثال خاطر شگفتہ ہر گل امید
بہ رنگ غنچۂ ناشگفتہ ہے لب فریاد

سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع
سب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد

مزاج اہل زمانہ مین ہے وہ یکسوئی
مریض کے بہی مرض مین نہ جمع ہون اضداد

چڑھا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
پکار اُٹھتے ہین نشئے مین ہر چہ بادا باد

قضا قضا کرے لے لیکے ہچکیان پیہم
کسی مریض کو بہولے سے بہی جو آئے یاد

شرار برق بہی دانتون مین ڈر سے اُنگا
ہوائے عدل سے ہو صرصر خزان برباد

ترے سکون طبیعت قیام دولت سے
کہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیّر اقبال سے عجب کیا ہے
پڑھے اگر خط تقدیر کور مادر زاد

ترے زمانے مین دل ہو گئے ہین آئینہ
ہوا تہا صاف سکندر کے عہد مین فولاد

گدا کو بہی وہ تحمّل ہے عہد دولت مین
جو اس زمانے مین ہو خسروی کرے فریاد

ترا اشارۂ ابرو کلید فتح امید
تری نگاہ دل آرزو ہے جان مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہین اعدا
مٹا ہے عہد مین تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہین ہم کہ حافظہ ٹہرائین
ہمیشہ تجھکو رہا دیکے بہول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
یہ داغ مدح سرا ساکن جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حسّاد

اسے خدا نے باعزاز و آبرو رکھا
مدام شاد رہا یہ بفضل ربّ عباد

امیدوار ترحّم سے ہے خواستگار کرم
نگاہ لطف رہے خلد آشیان سے بہی یاد

دعائیں دیکے یہ لکھا ہے مصرع تاریخ	ل	جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد

تاریخ فرمانفرمائی و سلطنت اعلیحضرت حضور پر نور والی دکن دام اللہ اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت	حکمران شد شاہ از احسان خلاق زمن
۱۹۴۰ سمت	۱۸۸۴ عیسوی
چار تا سالش نویسد پنجۂ کلک ولا	مملکت رانی ہمایون بادامی شاہ دکن
۱۲۹۳ فصلی	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ دربار دہلی بتقریب تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آباد بود تا بقیامت سر ہند	شاہ انگلنڈ و قیصر کشور ہند
ہاتف چو نقیب زد ندا سال جلوس	جشن دربار تاجے قیصر ہند

تاریخ مسند نشینی مہاراجۂ میسور طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور	سرور افزائے ہر پیر و جوان شد
خجستہ رسمے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد
گورنر جنرل ہند از برایش	بکرّ و فرّ شاہی میہمان شد
مہاراجہ سریر آرائے راج است	بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد
ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت	مہاراجہ بدولت حکمران شد

(ط) تواریخ فتح

تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبعزاد جناب مولانا حسامی مغفور

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ	شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

تاریخ فتح ستارہ گڈہ بصنعت مقطعہ ترتیبی طبع زاد جناب مولوی عبدالجلیل بلگرامی مغفور

چو سیوا و سنبھا و رانا بہ گیتی		ز تیغ شہنشاہ گشتند پارہ
الف ہائے این ہر سہ را تا بیکجا		نوشتیم تاریخ فتح ستارہ

ایضاً ولہ

چو محی الدین محمد شاہ غازی		ستارہ فتح فرمود از اشارہ
رقم کردم بکلک فکر بینی		کز و شد جار تاریخ آشکارہ
بود ہر مصرعش تاریخ منقوط		ہمان عاطل بہم شد در شمارہ
محمد شہ اساس فتح را کند		برآمد باطل از حصن ستارہ
۱۱۱۱ھ		۱۱۱۱ھ

(نوٹ) شعر چہارم کے دونون مصرعے حامل تاریخ ہین۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے اور انہین دونون مصرعون کے حروف معجمہ سے تاریخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجام ہے۔ اور علی ہذا دونون مصرعون کے حروف مہملہ مین بھی تاریخ ہے بصنعت اہمال۔

(ی) تواریخ وزارت

قصیدہ تاریخی وزارت نواب مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبع زاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

بحمد للہ ز افضال عزیز واہب سبحان	۱	بشد سالار والا شان باقبال عجب دیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زہے سالار کز منسوبی اسم جنریل وی	۲	مباہاتے بیک عالم کند سالاری دوران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

زگوہرباری دست عطاے با مراد وے	۳	بجوش دل شدہ گریان بسی زبی مائگی نیسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زبرق دانش عالم فروز لمعہ زیب او	۴	بگردد در حجاب ابر مہر نوردہ پنہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
مدارا کردہ با حجّاب عالی منزلت الحق	۵	بشد دارا بآن درگاہ اقصی جاہ او دربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
فدائے وجہ او جانم کہ در عزّ نشار او	۶	لآلی را حصول آب و جالی یافتہ مرجان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زبرّ او فرودہ دیگر آبے جوہر منّت	۷	زجود او گرفتہ حسن دیگر ہیکل احسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ہدایت مید ہد بس مفسدان جبر کاسب را	۸	شود در عہد او چون پیر صاحب سلسلہ زندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بگنج جود او چون لعلے از زنگ ہوا رفتہ	۹	بمال بذل او گوہر بیامد از بن دندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
جہان آزاد گشت از بند رنجی بس بعہد او	۱۰	بطوق قمریان بس سرو از برگی زند سوکن
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
درین قحط الرجال از قدر افزائی او قصداً	۱۱	بود ہر جال اہل علم با قدر گران ارزان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زجود وسے معیّن شد برات رزق عالم را	۱۲	باو گردید دیوانی باین رو در شعبان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
رمہ در ہر چراگہ میچرد چالاک بے بیمے	۱۳	دہان گرگ بر بستہ زعدل عام وی چوپان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سبو و آستان او ز دشواری حصول آید	۱۴	بپاے رفعت ایوان سرا ز جہد سے نہد کیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ریاست اللہ آبودہ بدیدہ مرگ بیمارے	۱۵	کہ در درمان وے در ماند دعوی ہمہ دانان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
کنون از طب تدبیر بسیط آن فلاطون عقل	۱۶	بپیک دارو ز صحت آمدہ بر جسم وی صد جان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
چہ دارد آبرو یابی ہوس از آتش دلہا	۱۷	بباد از خاکپاے موکب مہر کحل چار ارکان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بود زین بوم نیکو بوم چیوانخانہ ویرانی	۱۸	کہ بس این مملکت از سعی او شد جملہ آبادان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز حیرانی دیدہ او دہد پشتی بدیوارے	۱۹	بہ پیش لمعہ نور روے او آئینہ حیران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بنزد عقل او سہل آمدہ دشوار از ہر فن	۲۰	بہ پیش طبع او از علم ہر مشکل بود آسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
سر اعدا بپاے وے بہر سو می فتد چون گوی	۲۱	میان جنگ آن شمشیر وے گویا زند چوگان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بر ایوان بلند وے کہ بعد لاتناہی شد	۲۲	ز اہل حکمت الحق نا مسلم سلمی برہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
عجب نبود اگر مستغنی ہم از دولت بروزگلہ	۲۳	جہانے آمدہ بر خوان جود وی کنون مہمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
الٰہی تا بود ساکن چو مرکز این زمین یکرہ	۲۴	بگرد او بود مانند پرکار آن فلک گردان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سکون این ریاست از وجود او ہمیشہ باد	۲۵	بیاد ا دولت وجاہ ابد در گردوی قربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

(نوٹ) استادی معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرماے ہین اور شعر (۱۹) مین لفظ آیئنہ مین یاے اوّل کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱) لیا ہے - ہماری راے مین یہ تسامح ہے - اور خلاف قاعدہ -

تاریخ وزارت ایضاً طبعزاد جناب معنی مغفور حیدر آبادی

صد شکر ز تائید عمیم یزدان	دیوان دکن چو گشتہ سالارزمان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
زان سال نکو چنین نوشتہ معنی	سالار زمان بگشت نیکو دیوان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول مین حضرت معنی نے لفظ تائید مین ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے - یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے -

ولہ

چون بآن نواب والا منزلت سالارجنگ	طرفہ دیوانی نصیب از لطف رحمانی بشد
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
معنی از سال جلوس انبساط او نگاشت	جلوۂ سالار کل بر صدر دیوانی بشد
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

ولہ

ہزار شکر کہ سالارجنگ نیک مآل	چو شد وزیر بے انباز از مکارم شان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

نمودہ فکر باین سال میمنت معنی	نوشت قاعدہ از منطق محیط جہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چہ از خطاب کلام عرب و نطق عجم	چہ از محاورۂ ترک و کرج و جملہ زبان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بگوے ہر چہ بخواہی ز حرف ہائے جمل	شمار کن عدد لاحقش و بعد از آن
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
میان دہ بزن و ہشت ہم در آن اوّل	شدہ چو جمع بتقسیم پنج نہ ہمگان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بہ پنجگانہ چو کل منقسم تمام نشد	ببین کہ چیست باقی عدد بفاش عیان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
دگر بچار صد و بست و سہ بزن ز عمل	کہ تا عیان بشود سال او ز قصد نہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

(نوٹ) واجب الاحترام مورّخ نے اس قطعۂ تاریخ میں بھی کاف کے عدد ۲۰ محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ یا تو تسامح ہے یا مذہب دوم کی پیروی۔

واضح ہو کہ اس تاریخ میں صنعت ترصیع کے سوا عامۃ الورود سے بھی کام لیا گیا ہے۔

تاریخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ از جناب ناسخ مرحوم

تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر		شد اسکندر و وزیرا رسطاطالیس ۱۲۳۴

تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبع زاد جناب داغ دہلوی مغفور

	اعظم الدین خان بہادر کو	ہے	جاہ و منصب ملا آسانی	

یہ مدار المہام عالی جاہ	مستقل ہے بحکم سلطانی
کیوں نہ ہوتا یہ فوج کا جنرل	ہے شجاعت میں رستم ثانی
عدل و انصاف و داد و فیض و کرم	عہد دولت میں با فراوانی
داغ آشفتہ ہو گیا مجبور	ہے یہ آزار دشمن جانی
تن ہے آلودہ ہزار امراض	دل ہے مجموعۂ پریشانی
مانگتا ہے دعائیں صحت کی	پہلو پہ ہو لو بفضل ربانی
اپنے جرنیل کو دیا عہدہ	ہے یہ نواب کی ہنر دانی
اس نیابت کی یہ کہی تاریخ	آصف اعظم جہانبانی ۱۳۰۳ھ

تاریخ وزارت نواب سر آسمانجاہ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبع زاد جناب داغ دہلوی مغفور

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن	پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہیں لائق وصف و ثنا	بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن	شاہ عالم گیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد	اس سے ہے جان آرام میں ہر اس سے دل راحت پذیر
یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ ابہت	مالک اقبال روشن صاحب رائے منیر
یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریائے نوال	کیوں رہے ملک دکن میں نام کو بھی اب فقیر
داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھ	مہر و ماہ آسمان نور ہیں شاہ و وزیر ۱۳۰۵ھ

ایضاً ولہ

ملا آج نواب کو خاص خلعت	ہوئی دھوم سے دھوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی	وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبعزاد جناب طاہر ناظمی

وزیر داد ور مختار دوران	بہ گیتی تا ابد باشد باقبال
۱۹۴۰ سمت	۱۲۹۳ ف
چنان خامہ مبارک سنہ نوشتہ	جوان بختی جوانی پیچوان سال
۱۸۸۴ ع	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ وزارت نواب عماد السلطنتہ سر سالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ طبعزاد مؤلف

رفیق باوفا کو شہ نے تشریف وزارت دی	ہوئی حاصل بلندی پایۂ عزّو تفاخر کو
دلا جوش مسرت میں پئے تاریخ بول اوٹھا	کہ دیوانی ملی لائق علی خان بہادر کو

تاریخ وزارت نواب سر وقار الامرا مغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون مہر کرم خلعت دستوری خود را	بخشید بہ بالا سے سہ بیج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمد او	زیبد بوقار الامرا لبس وزارت

تاریخ وزارت مہاراجہ یمین السلطنتہ سر کشن پرشاد بہادر شاد تخلص وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف

پیشکار دکن کشن پرشاد	شد وزیر حضور شاہ دکن
ای دلا سال سرفرازی اوست	دل ما شاد چشم ما روشن

(ک) تواریخ خطابات

تاریخ خطاب میجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

قدر دان سے قیصر ہندوستان	کر دیا میجر زراہ معدلت
ہو مبارک یہ خطاب میجری	تجھکو اے نواب والا منزلت
اے بہادر پاک دل پاکیزہ خوی	مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت

قدردان تیرا رہے شاہ دکن ل شاہ کیسا شاہ فخر سلطنت
مصرع تاریخ لکھا داغ نے میجر افسر جنگ عالی منزلت ۱۳۰۵

تاریخ خطاب بہ معتمد صرف خاص حضور نظام طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اک خطاب آصف نواز الدولہ آج شاہ نے بخشا نہایت انتخاب
دوسرا آصف نواز الملک ہے ل جس کی قدر و منزلت ہے بیحساب
ان خطابوں کے تھے شایان آپ ہی سیّد والا حسب عالی جناب
داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی معتمد صاحب ہوئے زیبا خطاب ۱۳۰۸ھ

(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے میں ایک یا محسوب فرمائی ہے ۔

تاریخ خطاب شمس العلمائی بہ مؤلف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی صبغۃ اللہ مدراسی رافت تخلص

نواب فلک جناب شمس العلما سب ذرے ہیں آفتاب شمس العلما
رافت لکھی ہے میں نے اسکی تاریخ اعلے ہے یہ خطاب شمس العلما ۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدرآبادی دانش تخلص

گردید عزیز جنگ والا ایدون شمس العلما بفضل رب بیچون
دانش برخواند مصرع سال خطاب شمس العلما عزیز جنگ ..... کنون ۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقدار حیدرآباد (اثر) تخلص

شمس العلما خطاب داده بولا شاہ طرب‌ش دارد دارِ ہُش با یوسف مصیر با منزد مجد علا
در مصرعہ ستنزاد فصلی سنہ اش بنوشت اثر نواب عزیز جنگ شمس العلما ۱۳ فصلی یوسف طبش

تاریخ سرفرازی خطاب کے سی آئی ای بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

افسر فوج دکن آج ہیں کے سی آئی ای جن کے اعزاز سے مسرور ہے سارا لشکر

کہدیا مین نے ولا مصرع تاریخ خطاب	افسر الملک کو قیصر نے کیا کیوان سر

ایضاً ولہ

افسر الملک کو بخشش نے دیا سر کا خطاب	یا الٰہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو
سپئے تاریخ یہ کہتے ہین ولا رتبہ شناس	افسر الملک بنے زینت ہو خطاب سر کو

(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی بجاے پدر طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طالب علی امی قدر ولی بود بحق	بر جاے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست	حق بر مرکز قرار بنمود بحق

تاریخ تقرر نواب وقار الملک وقار الدولہ انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین خان بہادر طبعزاد مؤلف کتاب

باحسن البشارة العظيمة	البشر الفريق كان لمشتاق
وقار الملك صار معتمد	بكالج نفستم منه احقاق
ولم يكن سواه مستحقه	فعند ذاك نطقن آفاق
فاحسن تلافيا لما فات	اتى لنا بحسن البدل رزاق
سمعت عامه من الولا كذا	بالصلح المقام قام مشتاق ۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

بہر کالج معتمد گردید مرد با وقار	آن وقار الدولہ با افتخار الملک شد
سال تاریخش ولا بر صفحہ گیتی نوشت	جانشین جائز محسن وقار الملک شد ۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

وقار الملک سے دنیا مین ناواقف نہین کوئی	فقیرانہ روش رکھتے ہین آگاہ حقائق ہین

پسند انکو ہمیشہ سے رہی ہے سب کی پابندی
جفاکش ہین بڑی محتاط ہین چھوٹن فائق ہین

لیاقت قابلیت تجربہ ہے انکا لاثانی
غرض ہر طرح سے مشتاق ممدوح خلائق ہین

کرینگے وہ بہت کچھہ آنریری معتمد ہوکر
سنا ہے قوم کی خدمت کر وہ پہلے سے شائق ہین

بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی
وقار الملک حق جو یا ایسی خدمت کرلائق ہین
۱۳۲۵ھ

(م) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے
حقّا نازل یہ آیۂ رحمت ہے
۱۲۸۶ھ ۱۲۸۶ھ

ذیحجہ مین ہے نزول اوّل ای قدر
جب تو حج اکبر مین نہین حجّت ہے
۱۲۸۶ھ ۱۲۸۶ھ

تاریخ مراجعت اعلیحضرت حضور پرنور دام اللہ اقبالہم از ہنکنڈہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئے زیب بلدہ جو شاہِ دکن
ملا دیدہ و دل کو نور و سرور

کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ
ہنکنڈہ سے آگئے اب حضور
۱۳۰۳ھ

تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم از کلکتہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ہنیاً ہنیاً لکل البرایا
کہ از مقدم شہ دکن شد منوّر

ولا سال تاریخ او عرضہ دارد
ز کلکتہ آمد شہ بندہ پرور
۱۳۰۱ھ

خمسۂ تاریخی متعلق بہ خیر مقدم پرنس آف ویلس بحیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ای نگین خاتم و کشور یا خوش آمدی
ای جلا افزای تخت اندیا خوش آمدی

ای در رخشندہ بحر عطا خوش آمدی
ای سہیل آسمان اعتلا خوش آمدی

ای فروغ مطلع سنکر یسا خوش آمدی

ای ارسطوی زمان لقمان وافلاطون شیم — وی تہمتن تن نریمان نیرد و گشتاسپ دم
ای سکندر بخت و دارا منزلت جمشید حِیم — وی مظفر فر سلیمان تخت وافریدون حشم

ای ہما کلیلت پر و بال ہما خوش آمدی

دیدۂ گیتی بخیر مقدمت چشم رہ است — گرد راہت سرمہ بخش چشم ہر شاہنشہ است
غلغل قطع رہت از پشت ماہی تا مہ است — خانۂ دلہای یک عالم ترا منزل گہ است

ای تسلی بخش ہر شاہ و گدا خوش آمدی

در چمن با صد زبان سوسن ثنایت گفتہ است — شبنم اندر رشتۂ جان دُرِّ مدحت سفتہ است
در نقاب برگ گل مضمونِ نو بنہفتہ است — غنچۂ دل در ہوایت ہمچو گل بشگفتہ است

در بہار دولت ای بادِ صبا خوش آمدی

ای بہندستان ورودت چون صبا اندر چمن — نکہت فیضت چو بوی نافۂ مشکِ ختن
تا قدم بنہادۂ بر تارکِ ملک دکن — تا چراغ افروختی در خانۂ چشم زمن

از در و دیوار می آید صدا خوش آمدی

سایہ پروردانِ تو ظلِّ الٰہت گفتہ اند — آستان بوسانِ تو گردون پناہت گفتہ اند
حکمرانان خسروِ اقلیم جاہت گفتہ اند — دوربینانِ جہان نورِ نگاہت گفتہ اند

ای فروغ دیدۂ اہل صفا خوش آمدی

از شہنشاہانِ پیشین گوی سبقت بردۂ — از حکیمانِ سلف حکمت بدست آوردۂ
بر طریقِ حاتم طائی قدم افشردۂ — تا بہندوستان زنخل جودِ خود بر خوردۂ

ای چمن آرای گلزار سخا خوش آمدی

شیر با آہو خورد از چشمۂ عدل تو آب
پشّہ از پیل دمان ہرگز نہ میگیرد حساب
باز و شاہین از شکار کبک دارد اجتناب
جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب
ای توانائی دہِ ہر بینوا خوش آمدی

چشم عالم طالب روے پر انوار تو بود
دیدۂ اہل دکن مشتاق دیدارِ تو بود
در دلم سوداے جنس قدر بازار تو بود
ای مہِ کنعان دلِ مسکین خریدار تو بود
ای متاع نیک لعل بے بہا خوش آمدی

بینوایان چشم بر دست گہربارِ تو اند
جان نثاران دکن جانباز سرکارِ تو اند
حکمرانان جہان با جان و دل یارِ تو اند
خسروان دہر سر تا سر وفادارِ تو اند
ای نگہدارِ دلِ اہلِ وفا خوش آمدی

با تو ہر رائل پرنس در دکن مہمانِ ماست
جلوہ افروزیش رونق بخش ہندستانِ ماست
از قدومِ او بہار تازہ در بستانِ ماست
نغمہ سنج بارگاہش عندلیبِ جانِ ماست
مرحبا ای بانوِ گلگون قبا خوش آمدی

یا الٰہی خسروِ ما در جہان پاینده باد
قیصر ہندوستان بر فرقِ عالم زندہ باد
آفتاب خاندانش دائما رخشندہ باد
مہر ذاتش بر سپہر دولتش تابندہ باد
ای ولیِّ عہد در وقتِ دعا خوش آمدی

خدمتِ ہندوستانت را بجا آوردہ ام
تازہ تالیفاتِ خود اینجا آوردہ ام
من بدرگاہِ عظمت التجا آوردہ ام
عمر و اقبال ترا دستِ دعا آوردہ ام
ای پذیراے مقالِ مدعا خوش آمدی

بر عذارِ نازکِ مہتاب عکسِ خالِ تست
در دلِ آئینۂ مہرِ فلک تمثالِ تست

مطلع ہفت آسمان ششخانۂ اقبال تست		خمسۂ فکرِ ولا رونق پذیرِ سال تست
ای مورخ شہنشاہی بیا خوش آمدی		

(ن) تواریخ شکار

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

میر محبوب علیخان خسروِ آفاق کو	✓	بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی		کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصف جاہ نے

ایضاً ولہ

ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار	✓	داغ کی تم زبان سے سن لو
کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ		شاہِ آصف نے شیر مارے دو

ایضاً ولہ

سلطان دکن رستم دوران و دلیر	✓	ایسا ہے زبر دست کرے شیر کو زیر
لکھا سرِ آغاز سے یہ داغ نے سال		بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر

(س) تواریخ تالیف و تصنیف کتب وغیرہ

تاریخ اجراے اخبار شعلۂ طور کانپور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

غش ہیں بشر بیان پہ ہی ارنی زبان پہ		شعلہ طور کانپور نور فشان ہے ورد ور
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو		سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کانپور

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کلام کشفی جادو کلام را نازم		بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد		تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

یکے بیاض سطور و دگر سواد خطش — چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش — ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
نوشت قدر پے طبع مصرع تاریخ — کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
١٢٦٨ھ

تاریخ کتاب مفتاح الہند مؤلفہ غلام محمد خان واصل طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب — نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد — صد قفل دل کشاد مفتاح الہند
١٢٨٢ھ

(نوٹ) وزن رباعی مین پہلا مصرع بدون التزام ردیف و قافیہ مکروہ ہے۔ (مؤلف)

تاریخ مثنوی لوح محفوظ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چھوٹے ماموں مرے فیروز علی — فکر سے کر گئے امداد قلم
شعر لکھنے کو لگا یا جو شگاف — کھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صلّ علیٰ — اس قلمرو مین ملی داد قلم
کیا حدیثوں کو بنایا تصویر — حبّذا صنعت بہزاد قلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت — دیکھئے زور خداداد قلم
نغمۂ بلبل معنی سے معنےٰ — لفظ ہین قمری شمشاد قلم
نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب — جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کرکے انہین سر دُھنتا ہے — یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم
جم گیا سال کا نقشہ اے قدر — لوح محفوظ ہے ایجاد قلم
١٢٨٢ھ

تاریخ آغاز مخزن الاخبار طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن — لوٹنے کا ذرّ غلطان کو بہانہ مل گیا

سال سے ہوا وج نجم مشتری وشن امیر
جس کو پرچم ملگیا سمجھا خزانہ ملگیا

تاریخ رسالہ اردوی منشی قادر علی بھوپالی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

اس رسالہ کی قدر ہو گی ضرور
رائگان جائیگی نہ یہ محنت

فال ہے نیک امیر کی تاریخ
پاے گا یہ قبول کا خلعت

تاریخ طبع دیوان اوّل نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رامپور طبعزاد ایضاً

جب اہل فہم سنتے ہین ایسے کلام کو
آتی ہے چار سمت سے آواز مرحبا

تاریخ ہے یہ خاتمۂ طبع کی امیر
دیوان شاہ ملک سخن طبع ہوچکا
۱۲۹۳ھ

تاریخ ناول تصویر مؤلفہ ریاض طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نطق تو مخصوص الشان ہی امیر
ہے اسی کا خاصہ تصویر بھی

لیکن اس ناول نے ثابت کر دیا
بولتی تصویر ہے تصویر بھی
۱۸۹۲ء

تاریخ رسالہ سلوک مؤلفہ حضرت شاہ معصوم نقشبندی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

ہدایت مین اس کے مضامین عالی
خضر ہین پئے کاروان طریقت

امیر اس کی تاریخ مین نے یہ لکھی
زہے رہبر سالکان طریقت

تاریخ دیوان نواب عبدالعزیز خان دہلوی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

یکتا ہے فصاحت مین بلاغت مین یہ دیوان
تعریف کرے اس کی یہ کیا منہ ہے دہن کا

زیبا ہے امیر اس کے لئے مصرع تاریخ
ہر صفحہ نیا آینہ ہے بزم سخن کا

تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رامپور طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

در انجمن معنی سلطان سخن آرا
شمعے عجبے افروخت از شعلہ زبانیہا

آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود مضمون
پیداست ز لمعاتش رنگ ہمہ دانیہا

از ہند با یران شد وز پارس بہند آمد — ہر ملک معطر گشت از عطر فشانیہا
در پارس ہمی بالد زین نظم زباندانی — در ہند ہمی جوشد زین بحر روانیہا
مطبوع شد و گفتم تاریخ آمیرانہ — چون ہند عجم یابد از شوخ زبانیہا

۱۳۱۲

تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نایاب نے کیا کہا ائے ہین پہول — اللہ رہے یہ باغ شاداب
تاریخ بہی ہے امیر نادر — کس حسن کی ہے یہ نظم نایاب

۱۳۱۲

تاریخ طبع کلیات میان منیر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع — لہ — ہو گئی نظم و نثر عالم گیر
داغ نے اس کی یہ کہی تاریخ — آفتاب منیر و بدر منیر

۱۲۹۶

تاریخ ناول منشی ریاض احمد خیرآبادی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا — لہ — ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض
داغ لکھد و اس کا سال عیسوی — ناول نادر ہے تالیف ریاض

۱۸۸۹ع

تاریخ اشاعت اخبار ہزار داستان طبعزاد جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی مغفور

در مجلس ما بیا کہ اینجا — خوش انجمنی ز داستان است
بشنو نغمات نغز اخبار — این بزم ہزار داستان است

۱۳۱۲ھ

تاریخ طبع رسالۂ معین الشعرا مؤلفۂ میر محمد علیخان طبعزاد جناب مولوی محمد یحیی عالم و فاضل قاصد تخلص نایطی حیدرآبادی

آپ نے حضرت ناظم اکثر — قاعدے جمع کئے بے تخفیف
عام لوگون کی سہولت کے لئے — آپ نے اس کی اوٹہائی تکلیف

جب ہوئی ختم کہا قاصد نے — ہے معین الشعرا یہ تالیف
سنہ ۱۳۰۳

تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلفۂ میرزا کمال الدین سنجر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چہ سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال — درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ
فلک نیافتہ چون دستبروی صفحۂ دہر — اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ
ببین بہ نسخۂ قانون رقم نمود کہ او — میان خلق عدیم المثال گردیدہ
بدین صراحت و خوبی و اختصار بیان — وجود نسخۂ دیگر محال گردیدہ
دلآرائے ماسنۂ طبع او نمودہ رقم — پسند خاطر اہل کمال گردیدہ
۱۲۹۶ ہجری

ریویو تاریخی بر کتاب صحیفۂ زرین مرتبۂ راے پراگ نارائن بہار گو طبعزاد مؤلف این کتاب

نولکشور کہ مرد خجستہ طالع بود — خجستہ شد بدل خلق نقش بر حجر است
بہار باغ وجودش پراگ نارائن — خوشا بہار کز و نخل علم پر ثمر است
ضیاے چشم مروت امیر روشن راے — حدیقۂ چمنستان دانش و ہنر است
روان طبع سخن مالک اودہ اخبار — شہ قلمرو انشا لئیق نامور است
بہ راے صاحب خود گرچہ آن تفوق داشت — دلے بعقل جوان گویم این بہ از پدر است
پدر اگر نتواند پسر تمام کند — مقولۂ عجمی حسب حال این پسر است
ببین صحیفۂ زرین ز حسن تالیفش — کہ در تسلسل احوال رشتۂ گہر است
صحیفۂ بمثل یادگار دربار است — بنام نامے قیصر چہ مایہ مفتخر است
صحیفۂ کہ مشاہیر ہند را تاریخ — صحیفۂ کہ جلا بخش معنی سیر است
زہے وضاحت مضمون باختصار بیان — عجوبہ ایست کہ دریا مگر بکوزہ در است
سواد بخشش معانی بود سواد خطش — بیاض بین سطورش تجلی نظر است

پسند خاطر اہل کمال چون نہ شود ‫ ‫ کہ از کمال مؤلف زمانہ باخبر است
ہنروران جہان قدر و قیمتش دانند ‫ ‫ کہ کوہ نور باکلیل فرق تاجور است
ہمای اوج سعادت بدام او افتد ‫ ‫ اگر توجہ شہ را بجانبش گزر است
بعید نیست کہ قیصر کند برو نظرے ‫ ‫ کہ این خزینہ ازان بارگہ قریب تر است
طلا کند مس بے مایہ را نگاہ کرم ‫ ‫ شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک در است
مؤلفش ہمہ تن درخور خطاب پدر ‫ ‫ کہ یک اشارہ سلطان وسیلۃ الظفر است
سزد کہ نائب قیصر شود محرک او ‫ ‫ بعندلیب چمن احتیاج بال و پر است
ز دست من نرسد ہیچ جز بصدق دعا ‫ ‫ کہ ارمغان سخن گو سہ حرف مختصر است
ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ ‫ ‫ نشان ہستی نام آوران ز آب زر است

۳ ۱۹۱۶ع

قطعۂ تاریخ آغاز پیسہ اخبار روزانہ طبعزاد مؤلف این کتاب

بجان و دل ستایم مولوی محبوب عالم را ‫ ‫ بزور بازوش بنیاد این اخبار محکم شد
بحمد اللہ کہ حسن صورت اخبار روزانہ ‫ ‫ جلا افزای چشم قدردانان مکرم شد
طراز معنیش تسکین دہ دلہاست عالم را ‫ ‫ سواد خط بیاض کاغذش حسن مجسم شد
قلم بشکست در دست خرد مضمون نگاریہا ‫ ‫ گروہ خردہ گیران را سواد دیدہ پرنم شد
چہ تصویریکہ از خال و خطش بر صفحۂ گیتی ‫ ‫ تجلاّے نگار صورت معنی مسلّم شد
زروز افزونی قدرش ہمین یک نکتہ تصدیقے ‫ ‫ کہ نقد قیمت سالانہ از وہم و گمان کم شد
زبان معترض اندر دہن کیفیتے دارد ‫ ‫ بتحریک نہان پہلونشین حرف مدغم شد
پئے سالش ہمی گوید ولا برجستہ تشبیہے ‫ ‫ کہ حسن شاہد رنگین بیان محبوب عالم شد

۱۳۴۲ھ

تاریخ تالیف کتاب حیوٰۃ الحکام مؤلفہ مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

شکر خدا راست که تالیف من	یافت بآوان نکو اختتام
بندهٔ دیرینه نمک خوار او	پیش کشیدش بحضور نظام
مایهٔ نازست که حسن قبول	نامورم ساخته در خاص و عام
خسرو ما بر فلک مملکت	نیّر اقبال تو تا بد مدام
تا ابد بر سر ما زنده باش	با همه اقبال و همه احتشام
بر ورق دهر بود دفترت	از قلمت ملک تو گیرد نظام
ساقی تقدیر تو بزم ترا	بادهٔ امّید بریزد بجام
فکر بلند تو شود اوج سای	طائر اقبال در افتد بدام
کام روا باد ولی عهد تو	آصف ما باد الٰهی بکام
بلبل فکرست نوا سنج سال	نسخهٔ نایاب حیوة الکرام ۱۳۲۳

تاریخ تالیف کتاب عطیات سلطانی مؤلفهٔ مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نوشتم درین نامه مضمون خاصے	گر از لطف عام ملوک است قسمے
چه قسم آن که منعم کند مفلسے را	در آیینهٔ دل به بندد طلسمے
طلسمے که آبے دهد از سرابے	چو جان آتشے بر کن از خاک جسمے
چه جسم آنکه یک لفظ و صد معنی او	عطیّات سلطانیش کردم اسمے ۱۳۲۵ھ

(ع) تواریخ تعمیر و تیاری عمارات و چاه ها و باغ ها و حوضها

تاریخ تیاری باغ فرح بخش طبعزاد نعمت خان عالی

در باغ فرح بخش گزر کن شاہا	بر حسن گل و سبزه نظر کن شاہا
نعمت خان را برای سال تاریخ ۱۲۱۱	از باغ فرح بخش ۲۱۹۳ بدر کن شاہا

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہیں جس میں سے اعداد نعمت خان (۱۲۱۱) کا تخرجہ کیا جائے تو ۹۸۲ھ حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ تعمیر مسجد غضنفر خان در شہر گنجی طبعزاد جناب ناصر علی سرہندی مغفور

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ — مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او علی سے گوید — اینک شدہ حسن مطلع میتاہ
۱۱۰۵ھ

تاریخ تعمیر پل رود موسے واقع حیدرآباد طبعزاد متعنی مغفور

بعہد افضل الدولہ بہادر — نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور — بود خورشید اقبالش درخشان
بکو دیوان او مختار ملک است — کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر — سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
بحسن رائے مسٹر میارسٹ این پل — بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے — ز متعنی مصرع تاریخ برخوان
۱۲۷۶ھ

تاریخ بنائے چاہ در بلگرام طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چو ساخت چاہ میر رہ محمد اسمٰعیل — مثال زمزم از و آب کرد طغیانی
پئے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش — بنا نمودہ میر راہ زمزم ثانی
۱۲۷۹ھ

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ تیار شد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طراز خانۂ دین سیّدی وزیر حسین — چو جدّ خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر — بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنائے سال ز معمار فکر قدر آمد — شد از جماعت اسلام قائم این جامع
۱۲۸۴ھ

تاریخ تعمیر مسجد آغا علی خان لکھنوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے	عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد
کہی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین	حرم کی ہمسر بیشک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد
	۱۲۷۹ ہجری

تاریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے	بجد و جہد کل اٹھارہ سو سرسٹھہ نو مبر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
قوی ڈالی بنائے خیر خود کیننگ کالج کی	مگر سد سکندر جس طرح وقت سکندر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج	زمان عدل وزیر و نٹ سر جارج کو پر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
جو باتمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لائق	ملک پہلو نشین ہین اس و اق عرش پیکر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف و قف	ہزیر بیار شجاعت دے کہیے سنگہ اسم ذوقر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کے سی اس آئی	کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمّت	یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح گلّر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
یہ عثمان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق مین	کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و فر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع

ہے زیبا پایہ ازبس اوج شنکر بخش راناکا
۱۸۶۷ع
ہیں وہ ایس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر میں
۱۸۶۷ع

ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
۱۸۶۷ع
ہیں سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر میں
۱۸۶۷ع

ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل ہیوش اسمین
۱۸۶۷ع
دل فزا ہے صفائی خوب بہر دیوار و در میں
۱۸۶۷ع

ہیں لقمان خرد ولمور صاحب نامی انجنیر
۱۸۶۷ع
لکھی تہی قطع صنعت انکی کالج کے مقدر میں
۱۸۶۷ع

نکوخرام جی ہوائٹ حسام اس اسمین و ہر میں
۱۸۶۷ع
سراپا فرد ہے کینگ کالج ہفت کشور میں
۱۸۶۷ع

سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج
۱۸۶۷ع
ہیں جب تک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر میں
۱۸۶۷ع

مکمل نظم وہ لکھی ہے قدر بلگرامی نے
۱۸۶۷ع
ہیں سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع تر میں
۱۸۶۷ع

تاریخ تعمیر دولت سراے حاجی بادشاہ سفیر ترکی بمقام مدراس طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

گرامی منزل و فرخ مکانے
کہ قصر آسمان شد پیش او پست
بیان واقعی شد سال تعمیر
ہمایون قصر حاجی بادشاہ است
۱۲۹۸

تاریخ تعمیر دولت سرای نواب عماد جنگ مرحوم میر مجلس مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

مہ برج امارت میر مجلس
کہ عالی پایہ خیلے ہوشمند است
سخن سنجے کہ طول باع فکرش
فراز بام معنی را کمند است

بنا فرمود نورانی بناسے — کہ چون بانی بعالم سربلند است
ولا تاریخ تعمیرش چہ خوش گفت — تعالی الله مکان دلپسند است
۱۲۹۹

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ بہادر ناظم دفتر ملکی حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

اینکہ از احسان جسن عمارت گرفت — خانۂ رب العباد سجدہ گہ مسلمین
۱۹۸۰ سمت — ۱۲۹۳ فصلی
کلک سر وش ولا سال بنایش نوشت — معبد قدسی مقام مسجد اقصی است این
۱۸۸۳ عیسوی — ۱۳۰۱ ہجری

تاریخ تعمیر الگن محل در ریاست نابھا طبعزاد مؤلف این کتاب

ہمایون راجہ بھگوان سنگہ ذی مراتب نے — بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابھا مین
ہوئی تکمیل اس کی راجہ ہیرا سنگہ یکتا سے — چو لعل بے بہا ہین معدن کہسار نابھا مین
یہ راجہ راجگان ہند کے ہین اور مہاراجہ — شجیع نامور ہین لشکر جرار نابھا مین
اسیمین نائب قیصر کی مہمانی کا سامان تھا — اسی سے نام پایا یہ مکان امصار نابھا مین
بڑہا دی آبرو فیض قدم سے لارڈ ایلجن نے — اسی سے آبرو ہے گوہر شہوار نابھا مین
انہین کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا — بشکل ماہ تابان گنبد دوار نابھا مین
ولا نے عرض کی تاریخ سمت بر محل اسکی — بنا الگن محل پر فیض سرکار نابھا مین
۱۹۵۵ سمت

تاریخ تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدرآباد دکن جسکا صرفہ تہ صرف خاص شاہی سے ہوا طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

مسجد صرف خاص سلطانی — تن سلطان پورہ را جان است
راست سے گو بیش علو منار — قامت سرو در گلستان است
سد اسکندریست دیوارش — فاصل حد کفر و ایمان است

چهره اش را کمان چو قوس قزح — خم طاق ابروی حسینان است
رکن ایمان بود ستون بلند — سقف عالیشش ظلّ سبحان است
زینۂ منبرش تعالے الله — ارتفاعش عروج ایمان است
بارک الله پر فضا صحنش — در فراخی دل کریمان است
نهر او سلسبیل باغ جنان — آبرو بخشش بحر عمّان است
صفّ آویزۂ قنادیلش — سلک سیّارهاے تابان است
فرش گلرنگ جا نمازی او — پردۂ چشم عندلیبان است
حافظ اوست اوستادِ ازل — مکتبش درس گاه قرآن است
سال تعمیر از سروش ولا — مسجد صرف خاص سلطان است
۱۳۱۸

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودۂ شیخ میران در قصبۂ راماریڈی پیٹہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میران الشیخ بنی المسجد — الصلوٰة العبد الاوّاه
فیقول ولا التّاریخ له — اعلم ہذا بیت الله
۱۳۲۵

(ف) تاریخ سزا

تاریخ حکم میل کشیدن بچشم شاہزادہ شہریار طبعزاد وش

ز نرگس گلاب ارچه نتوان کشید — کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من — بگو کور شد دیدۂ آفتاب

(ص) تاریخ فراغ حج

تاریخ فراغ از حج بیت الله شریف طبعزاد جناب شیرین سخن خان راقم مغفور

چو فارغ گشتم از حج و زیارت — بلطف دستگیر شفقت افزا

دعایش خواستم درضمن تاریخ — جزاہ اللہ فی الدارین خیرا
۱۲۷۹

(ق) تاریخ رہائی

تاریخ رہائی میر مہدی علی بلگرامی از قید فرنگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

سید عالی نسب والاحسب مہدی علی — فرش راہ آل احمد خاک پائے بوتراب
پھر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید فرنگ — تین سال آخر یونہیں نازل رہا اوپر عذاب
قید خانہ برج عقرب تہا تو وہ اوسمین قمر — اُف رے گردش ہر کہین ایسی نحوست کا جواب
قید خانہ اِک گہن تہا اوسمین وہ خورشید تہے — اف رے ایذا ہیر اہل عالم سب تہے با چشم پر آب
انکہہ مین آنسو وعالب پر دلونمین داغ ودرد — دفعتہً یون ہوگئین سب کی دعائین مستجاب
قید سے اوس یوسف ثانی کا چہٹکارا ہوا — آیا پہر آیا زلیخا سے مسرت پر شباب
پہر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جہمگہٹے — پہر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ ورباب
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد — چپ رہو اے قدر ہے یہ داستان گونگے کا خواب
کوکب تاریخ چمکا دوسماے فکر پر — ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب
۱۲۸۰

(ر) تواریخ وفات

تاریخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبعزاد عبد الغفور خان نساخ

بریدا بن ملجم چو فرق ولی — عیان گشت تاریخ فوت علی
بے سید تہی

(نوٹ) اگر فرق ولی (و) کو گرا دین تو سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہین جو سال شہادت ہے۔

تاریخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبعزاد مولانا روم علیہ الرحمۃ

سن چہ گویم کربلا را واقعات	آہ بیرون آمدہ از اسم ذات

(نوٹ) اسم ذات سے لفظ اللہ مراد ہے جس کے عدد مورخ نے ۶۷ لئے ہیں اور پھر انہیں سے اعداد لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخرجہ کیا ہے۔

واضح ہو کہ اللہ میں الف ثانی از روے رسم الخط فرقانی کہڑا زبر ہے نہ الف اور کہڑے زبر کا عدد جمل بقاعدۂ جمل محسوب نہیں ہوتا۔

اہل جمل کے پاس اللہ کے عدد (۶۶) معین ہیں (ع) اللہ بود یک الف وہاو دو لام ۶۶ پس مولانا سے حساب اعداد میں تسامح ہوا ہے۔

تاریخ وفات شیر شاہ طبعزاد یکے از متاخرین

شیر شاہے کہ از صلابت او	شیر و بز آب را بہم مے خورد
چون برفت از فنا بدار البقا	سال تاریخ او ز آتش مرد ۹۵۲

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبعزاد یکے از متاخرین

ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل	کہ فیض خاص او بر عام افتاد
بنائے دولتش چون یافت رفعت	اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہانتاب از بلندی	بناپایان ور بنا ز شام افتاد
جہان تاریک شد و چشم مردم	خلل در کار خاص و عام افتاد
قضا از بہر تاریخش رقم زد	ہمایون بادشاہ از بام افتاد ۹۶۳

تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبعزاد غنی کاشمیری

گفت تاریخ وفات او غنی	طور معنی بود روشن از کلیم ۱۰۶۱

تاریخ وفات مولانا سید نوح طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

عمدة العصر سیدی نوح ذاته نخبة البریات
قال آزاد عام رحلته ان للمتقین جنات
۱۱۶۵ ہجری

تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب تخلص طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

نواب عدل گستر عالی جناب رفت فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت
۱۱۶۴

تاریخ شہادت بزرگے طبعزاد جناب شمس الدین مظہر جانجان رحمۃ اللہ علیہ

آن قبلۂ ارباب تقی عاش حمیدا (۱۱۱۳) وان قدوۂ ارباب صفا مات شہیدا (۱۱۹۵)
مجموعۂ ہر دو صفت سال وفاتش ۱۱۹۵ مظہر رضی اللہ لقد کان سعیدا

تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبعزاد جناب راقم مدراسی مغفور

فرمود رحلت چون والی مصر زین دار فانی اے وا دریغا
تاریخ فوتش گفتا سروشم شد سوے جنت عباس پاشا
۱۲۷۰

تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب ویلور قدس سرہ طبعزاد جناب افضل مدراسی مغفور

شیخ دوران ز دار فانی شد در بقیع مدینہ سوے جنان
گفت تاریخش افضل مہجور رفت ہیہات محی دین ز جہان
۱۲۸۹ ہجری

تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو طبعزاد جناب ناسخ مرحوم

گشت تاریخ مصرع استاد آہ کیسا آرزو کہ خاک شدہ
۱۲۴۳

تاریخ رحلت نواب میر جعفر علیخان طبعزاد جناب غالب دہلوی مغفور

گردید نہان مہر جہانتاب دریغ شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ
این واقعہ را ز روے زاری غالب تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ
۱۲۸۰

تاریخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی طبعزاد جناب باقر آگاہ نائطی مغفور	
مقتدای شریعت غرّا	شد بدرگاہ قاضی الحاجات
گفت آگاہ غم رسیدۂ او	رضی اللہ عنہ سال وفات ۱۲۰۱

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نوراللہ مرقدہ طبعزاد جناب ذکای مغفور	
اے طبیب جانستان نادر علی	صحت از رای تو دائم نارضا
کردۂ با افضل الدولہ چنان	کابن ملجم با علی مرتضیٰ
ماجرا بس عبرت انگیز است لیک	حاصلی نبود بذکر ماسضیٰ
درگزر کردم ازین تاریخ آنست ۶۱	چون طبیب ابلہ شود آید قضا ۱۳۴۶ ـ ۶۱ = ۱۲۸۵ھ

تاریخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعزاد جناب ذکای مغفور	
اے رونق دودمان مودود	کز عہد شباب برنخوردہ
رفتہ زجہان و رفتن او	نور نظر از قبیلہ بردہ
کلفت زدہ خاطرم سنش گفت	ہے ہے سر شام شمع مردہ ۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
وفات کردہ ز دنیای دون ہزار افسوس	رئیس نامور عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸ھ	۱۲۷۸ھ
ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو	سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸ھ	۱۲۷۸ھ

تاریخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
صدر عالم کہ بود بدر عالم	در دہر ہمی فزود قدر عالم

تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر		رحلت بجنان نمود صدر عالم ۱۲۶۹ھ

تاریخ وفات عم مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

عم من قبلہ و ملاذ من		جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنفار او بخوان اے قدر		اے قدرت علی بمرد افسوس ۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن		نور آیا یا کہ چشم کور میں
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا		آہ بدر آیا خسوف کور میں ۱۲۹۶ھ

تاریخ رحلت فرزندان راجہ گردہاری پرشاد باقی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

راجہ منشی نغز گو باقی تخلص نیک خو	ع	ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
ای فلک افسوس یوں ہو مبتلائے حادثات		اس طرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بھر میں دونوں فرزند گرامی اٹھ گئے		آفتاب خاندان وہ تہا تو یہ گہر کا چراغ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی		تنگناے دہر میں حاصل نہیں ہوتا فراغ
ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہے غمکدہ		اس جہان پرالم میں کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے		جو خدا کے بھید ہیں ملتا ہے کب انکا سراغ
داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج		آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ ۱۸۸۹ع

تاریخ رحلت سعادت میر خان طبعزاد جناب مولوی محمد یحیی عالم و فاضل قاصد تخلص ناظمی حیدرآبادی

چون فتاد از آسمان مجد آن سعد السعود		گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل
خامۂ قاصد رقم زد سال تاریخش چنین		روح ۲۱۴ رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل ۱۵۳۶

(نوٹ) سعادت میر خان زندہ دل کے اعداد ۱۵۳۶ ہیں جن میں سے روح کے

۲۱۴ عدد خارج کئے جاوین تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان عم مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود بادا
دعاے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمود بادا ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات محمد جہانگیر مہتمم انعامات حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خدایا این چه نافرجام روزیست	که از شام بلا افزون به تحذیر
زبان گر دیده با فریاد همدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جهان شکل کمان کرد	رساند از آه دل بر سینه ها تیر
ز تار ناله و فریاد عالم	مسرت را بپا افتاده زنجیر
کف افسوس می مالد پے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانه خوابے فی المثل بود	بجستم از سروش غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوانے	جہان بگذاشت بیچاره جہانگیر ۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات مشفقی مولوی نیاز احمد وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ فصلی	۱۸۸۳ عیسوی
گفت رضوانم ولا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جنان
۱۹۴۰ سمت	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بہادر رفعت یار جنگ صوبہ دار حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

جب ہوئے دنیا سے رخصت دل نے یون کہا	قصر جنت مین ہوئے ممتاز رفعت یار جنگ

کہدیا فکر ولا نے سال رحلت فی البدیہ
چلدیئے دنیا سے با اعزاز رفعت یار جنگ
۱۳۱۵ھ

مرثیہ تاریخی رحلت نواب سر سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہٰذا

آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک
آنکہ در ملک دکن بینی ز عدلش آب و رنگ

حامی خلق خدا شیرازہ بند مملکت
ماہر ہر کار عالی فہم نقاد و زرنگ

جوہر کان کرامت گوہر بحر کمال
نیّر برج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ

خوش زبان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال
آنکہ از حسن بیان آورد دلہا را بہ چنگ

ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد
داد او بیدار را بر داشت چون آئینہ زنگ

حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر
کآفتابے را نہفت از چشم عالم بے درنگ

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند اندر جہان
آسمان زد شیشہ عمر عزیزش را بہ سنگ

شد دو تا در ماتمش پشت فلک مانند قوس
زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ

تا فغان و نالہ بر خیزد ز دلہا متصل
اندرون سینہ ہا راہ نفس گردیدہ تنگ

سنبلستان جہان سر خست چون خط شہید
بسکہ بارید است چشم خلق اشک لالہ رنگ

ملک ہند از رحلتش تنہا نبا شد نالہ کش
در عزا داریست روم و شام با چین و فرنگ

اے ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان
صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ

در قضای حضرت باری نباید دخل کرد
کاندرین رہ بنگری اندیشہ ہا با پاے لنگ

ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار
فائز دار البقا گردیدہ سر سالار جنگ
۱۳۰۵ھ

ایضاً ولہ

مختار ملک دادگر کشور دکن
ظلمت سرای کون و مکان از قضا گذاشت

تا زیست کرد ہمسر خود در جہان نداشت
ہر گہ کہ مُرد نام نکو در قفا گذاشت

در روزگار هر که جفا بود پیشه اش — از هیبتش بسجیهٔ جور و جفا گزاشت
آیینه کرد ملک دکن را بنور عدل — خود از جهان گزشت و بروش جلا گزاشت
واحسرتا که بر ورق دهر کس نماند — دور زمانه همچو کسی را چو وا گزاشت
واحسرتا که فرد فرید از زمانه رفت — رفت آنچنان که عقل و دل خلق جا گزاشت
واحسرتا که همچو گلی را خزان ببرد — برد آنچنان که طاقت صبرش و لا گزاشت
باخود نبرد هیچ مگر نیکی عمل — بر روی دهر شهرهٔ جود و سخا گزاشت
رحمت بروح پاک وزیری که همچو نیست — احسان نمود و مزد عمل بر خدا گزاشت
افسرده خاطرم سنهٔ انتقال گفت — سالار جنگ وای جهان فنا گزاشت
١٣٠٠ھ

وله قطعهٔ تاریخ

راهی دار الجنان گردید زین دیر خراب	صاحب همت وزیر با خبر سالار جنگ
١٨٧٨ عیسوی	١٩٣٩ سمت
سال او گوید ولای دردمند جان نثار	سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ
١٢٩٢ فصلی	١٣٠٠ هجری

مرثیهٔ تاریخی رحلت خیر النسا بیگم محل خاص نواب غلام غوث خان بهادر رئیس کرناٹک طبعزاد مؤلف کتاب هذا

حیف از جهان که مالک دیرینهٔ وطن — زین خاکدان گذشت و بملک بقا رسید
حیف ای فلک که بیگم خاص امیر هند — رخت سفر ببست و بدار الجزا رسید
فریاد از آن زمان که نشانی نماند ازو — در ساعتیکه نعرهٔ واحسرتا رسید
واحسرتا که در چمنستان زندگی — در موسم نسیم چه باد فنا رسید
گوییم مگر که ما در گیتی خبر نداشت — زین صدمه که آه ز دستش بما رسید

چشم جہانیان بغمش اشک خون گریست — گویی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید
دل بیقرار گشت وجہان تیرہ در نظر — چون این خبر بپردهٔ گوش ولا رسید
ہے ہے ازین دلم کہ طپیدن نہان نداشت — زان تعزیت کہ بر جگرم بر ملا رسید
گو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر — از گلستان دہر بگوش آشنا رسید

آن پیر لاشہ را چو سپردند زیر خاک — خاک از زمین بدامن سپہر سما رسید
سیّارگان دوید فلک منتشر شدند — شور غمش ببین زکجا تا کجا رسید
تاریخ او بتدخلہ گوید سروش غیب — خیر النسا حضور سہ انبیا رسید
۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱
روح الامین بگفت کہ بنگر مراتبش — خیر النسا بہ درگہ حق وعلا رسید
۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

وہ محی الدین خان تیغ جنگ — صاحب اقبال عالی پائگاہ
آصفی دربار کے میر کبیر — مطلع پائگاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن میں وہ بزرگی کے نشان — اور ریاست کے نہایت خیر خواہ
رہگرائے جنت الماوے ہوئے — قصر فردوس برین ہے خوابگاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا — ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیر اندوہش بدلہا جا گرفت — تیرہ و تار ہست در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی — ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ
۱۳۲۰ھ

تاریخ رحلت مولوی سید محمود بیرسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ الہ آباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون حامی قوم وافتخار ملت — فرمود ازین جہان فانی رحلت
گفتہ سنۂ وفات او فکر ولا — سید محمود شد بقصر جنت
۱۳۲۱

تاریخ رحلت مولوی سید علی لکھنوی کامل تخلص استاد مؤلف این کتاب ملؤلفہ

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی ‏— اقلیم سخن کی ہے یہ بداقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل نہ رہا — استاد سے ہوگیا زمانہ خالی
۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میرے استاد داغ نام آور — جو مرجح تھے ہر مقابل پر
اس زمانے مین انکی فکر بلند — آسمان تھی زمین مشکل پر
بلبل ہند تھی زبان انکی — مستند تھی لب عنادل پر
آج دنیا سے کر گئے وہ سفر — واصل حق ہین پہلی منزل پر
ہوگیا آج انکا بیڑا پار — رہ گئے ہم تڑپ کے ساحل پر
مصرع سال ہے فغان و آلا — ہاے وہ داغ دیکر گئے دل پر
۱۳۲۳ھ

تاریخ رحلت استادی مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کرد تیر آہ ہجران کار یک دیگر تمام — زانکہ از بار غمش پشت جہانی قوس شد
چشم گریان را دلاسا می شود سال وفات — جای نجم الدین حسن بر مطلع فردوس شد
۱۳۲۵

مرثیۂ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد — تا دم زیست بغم خواری ما دعوت کرد
بود در پیش روی ہمقدم سر سید — ای چہ سجادہ نشینی کہ برو سبقت کرد
داشت با خلق خدا خلق ہمیشہ قائم — با تبختر فلکشان حوصلہ اش نفرت کرد
رہبر مسلک احکام شریعت میبود — تا توانست مگر پیروی سنت کرد
فطرت او با اولوالعزمی خود داشت صفت — رونقی داد بہر کار کہ او ہمت کرد

دست از شیوهٔ راحت طلبی باز کشید — تا برحمت کشتی بار سفر عادت کرد
حیدرآباد هم از نخل وجودش برخورد — سعی موفور بشادابی این دولت کرد
والی ملک دکن آصف سادس بکرم — محسن الملک خطابش عوض خدمت کرد
باخطابیکه سزاوار همین خدمت بود — نام نامیش باطراف جهان شهرت کرد
نائب سلطنت هند گورنر جنرل — تمغهٔ قیصریش داد و بسے عزت کرد
گرچه بودند و گذشتند حکیمانه بسے — شرط انصاف که با او نتوان نسبت کرد
منهمک بود شب و روز بغم خواری قوم — خدمت قوم بهر لحظه و هر ساعت کرد
نظر خوش گرزش داشت دل خلق بدست — سخن او همه را شیفتهٔ الفت کرد
مرتبت داشت ولیکن بره خدمت قوم — بندهٔ بود که ترک ترک و حشمت کرد
تلخ گفتاری عالم بشکرخنده ببرد — زهر بدگوئی مارا عوض شربت کرد
حرمت هرکس و ناکس بنظر داشت مدام — باحریفان جفاجو کرم و شفقت کرد
مزد محنت بخدا داد خلوص عملش — بارک الله که بے مزد عمل محنت کرد
کرد کارے زپے قوم که بے کار نرفت — آنچه پیغمبر برحق بحق امّت کرد
واے در چشم زدن ملک بقارا بگزید — دیر نگذشت که زین دار فنا رحلت کرد
هرکه بشنید صفاتش بدعا کردش یاد — وآنکه نامش بزبان برد بدو رحمت کرد
وادریغا فلک کجروش ناهنجار — برهم این دفتر و شیرازهٔ جمعیّت کرد
قوم اسلام چه نقصان عظیمے برداشت — کاغفتش مایهٔ نقد دل و جان غارت کرد

روے گل سیر ندیدیم بهار آخر شد — که به بربادی این باغ خزان عجلت کرد
لاله داغے بجگر دارد و ما هم داغے — داغ هجران که فلک درحق ما قسمت کرد

دیدۂ عالمیان در المش خون بگریست	تا دل از سوز غم رحلت او رقت کرد
دولتے بود گرانمایہ کہ از دست برفت	وائے چرخ کہن از مایۂ خود غفلت کرد
حیف از مادر گیتی کہ نشد فرزندے	تف بر ویش کہ ستمگار چنین حرکت کرد
اے ولا تن زن و این مرثیہ را طول مدہ	کہ بتقدیر الٰہی نتوان حجت کرد
دستگاہیکہ بفن جملت داد خداے	صرف این کار ببا ید بعبودیت کرد
فکرت من بسر لوح دل از سال وفات	نقشہا یافت کہ گوئی قلم قدرت کرد
رحلت محسن ملک آہ چہ کلفت زدہ است	مایۂ صبر و دوائے دل ما رخصت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۹۶۴ بکرماجیت
ما فرو ماندہ بماندیم درین غم کردہ	ہادی صادق ازین ملک فنا ہجرت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۳۶ محمدی
ما بر بخوری و تاریکی خود جان بلبیم	سیّد القوم مسیحا دم ما رحلت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۱۷ فصلی
حیف ہنگام خبر گیری ما نیست کسے	ہاتف قوم بگلزار جنان راحت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۸۲۹ شالیواہن
داشت کارے مگر آنجا پئے قوم ممتاز	محسن الملک بزودی سفر جنت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۲۵ ہجری

تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

الٰہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت	ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت
ارے ہائے مہدی علیخان بہادر	ترے دم سے کالج کی تھی خیر و برکت

نہ اس طرح مرنے کا وہم وگمان تہا　　زمانہ سے اچّھی نہ تہی گرچہ صحّت
گئے جب وہ شملہ پہ اچھے بھلے تھے　　گزشتہ مرض کی تہی تہوڑی سی نقاہت
مسافر بنے خاطر قوم لیکن　　طبیبون نے اونکو ندی تہی اجازت
یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ　　بدلنے لگی دمبدم اُن کی حالت
مقامی حکیمون نے کی فکر ساری　　مگر کچھ نہ کام آئی اون کی حذاقت
خبر پاکے پہنچے طبیب اپنے جلدی　　ولیکن گئی رائگان ساری محنت
شب چارشنبہ مین محسن سدہارے　　جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت
اٹہا دے کو لے کر چلے نعش اون کی　　علی گڈہ کی مٹی مین تہا جذب الفت
وہ قسمت سے غافل تہے دنیا کے بندے　　رہی دیر تک دفن محسن مین حجت
عزیزون نے چاہا کہ لے جائین گھر پر　　رفیقون نے کی خرچ اپنی رفاقت
اُدہر حسن تدبیر پر تہا بہروسہ　　ادہر حکم تقدیر نے کی حمایت
ٹرسٹی ہوئے جس گھڑی جمع سارے　　وصیّت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت
مگر روح سیّد کا مقصد یہی تہا　　بنے اپنے پہلو مین محسن کی تربت
ہوا فیصلہ قوم کے حق مین جس دم　　چلے لے کے تابوت سب اہل ملّت
نماز جنازہ پڑہی جمعہ کے دن　　غرض دفن سے اسکے پائی فراغت

چھپے۔ محسن الملک مہدی علی خان ۱۰۹۹　　۱۳۲۵　　کھلی گور مین تعمیر کی حقیقت ۲۲۶
عجب بندۂ پاک باطن تہا محسن　　کرے تجھ پہ نازل خدا اپنی رحمت
دم مرگ بہی قوم کا لغلقہ تہا　　نہ کی اپنے گھر کے لئے کچھ وصیّت
رہا عمر بہر قوم کا تو فدائی　　نہ چھوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجھی سے بڑہی اپنے کالج کی رونق
تنزل کو روکا ترے دم قدم نے
اولوالعزمیان تیری مخفی نہ تہین کچھہ
وہ خلق مجسم تہا محسن ہمارا
زمانہ مین اوس کا نتہا کوئی ثانی
امارت تہی اوس کی خدا داد لیکن
غریبون کا مونس فقیرون کا والی
امیرون کے دل مین جگہ اوسنے پائی
کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑہ کر
کرین جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
رہیگا زمانہ مین نام اوس کا قائم
لکھوائے ولا مصرع سال ایسا
پڑے تہلکہ کیون نہ دنیا مین اس سے
پہونکا آج صور سرافیل گویا
عجب کیا جو قبرون سے اٹھہ آئین مُردے
عجب کیا جو سورج ہو نیزے پہ قائم
اڑے خال و خط مصحفِ رخ سے ایسے
یہ کہکر اتر آئے عیسیٰ فلک سے

تجھی سے گھٹی بدگمانی کی شہرت
ترقی رہی ساری تیری بدولت
زمانہ مین ممتاز تہی تیری فطرت
مثل تہی زمانہ مین اوس کی مروّت
عجب اوس کی فطرت مین تہی آدمیت
پسند اوسکو ہرگز نہ تہی شان و شوکت
مصیبت زدون پر رہی اُسکی شفقت
رئیسون کی آنکھون مین تہی اُسکی عزت
غرض اس زمانہ مین تہا دم غنیمت
زبان قلم کو نہین اسکی طاقت
کرے گی اوسے یاد تا حشر خلقت
کہ ذکر اوس کا باقی رہے تا قیامت
کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملّت
ہوا ہُو کا میدان برستی ہے وحشت
کہ مردون سے بدتر ہے زندونکی صورت
تفِ غم سے غرق عرق ہے جو خلقت
کہ جس طرح فوٹو مٹے بعدِ مدّت

قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت
۱۳۲۵ھ

اب ہم اس کتاب کو دعاے دولت وعمر و اقبال ولی نعمت دام اقبالہم پر ختم کرتے ہین جس نے مؤلف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرما کر مالا مال اور فکر معاش سے فارغ البال کر رکھا ہے ۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل علمی مین منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا کرتے ہین ۔ ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری

اعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل مین مؤلف کے دستخط نہ ہون وہ کتاب مسروقہ سمجھی جاے گی فقط

[illegible]

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل بپابندی ردیف

سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان
۱	۲	۳
	الف ممدودہ	
۱	آبی حرف	۵۱
۲	آبی لفظ	۵۳
۳	آتشی حرف	۵۱
۴	آتشی لفظ	۵۳
۵	آحاد	۲۸
	الف مقصورہ	
۶	ابجاد	۳۶
۷	ابجد	۳۹
۸	ابجد آدم	۳۷
۹	ابجد ابدان	۵۵
۱۰	ابجد ترفّع	۴۲
۱۱	ابجد تنزّل	″
۱۲	ابجد سبعہ	۴۶
۱۳	ابجد طبعی	۵۲
۱۴	ابجد عناصر	۵۱
۱۵	ابجد نوحی	۳۹
۱۶	ابو جاد	۳۶
۱۷	ابو و جاد	″
۱۸	احسن الصنائع	۱۸۳
۱۹	اساس	۳۰
۲۰	استنطاق	۲۳۰
۲۱	اسم	۶۹
۲۲	الفاظ جمل	۳۵
۲۳	الفاظ جسم انسانی	۵۶
۲۴	الوف	۲۸
	بائے عربی	
۲۵	باطن	۲۷۹
۲۶	بسط	۲۲۹
۲۷	بسط الحروف	۲۳۵
۲۸	بسط المربّع	۲۳۸
۲۹	بسط المقوّی	″

تائے عربی

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہوّز	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۳			

تواریخ کتاب ہذا

(۱) تاریخ تالیف کتاب طبعزاد جناب مولوی سعید الدّین سعید تخلص

الّفت المکتوب فی فنّ الجمل — ما لہ بدل ولیس لہ البدیل
ابتغی الاحباب تاریخا لہ — قلت عاما ذاک تالیف جمیل
۱۳۲۵

ایضاً از مؤلف کتاب

ما نرے ذا اللہ فی فن الجمل — مثل ذا وھو دلیل قاطع
قلت تاریخا لتالیف الکتاب — انّہ ہذا الکتاب ساطع
۱۳۲۵ ہجری

ولہ

حقا کہ غرائب الجمل رنگین ست — ہر صفحۂ او درخور صد تحسین ست
گفتم سنۂ عیسوی تالیفش — در علم جمل نسخۂ نادر اینست
۱۹۰۸

ولہ

مثل ہذا غرائب الجمل — ما نرے فی الغرائب العرب
قال فکری لعام تالیفہ — انّ ہذا الکتاب بو العجب
۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب مولوی جلیل حسن مینائی جلیل تخلص

مرحبا نواب والا شان نے لکھی وہ کتاب — وصف میں جس کے زبان اہل زبان کی لال ہے
سال ہجری تالیف کا پوچھے کوئی اوس سے جلیل — بے بہا آئینۂ تاریخگوئی سال ہے
۱۳۲۵

(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ بہا کے (۸) عدد کا تخرجہ نہایت لطافت سے فرمایا ہے

ایضاً طبعزاد جناب ابوطیب محمد یحییٰ قاصد تخلص ـ منشی ـ فاضل ـ مولوی ـ عالم

قد اوضح ہذا التالیف	للناس سبیل التاریخ
ارّخت لعام التاریخ الفصلّ	دلیل التاریخ ۱۳۱۶ افضل

(۲) تاریخ طبع کتاب طبعزاد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شہاب پروفیسر عربی مدرسہ عالیہ

للعلم عرش مستقل	فوق السماک الاعزل
العلم خیر مقتنیً	زین لکلّ محفل
یسمو به المرء الی	کلّ مقام الجمل
بنور انواع العلو	م کلّ غیم ینجلی
فانہل الغوا دس	فرائدہا و علّل
واستخرج المخبّا	ت من غریب الجمّل
وان اردت النجح فی	تحقیق اسّ مشکل
فداوم الامعان فی	کتاب ذی الفضل الجلی
مولای شمس العلما	ء البارع المتکمل

عزیز جنگ السیّد السامی الذری المبجّل

فقد اتی فیہ بما		اعجز کلّ الاوّل
مفتخر لما مضیٰ		والحال والمستقبل
الذّ عند اہلہ		من الرحیق السلسل
ارخته اذ تم سفی		بیت من الشعر الجلی
بمنّ مولانا استنتہی	۱۳۲۶	جمع کتاب الجملّ

ایضاً طبعزاد مؤلف کتاب

لقد شاعت النسخة فی الزمان — بفضل الجمل ذاک فن نبیل
فأرّخت تاریخ طبع الکتاب — الا انّ ہذا الکتاب جمیل

ایضاً ولہ

قد الّف ذلک الکتاب — مطبوع الخلق مستطاب
ارّخت بدایتہ لعامہ — ما احسن ذا ہو الکتاب

ایضاً ولہ

صد شکر خدای خالق عزوجل — شائع شدہ این کتاب در علم و عمل
از فکر ولا است سال طبعش پیدا — مطبوع شد این نسخۂ احوال جمل ۱۳۲۶

ایضاً ولہ

فضل الہی سے یہ نسخہ چھپ چکا — اہل جمل کہتے ہین جسکو لاجواب
تاریخ طبع اسکی کہو تم اے ولا — علم جمل کی مستقل ہے یہ کتاب

ایضاً طبعزاد جناب ابو طیب محمد یحییٰ قاصد تخلص منشی - فاضل - مولوی عالم

ولا کی مین نے یہ تالیف دیکھی — گلستان جمل کی خوب کی سیر
مؤلف سے کہی مین نے یہ تاریخ — جزاک اللہ فی الدارین بالخیر ۱۳۲۶ ھ

ایضاً ولہ

در علم جمل دیدم این طرفہ کتابے را — جمع ست درین دفتر صدہا سنہ تاریخ
بسیار صعوبت ہا برداشت بتالیفش — آوردہ مؤلف از ہر جا سنہ تاریخ
از بسط بیان کردہ است اقسام و قواعد را — اینہم کہ شدہ ستانکہ پیدا است سنہ تاریخ

نایاب صنائع ہم آوردہ درین نسخہ ۔۔۔ بنوشتہ مثالش راہم با سنہ تاریخ
باید کہ عمل پیرا باشد بہ قوانینش ۔۔۔ خواہد چو کسے کردن انشا سنہ تاریخ
تا پیش کنم نذر نایاب مؤلف را ۔۔۔ از فکر برآوردم یکتا سنہ تاریخ
گفتا سن و ہاتف قاصد چہ دلاویز است ۔۔۔ گفتم سنہ تاریخ گفتا سنہ تاریخ
۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوشش تخلص

چون علما شمس ما جنگ عزیز ولا ۔۔۔ نسخہ غرائب نما کرد رقم بے بدل
عون ولی اللہ احد جوشش رقم سال زد ۔۔۔ تا در عالم بود نسخہ فن جمل
۱۳۲۶ھ

ایضاً طبعزاد جناب نواب عبد الباری خان بہادر موجد تخلص

در فن جمل نسخہ راز فکر ولا ۔ باطر بگو ۔۔۔ دیدیم و پئے نظیر گو ید دل ما ۔ زین جستجو
کم یاب ضرورہست وسال طبعش ۔ از قابلیت طبع ۔۔۔ تالیف عزیز جنگ شمس العلما ۔ نایاب بگو
۱۳۲۶ھ

(نوٹ) قلب طبع سے بائے موحدہ کا تعمیہ ہوا ہے

ولہ

عزیز جنگ بہادر ولا بملک دکن ۔۔۔ نوشت نسخہ جامع چو در فن تاریخ
کشود قفل وہان من از کلید ولائش ۔۔۔ برای سال مسیحی بہ مخزن تاریخ
۱۹۰۸ع

ولہ

در بلدہ غرائب الجمل طبع چو شد ۔۔۔ از سعی ولا شاعر پاکیزہ سخن
گفتم سن فصلیش بگراے موجد ۔۔۔ مجموعہ دلپذیر مطبوع دکن
۱۳ فصلی

ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبد الواسع ۔ صفا ۔ تخلص

فن تاریخ مین شمس العلما کی یہ کتاب ۔۔۔ جس کے مشتاق تھے بیحد شعرا طبع ہوی

طبع موزون نے صفا مصرع تاریخ کہا		واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوئی

(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ گوئی مراد ہے۔
(ہوئی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہین۔
لائق مورّخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہین۔

ترجمۂ ریویو انگریزی ریختۂ کلک جناب مولوی میرزا مہدیخان کوکب تخلص
اِے۔ آر۔ اِس۔ اَیم۔ و اَیم۔ آر۔ اَے۔ اِس۔

شمس العلماء مولوی احمد عبد العزیز نائطی خان بہادر نواب عزیز جنگ نے اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کے فن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے۔

لاٹن مین جس طرح آئی ڈی یکس ایل سی ڈی ایم کے لئے اعداد مقرر ہین اسی طرح عربی کے اٹھائیسون حروف کے لئے عدد ہین ۹ حروف اکائی کے لئے مخصوص ہین اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکڑے کے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے۔ یہی کیفیت سنسکرت کے حروف کی ہے۔ بدین وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۳۶ ہین انہون نے الوف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے۔

عربون نے اس فن سے دو طرح پر کام لیا ہے۔
(۱) اعداد کا کام حروف سے۔　(۲) حروف کا کام اعداد سے۔
نمبر (۱) سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتین اور اشعار ایسے

+ از گورنمنٹ آف انڈیا　　۴ از سرکار نظام

لکھے گئے ہین جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہسٹری معلوم ہوتی ہے اور اونہین عبارتون کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے اوس واقعہ کا سنہ نکلتا ہے یہ کچھہ آسان کام نہین ہے بلکہ نہایت دقیق کام ہے ۔ اور نمبر (۲) سے صیغہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے ساتہ صرف ہندسون مین مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے ۔ لیکن غایت نمبر ۲ کے مقابلہ مین نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس مین عربون سے زیادہ اہل عجم نے کام کیا ہے اور عجمیون سے ہندیون نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت یہ فن ہندوستان مین ہر طرف جاری ہے ۔ مشرقی بادشاہون کے دربارون مین تہنیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تہا تو شعراے وقت اس فن مین اشعار کہتے تہے اور اون اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکال لیتے تہے اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہسٹری اور یادگار سمجھے جاتے تہے وہی عمل اب تک ہندوستان مین جاری ہے ۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تقریب یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن مین اشعار لکھے جاتے ہین اور اون اشعار کے حروف کا مجموعہ از روے اعداد اس کا یادگاری سنہ قرار پاتا ہے ۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے اب تک اپنی روزمرّہ ضرورتون مین زیر استعمال رکھا ہے ۔

بڑی حیرت اور تاسّف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان مین بعض استادون نے اسی صدی مین مختصر مختصر دو تین رسائل سو پچاس صفحات کے لکھے ہین جن مین سے ایک دو چھپے بھی ہین لیکن وہ ایسے ناکامل ہین کہ اون سے جیسے چاہیئے شائقین فن کو مدد نہین ملتی عربی بہت سی کتابون مین اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوے ہین اور بعض قدیم کتابون کے نام بھی جو اس فن کی مخصوص کتابین ہین معلوم ہوتے ہین لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج اون کتابون کا پتہ کسی لائبرری مین نہین ملتا اور نہ اون کے چھاپے کی نوبت آئی۔ اور مختلف کتابون کے متفرق تذکرے سے پبلک کو یکجائی کے ساتہ کوئی کامل فائدہ حاصل نہین ہوسکتا ہے۔

ایسے وقت مین ہمارے دوست شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر کا اس اہم اور دقیق سبجکٹ مین ایک مستقل کتاب کا لکھنا جو ہمارے زیر ریویو ہے بہت بڑی شکرگزاری کے قابل ہے۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دو درجن سے زیادہ کتابین فنون قانون۔ تاریخ۔ سیاق۔ لغت۔ حیوانات اگریکلچر وغیرہ مین ہین۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہماری راے مین اون تمام کتابون پر فائق ہے۔

اس مین کچھ شک نہین کہ اگر اسی صدی مین یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدریج فن جمل مٹ جاتا اور اُردو لٹریچر مین بھی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ مین صفر آجاتا اور اس کا نام براے نام صرف کتب لغت مین رہ جاتا۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہون کا ہوتا تو وہ لائق مؤلف کو موتیون مین تولتے۔ تاریخ سے اس کا پتا

ملتا ہے کہ ۱۰۴۳ھ ہجری مین مرزا طہماسپ قلی ترک نے ۱۹ شعرون مین ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلتا تھا تو اوس کے صلہ مین شاہجہان نے اوس کو ایک لاکھ روپیہ کا انعام دیا اور سواری کے لیے ایک ہاتھی اور گھوڑا ساز و سامان طلائی کے ساتھ عطا کیا اور جواہر کا خاص خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مسلّم الثبوت شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت مین لکھی تو اون کی بے شک بہت بڑی قدر ہوتی اگر اون کا یہ کام اوس زمانہ مین واقع ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ جس زمانہ مین مشرقی بادشاہون کے بے بہا صلون کا ذکر صرف بطور یادگار تاریخی رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتم بالشان کام کرنا اور یہ جان کر کہ اون کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہین ہے محض پبلک کو فائدہ رسانی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لیئے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ مین ہر طرف سطحی فنون کی دھوم ہے ناولون کی جانب عام طبائع مائل ہین ایسے دقیق سنگلاخون مین قلم اوٹھانا اور کامیاب ہونا صرف ہمارے دوست کا حق ہے۔ جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اون کی صحت اور دلچسپی کو دیر گاہ باقی رکھے۔

اس کتاب مین صرف اصول فن ہی کا بیان نہین ہے بلکہ فروعات کی بھی مکمل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جمل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتھ متاخرین

اور متقدمین کے کلام سے قابل اطمینان مثالین بھی پیش ہوئی ہین۔ صنائع و بدائع جمل کا مفصل ذکر ہے جن مین سے بعض کے موجد عرب ہین اور بعض کے عجم اور اکثر کے لئے اہل ہند۔ ہماری رائے مین صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتون کے موجد اصلی کے نام کا پتہ کسی تاریخ سے اونکو نہ مل سکا اور کیونکر ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ ہی نہین کی اور ضمناً بھی کسی موقع پر اس کا ذکر نہین کیا۔

غرض جو کچھہ اس کتاب مین ہے وہ بہت کچھہ ہے اور یہی ایک کتاب ہے جس کے ذریعہ سے اُردو لٹریچر مین اس فن کے متعلق جان آگئی ہے۔ اور بلا مبالغہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اس فن کی مردہ لاش مین اس کتاب نے جان ڈال کر از سرنو زندہ کیا ہے۔

ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کرین گے جن کو فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہین اس کتاب کا ترجمہ جس زبان مین ہوگا اوس زبان مین یہ فن رائج ہو جائے گا۔

آخر پر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین خاص کر اس لئے کہ اونہون نے اس کتاب کو ہز ہائینس نظام کے ملک سے شائع کیا ہے ہز ہائنس مین مشرقی بادشاہون کے صفات موجود ہین خود بھی اس فن سے دلچسپی رکھتے ہین۔ ہمکو کامل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماوینگے اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لئے کہ ہم خوب جانتے

ہین کہ تدوین علوم وفنون کی جناب اسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس اس کا ہے کہ غیر انگریزی زبانوں کی تالیفات کا فوٹو گورمنٹ کے روبرو پیش ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیا نہین ہین۔

مرزا مہدی خان
کوکب

ریختۂ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین الصاری رئیس امیٹھی

سد الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

نسخۂ غرائب الجمل مؤلفۂ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر رامن اوّلہ الیٰ آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ماشاء اللہ کتابیست اجمل واکمل وجامع و مانع در فن جمل۔ مؤلف محترم خوب کارے کردہ است کہ این فن لطیف را بحیطۂ تدوین درآوردہ۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت ہمچو کتابے بود و چرا نباشد کہ طریقۂ تاریخگوئی بتقاریب تہنیت و تعزیت الی الآن در ہندوستان جنّت نشان مروّج و موجود است۔

نغز گویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک در یابند کہ در کتب موجودہ چہ در زبان عربی و چہ فارسی دارد و نسخۂ مستقل درین فن لطیف بدین جامعیت و تحقیق و تدقیق کہ مولف محترمش بکار بردہ است الی الآن بہم دست نشدہ است۔ پس وجہے نباشد کہ این نعمت عظمیٰ و ہدیۂ کبریٰ را من حیث المجموع مغتنم نشماریم و فرزانہ مولفش را در خور ہزار تحسین و صد ہزار آفرین نپنداریم چہ بحس التفائش اینچنین تالیفے بے بہا و ہمچنین گوہرے یکتا بدست ما رسیدہ است کہ چشم ما تا حال عدیلش ندیدہ و گوش ما الی الآن بدیلش نشنیدہ ؏

سوادش سرمۂ چشم حسینان بیاضش نور بخش مہ جبینان

ہمانا فکرت مؤلفش خیلے بلندست۔ وطرز بیانش بسیار دلپسند کہ حقائق این فن لطیف را بآئینے ہدیۂ ناظرین کردہ کہ ہم بتدیان کم سواد را

بسلاست بیانی بے بہرہ نمیگزارد۔ وہم منتہیان کامل استعداد را بلطافت معانی بہرۂ کافی وحظے وافی می بخشد فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

شک نیست کہ این ذخیرۂ نایاب از رسائل موجودہ فائق تر ست کہ قواعد و اقسام جمل را با صنائع و بدائع آن سیّما باستمنا و اقوال محقّقین و نظائر و آراے مقدّقین کسوت تدوین بطرز بہین در برکشیدہ است و بعض نوادر این فن را کہ درین نسخۂ بے بہا یافتہ میشود ہنوز گوش ہوش ما نشنیدہ۔ الحق کہ این کتاب لاجواب خیلی خوب ہست و بندۂ بے بضاعت را بسیار مرغوب۔

بخیالم میرسد کہ اگر مؤلف محترم ہمدرین نسخۂ نایاب بطور ضمیمۂ کتاب حصۂ از الفاظ متساویۃ الاعداد ہم درج میفرمود ناریخگویان را خیلے مفید میبود۔ حالاہم کار از دست نرفتہ است و تیر از شست بر نجستہ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست دہد تلافی مافات بحیّز امکان اوست کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد۔

بالجملہ از شائقین فن و قدردانان شعر و سخن توقع کلی ست کہ محنت مؤلفش را بچشم انصاف بنگرند و بمیزان عدل بسنجند و از جادۂ اعتدال پا بیرون ننہند کہ اِعدِلوا ہوا قرب للتّقویٰ وارد است۔

خاکسار

ابو المظفّر محمد سعید الدّین انصاری

ریویو منظوم حامل تاریخ تالیف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی سید سجاد علی تخلص سوختہ متعلقہ

نواب عزیز جنگ ذی شان	شمس العلماش ہم خطابیست
احمد عبدالعزیز نامش	روشن مانند آفتابیست
والا منش و ولا تخلص	لطف آئین۔ مکرمت مآبیست
با بندہ مثیل و خواجہ تاشے	ہم بندۂ مالک الرقابیست
باشاہ غلام سرفروشے	در اہل وفا وفا جنابیست
او بندۂ بندگان عالی	در درگہِ شاہ باریابیست
ہر نکتہ ز جزو کل نصیبش	او صاحبِ فن بہر نصابیست
گوئی کہ دقیقہ سنجی او	آتش برکن ز سطح آبیست
تاریخ و فلاحت از وجودش	مانند سیاق بہرہ یابیست
تالیفے دارد او بہر علم	در ہر فن مال او کتابیست
اکنون بجمل گرایشِ او	تعبیر ز یاد رفتہ خوابیست
این نسخہ ز بست و شش کتابش	شک نیست کہ فرد انتخابیست
گویند غرائب الجمل را	کین مظہر اعجب العجابیست

گویم اسمی است با مسمّیٰ	نام ایزد که لا جوا بیست
آرے ز فضولِ مطالب	درحسن بیانش اجتنا بیست
موضوع جمل دروست فضلے	از علم و عمل خجسته با بیست
شد کہنہ صحائف از نُولش	نقشے که وجود او بر آ بیست
یکجاست اصول و ہم فروعش	تہوئے فنّ مستطا بیست
از ہار ائمۂ جمل را	این نسخۂ منتخب گلا بیست
ہر صفحہ بنقشہ ہاے اعداد	دیباچہ دفتر حسا بیست
درحق مشارقہ بیاضش	بر عارض مہر آب و تا بیست
قانون معنا ربہ بر ولیش	رخشندہ ستارہ در سحا بیست
پیچیدہ مطالبش نہ معنے	از بہرِ حسود پیچ و تا بیست
الحق کہ زبانِ معترض را	پیرا یۂ رسم سدِّ با بیست
بخ بخ کہ روانی عبارت	در وادی علم جوے آ بیست
گردید قبول درگہ شاہ	گوئی کہ دعاے مستجا بیست
شد نسخہ بنام او مُعنون	تالیف بشکل کامیا بیست
سال تالیف او اثر گفت	در علم جمل چہ بہ کتا بیست

۲۵ ھ ۱۳

he was unable to discover the names of those originators from whose works the examples of the ingenuities are quoted. And no wonder, as the former compilers never paid any attention to these nor ever made a passing allusion to them. However, what is collected together in this book is more than sufficient for all our needs. We may safely say, without exaggeration that this book will infuse a new life into this art and revive this branch of Urdu literature.

Those who have even a slight taste for this art and those students who are in search of information on this subject, will be able to gauge the truth of our statement; we are sure that if this book be translated into any language, the people speaking that language will readily adopt this system for commemorating historic events

In conclusion we congratulate the able author on his success more especially as he has published his book in His Highness the Nizam's dominions. His Highness is endowed with the characteristics of eastern sovereigns, and takes no mean interest in this art, and we are sure that he will view this production with an eye of approbation.

If the merits of the book be properly represented to the Government of India, it will certainly receive due recognition, as we are aware of the value the Government attaches to works of art and literature. But it is a matter of regret that there are no proper and accessible means of bringing non-English works to the notice of that Government.

(Sd.) MIRZA MEHDI KHAN.

Had this important work not been compiled in the present century, the art of *Jumal* would have been lost to the Urdu, and we may add Arabic and Persian literature, and the word *Jumal* would have been left only to adorn the pages of our dictionaries. Had the author (who is a distinguished poet also) flourished during the Mogal supremacy and produced this work then, he would doubtless have become the recipient of high honour and valuable gifts. In 1043 Hijri, Mirza Tahmasp Kuli a Persian Turk, composed an ode consisting of nineteen couplets according to the *Jumal* system, the numerical values of which gave the coronation year of Shah Jahan, for which the emperor gave him a lakh of rupees in cash, and bestowed on him a special robe of honour bedecked with jewels, an elephant and a horse with gold trappings.

It is very creditable indeed to our friend to have devoted his time and energy in writing such a comprehensive work, without an eye to any pecuniary gain, and thereby preserving an old art from oblivion. With him it has been a labour of love and his main object has been to benefit the public, since the princely rewards of which we read in old books are not current coin in this age.

Nowadays that novel- reading is the rage, and light literature is in great demand, it is very courageous of the author to have turned his attention to such a difficult subject. May he be long spared to devote himself to such works of interest and utility.

It is not only the broad principles of the art of *Jumal* that have been dealt with here, but the details also have been fully discussed, showing how the professors of this art, belonging to different schools have employed it. Copious examples of certain niceties and ingenuities in the treatment of *Jumal* have been quoted from a few Arab and Persain, but mostly from Indian authors; but it is a pity that the names of the originators and inventors of those ingenuities have not been given. This defect the author himself acknowledges, when he states that

In the courts of eastern monarchs, on occasions of congratulation or condolence, the poets of the period composed poems, in which the numerical values of the letters of certain lines gave the year of the occurrence, while the context was considered the best means of commemorating those historic events. This practice still prevails throughout India. When a leader of a community or a ruler dies, or a grand *Darbar* is held or a chief is installed or a marriage takes place, the event is depicted in verse, and the date is obtained from the numerical values of the letters of certain lines in the poem, forming the *chronogram* of that event. In short, the *Jumal* system is an ingenious and interesting art, which the Indians, along with the Persians, still use for representing memorable events.

It is at once a matter of great wonder and regret, that although the *Jumal* system is current everywhere, we do not find any special books exclusively devoted to the subject either in the Arabic or the Persian language. Only a few Indian authors have written two or three short treatises on the subject during the last century; but these are so meagre and unsatisfactory that no lover of the art can derive any help from them.

Solitary passages on the subject are found scattered in many Arabic books, and we even come across the names of special works relating to this subject, but we regret to state that none of these is to be found in any of the libraries today, nor have any of them been printed. The public can therefore, possibly derive no benefit from such material scattered through a large number of volumes, unless it be collected together, and be made accessible to the student in a complete form.

This is exactly what Nawab Aziz Jung has accomplished, by compiling a special book on this important and interesting subject. Although the author has written and published more than twenty five books on various subjects, such as arts, law, history, accounts, lexicography, agriculture &c., but in our opinion this unique book is far ahead of the others.

Review by Molvi Mirza Mehdi Khan Sahib A. R. S. M., M. R. A. S. E., author of the Hyderabad Gazetteer and Census Commissioner His Highness the Nizam's Dominions (retired).

Urdu literature owes a great debt to Shams-ul-ulama Molvi Ahmad Abdul Aziz Sahib, Nayati (on whom His Highness the Nizam also has conferred the title of Khan Bahadur, Nawab Aziz Jung), who has recently compiled an elaborate treatise entitled "*Gharaib ul-Jumal*" on the Arabian art of *Jumal*.

All the 28 letters of the Arabic alphabet, according to the *Abjad* system, represent figures, just as the letters I.V.X.L. C. D. and M in Latin represent numerals. According to the *Abjad* system, the first nine letters represent units, the next nine the tens, the third set of nine the hundreds and the remaining single letter stands for thousand. Similarly in the Sanskrit alphabet, which contains 36 letters, but with this difference that the fourth set of nine figures stands for thousands.

The Arabs have made use of this art in two ways, *viz* first by taking the letters to represent figures, and secondly by using figures in place of letters. They have used the first method more extensively in making chronograms. Lengthy compositions were written, both in prose and verse, describing the history of special events, while the years of the occurrence of those events were obtained from the numbers represented by letters composing the sentences in the prose or from the numerical values of those occurring in a line in case of a poem.

The Second method was employed in confidential correspondence, in which figures were used, according to certain special rules, in place of letters.

The first method is decidedly the more difficult of the two. The Persians have utilized the first method more extensively than the Arabs, and have further elaborated on the system; and the Indians borrowed this art from the Persians, which is widely practised at present in India

فہرست کتب مؤلفۂ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر موجودہ مطبع

نمبر شمار	فن	نام کتاب	قیمت	محصول ڈاک	میزان	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	قانون	صدہ مجموعہ قوانین مالگزاری مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ فصلی لغایۃ آخر سنہ ۱۳۱۶ فصلی	عــــہ	۱۲ر	عــــہ ۱۲ر	
۲	"	خزینۂ فینانس و حساب جلد اوّل لغایۃ آخر سنہ ۱۳۱۲ فصلی	بــــہ	۱۰ر	بــــہ ۱۰ر	دونوں جلدوں کے خریدار کو عــــہ اور خرچ ٹپہ ۱۲ر
۳	"	ایضاً جلد دوم بابتہ سنہ ۱۵ و ۱۶ فصلی	ــــے	۴ر	ــــے ۴ر	
۴	"	شیرازہ دفاتر	عالــ	۴ر	عالــ ۴ر	
۵	تاریخ و سیر	تاریخ النوائط یعنی قوم نوائط کی تاریخ	عــــہ	۸ر	عــــہ ۸ر	افراد قوم کے لئے نصف قیمت
۶	"	محبوب السیر با نگارستان آصفی	ــــے	۶ر	ــــے ۶ر	
۷	"	عطیات سلطانی یعنی تاریخ معاش بلاسے معطیہ	ــــے	۶ر	ــــے ۶ر	
۸	فلاحت	فلاحۃ النخل۔ یعنی طریقہ کاشت کھجور	عالــ ۸ر	۵ر	عالــ ۱۳ر	
۹	"	کاشت انگور	ــــے	۶ر	ــــے ۶ر	
۱۰	"	کاشت ترکاری	عالــ	۴ر	عالــ ۴ر	
۱۱	سیاق	سیاق دکن	ــــے	۴ر	ــــے ۴ر	
۱۲	طیور	حیوٰۃ الحمام یعنی رسالہ کبوتر بازی	عالــ	۴ر	عالــ ۴ر	
۱۳	لغت	آصف اللغات۔ جلد اوّل متعلق بہ الف ممدودہ تقریباً ۹۰۰ صفحے	صہ	۸ر	صہ ۸ر	زیر طبع ہے
۱۴	جمل	غرائب الجمل۔ یعنی تاریخ گوئی	ــــے	۶ر	ــــے ۶ر	

المشتہر محمد حبیب اللہ منیجر عزیز المطابع ۔ عزیز باغ ۔ سلطان پورہ حیدرآباد دکن